احادیث قدسیہ
علامہ مولانا
اسید الحق محمد عاصم قادری

شکریہ

ہم عزت مآب محترم علامہ اسید الحق عاصم قادری دامت برکاتھم العالیہ کے نہایت ممنون ہیں کہ انھوں نے یہ کتاب انٹرنیٹ پر پبلش کرنے کے لئے ہمیں عنایت فرمائی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے اس تعاون پر ان کو اجر کثیر عطا فرمائے اور قبلہ علامہ صاحب کے فیوضات و برکات و درجات میں مزید اضافہ فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

نفس اسلام ویب ٹیم

www.nafseislam.com

أحادیث قدسیه

مرتبہ

مولانا اُسید الحق محمد عاصم قادری

ناشر

تاج الفحول اکیڈمی بدایوں شریف

سلسلۂ مطبوعات (۳۳)

کتاب
احادیث قدسیہ

مرتب
مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری

طبع اول
ذی قعدہ ۱۴۲۹ھ/نومبر ۲۰۰۸ء
ناشر
تاج الفحول اکیڈمی بدایوں
تقسیم کار
مکتبہ جام نور، ۴۲۲ مٹیا محل جامع مسجد دہلی

رابطے کے لئے
MAULANA USAID UL HAQ QADRI
Madrsa Alia Qadria, Maulvi Mohalla,
Budaun-243601 (U.P.) India
Phone : 0091-9358563720
E-Mail : qadriusaid@yahoo.com

انتساب

مرکز علوم اسلامیہ، دار العلم و العمل فرنگی محل (لکھنؤ) کی

عظیم شخصیات

☆ بحر العلوم ملا عبد العلی انصاری فرنگی محلی

☆ استاذ الاساتذہ ملا نور الحق انصاری فرنگی محلی

☆ نابغۂ عصر مولانا ابو الحسنات محمد عبد الحئی فرنگی محلی

☆ امام وقت مولانا قیام الدین عبد الباری فرنگی محلی

کی علمی اور روحانی عظمتوں کے نام

اسید الحق قادری

وارد حال لکھنؤ

جشن زریں

رنگ گردوں کا ذرا دیکھ تو عنابی ہے　　　یہ نکلتے ہوئے سورج کی افق تابی ہے

شوال ۱۴۲۹ھ/ مارچ ۲۰۱۰ء میں تاجدار اہل سنت حضرت شیخ عبدالحمید محمد سالم قادری (زیب سجادہ خانقاہ قادریہ بدایوں شریف) کے عہد سجادگی کو پچاس سال مکمل ہونے جارہے ہیں، ان پچاس برسوں میں اپنے اکابر کے مسلک پر مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے رشد و ہدایت، اصلاح و ارشاد، وابستگان کی دینی اور روحانی تربیت اور سلسلۂ قادریہ کے فروغ کے لئے آپ کی جدوجہد اور خدمات محتاج بیان نہیں، آپ کے عہد سجادگی میں خانقاہ قادریہ نے تبلیغی، اشاعتی اور تعمیری میدانوں میں نمایاں ترقی کی، مدرسہ قادریہ کی نشاۃ ثانیہ، کتب خانہ قادریہ کی جدید کاری، مدرسہ قادریہ اور خانقاہ قادریہ میں جدید عمارتوں کی تعمیر، یہ سب ایسی نمایاں خدمات ہیں جو خانقاہ قادریہ کی تاریخ کا ایک روشن اور تابناک باب ہیں۔

بعض وابستگان سلسلہ قادریہ نے خواہش ظاہر کی کہ اس موقع پر نہایت تزک واحتشام سے ''پچاس سالہ جشن'' منایا جائے، لیکن صاحبزادۂ گرامی قدر مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری (ولی عہد خانقاہ قادریہ بدایوں) نے فرمایا کہ ''اس جشن کو ہم 'جشن اشاعت' کے طور پر منائیں گے۔ اس موقع پر اکابر خانوادۂ قادریہ اور علماء مدرسہ قادریہ کی پچاس کتابیں جدید آب وتاب اور موجودہ تحقیقی واشاعتی معیار کے مطابق شائع کی جائیں گی، تاکہ یہ 'پچاس سالہ جشن' یادگار بن جائے اور آستانہ قادریہ کی اشاعتی خدمات کی تاریخ میں یہ جشن ایک سنگ میل ثابت ہو''۔ لہٰذا حضور صاحب سجادہ کی اجازت وسرپرستی اور صاحبزادۂ گرامی کی نگرانی میں تاریخ ساز اشاعتی منصوبہ ترتیب دیا گیا اور اللہ کے بھروسے پر کام کا آغاز کر دیا گیا، اس اشاعتی منصوبے کے تحت گزشتہ دس ماہ میں ۱۳ رکتابیں منظر عام پر آچکی ہیں، اب تاج الفحول اکیڈمی منصوبے کے دوسرے مرحلے میں ۱۵ رکتابیں منظر عام پر لا رہی ہے، زیر نظر کتاب اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔

رب قدیر ومقتدر سے دعا ہے کہ حضرت صاحب سجادہ (آستانہ قادریہ بدایوں) کی عمر میں برکتیں عطا فرمائے، آپ کا سایہ ہم وابستگان کے سر پر تادیر قائم رکھے۔ تاج الفحول اکیڈمی کے اس اشاعتی منصوبے کو بحسن وخوبی پایہ تکمیل کو پہنچائے اور ہمیں خدمت دین کا مزید حوصلہ اور توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

عبدالقیوم قادری

جنرل سکریٹری تاج الفحول اکیڈمی

فہرست مشمولات

عنوان	صفحہ

رحمت و مغفرت

جنت و دوزخ

عظمت مصطفی ﷺ

انبیاء ومرسلین

شفاعت

امت محمدیہ کی فضیلت

اولیاء وصالحین کا مرتبہ

شہداء کا مرتبہ اور جہاد کی فضیلت

اعمال صالحہ کی فضیلت

گناہوں کا انجام

متفرقات

☆☆☆

عرض مرتب

عرصہ سے خواہش تھی کہ حدیث پاک کی کوئی خدمت کروں مگر اپنی کم علمی اور اس کام کی عظمت کو دیکھتے ہوئے ہمت نہیں ہوتی تھی۔ بالآخر رب مقتدر نے توفیق عطا فرمائی، جس کے نتیجہ میں ''احادیث قدسیہ'' کا یہ مجموعہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

ابتداء میں جب اس کتاب کا خاکہ بنایا تھا تو کام بہت آسان لگ رہا تھا لیکن جب شروع کیا تو اس راہ کی مشکلات کا اندازہ ہوا۔ پہلی دشواری تو احادیث قدسیہ جمع کرنے میں پیش آئی، اس کے بعد صحیح اور ضعیف کو چھانٹنے کا مرحلہ درپیش ہوا، تیسرا مرحلہ ان کی ترتیب کا تھا اور سب سے زیادہ مشکل کام ان کا اردو میں ترجمہ تھا، کیونکہ ان احادیث میں بہت سے ایسے الفاظ وارد ہیں جن کو اردو میں منتقل کرنا کم از کم مجھ جیسے کم علم کے لئے تو ایک مشکل کام تھا۔

میں نے کوشش کی ہے کہ اس مجموعہ میں کوئی ضعیف حدیث درج نہ کی جائے، اس مجموعہ کی زیادہ تر احادیث صحت کے اعلیٰ درجے پر ہیں، عموماً متفق علیہ ہیں یا پھر صحیحین میں سے کسی ایک کی ہیں، اگر ان کے باہر کی ہیں تو پھر صحت کی پوری تحقیق کے بعد ہی درج کی گئی ہیں۔ صرف چند احادیث ایسی ہیں (جن کی تعداد ۱۰ ر سے کم ہے) جن کو محدثین نے حسن قرار دیا ہے۔ ہاں البتہ تین حدیثیں ایسی بھی ہیں جن کو بعض متشددین نے ضعیف کہا ہے مگر تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ ان میں بہت خفیف درجے کا ضعف ہے اور ان کے متابعات وشواہد ان کو تقویت پہنچا رہے ہیں لہٰذا میں نے ان کو درج کرنے میں کوئی حرج نہیں سمجھا۔

احادیث کی ترتیب ۱۳ ر مختلف عنوانات کے تحت کی گئی ہے، اس میں ایک دشواری یہ پیش آئی کہ بہت سی احادیث میں مختلف امور کا بیان ہے لہٰذا ایسی کثیر الجہات حدیث بیک

وقت کئی عنوانات کے تحت درج ہو سکتی ہے۔ میں نے حدیث کے مختلف معانی میں سے کسی ایک کا انتخاب کر کے اس کو متعلقہ عنوان کے تحت درج کر دیا ہے۔

بہت سی احادیث بیک وقت مختلف طریقوں سے مروی ہوتی ہیں ان مختلف روایتوں میں الفاظ کا اختلاف اور کبھی مفہوم کی کمی وزیادتی ہوتی ہے، ایسی صورت میں مَیں نے وہ روایت لی جو صحیح ترین اور جامع ترین تھی، صرف تین مقامات پر ایک ہی حدیث کی دو مختلف روایتیں درج کی گئی ہیں ایک شفاعت کی طویل حدیث دوسری شہداء کی حیات اور تیسری موت کے ذبح کرنے والی حدیث۔

جیسی بھی ٹوٹی پھوٹی عربی آتی ہے احادیث کا اردو ترجمہ اسی کی روشنی میں کیا ہے، جہاں دشواری ہوئی وہاں فتح الباری، شرح نووی، المنجد اور مصباح اللغات کی مدد لی ہے۔ یہاں اس بات کا اظہار نہ کرنا علمی خیانت ہوگی کہ میں نے بعض احادیث کے ترجمے کے سلسلے میں مندرجہ ذیل کتب سے بھی استفادہ کیا ہے:

۱۔ ترجمۂ بخاری: علامہ سید عبدالدائم جلالی

۲۔ شرح صحیح مسلم: علامہ غلام رسول سعیدی

۳۔ ترجمۂ ابوداؤد: مولانا عبدالاول

۴۔ ترجمۂ جامع ترمذی: مولانا سید نور عالم بہاری

احادیث کا خشک لفظی ترجمہ کرنے کی بجائے سلیس اور بامحاورہ ترجمہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس کے لئے قوسین کا سہارا بھی لینا پڑا ہے۔

احادیث صفات کے ترجمہ میں مَیں نے اکثر جگہ تاویل کی راہ اختیار کی ہے اور بعض جگہ تفویض کے موقف پر بھی عمل کیا ہے۔

بعض احادیث قدسیہ تشریح طلب ہیں۔ پہلے ارادہ تھا کہ ایسی احادیث کے ساتھ ایک تشریحی نوٹ بھی لگا دوں گا مگر فی الحال وقت کی قلت کے باعث یہ ممکن نہ ہو سکا البتہ کہیں کہیں بریکٹ میں بعض چیزوں کی وضاحت کر دی ہے، اب ارادہ ہے کہ اس کتاب کی ایک مستقل شرح ترتیب دوں جس میں ہر حدیث پر تفصیلی گفتگو ہو۔ اس کتاب کی ترتیب

کے وقت کتب حدیث کی شروحات بھی پیش نظر رہیں، جن سے کافی مواد جمع ہوگیا ہے، انشاء اللہ اولین فرصت میں مواد کو ترتیب دے کر ''شرح احادیث قدسیہ'' کے نام سے ایک ضخیم کتاب اہل ذوق کی خدمت میں پیش کروں گا۔

میرے مخلص دوست اور کرم فرما مولانا منظر الاسلام ازہری جو دقت نظر اور وسعت مطالعہ دونوں میں مجھ سے فائق ہیں انھوں نے میری درخواست پر ایک مبسوط اور جامع مضمون تحریر فرمایا ہے، جوشامل کتاب ہے، اس کے شکریہ کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں۔

یہ کتاب جون ۲۰۰۷ء میں لکھنؤ میں صرف ۶ دن میں ترتیب دی گئی تھی اس لئے اس کا انتساب خانوادۂ فرنگی محل کی عظیم شخصیات کے نام کرنا زیادہ مناسب معلوم ہوا۔

میں ۶ جون سے ۱۴ جون تک لکھنؤ میں برادر طریقت محمد نذر قادری کے مکان میں قیام پذیر رہا جہاں یکسوئی سے میں نے یہ کام کیا، نذر بھائی کا خاندان دو تین پشتوں سے خانقاہ قادریہ بدایوں سے نسبتِ ارادت رکھتا ہے، میرے قیام کے دوران تمام اہل خانہ نے اس قدیمی رشتۂ عقیدت ومحبت کا حق ادا کر دیا جس کی وجہ سے میں آرام وسکون کے ساتھ یہ کام کرسکا۔ رب قدیر ومقتدر ان سب کو صحت وعافیت سے رکھے اور جزائے خیر عطا فرمائے۔ اس سفر میں عزیزم مولوی ناظم قادری (طالب علم مدرسہ قادریہ بدایوں) بھی میرے ساتھ تھے، جنھوں نے احادیث تلاش کرنے اور نقل کرنے میں میری مدد کی، اللہ جزائے خیر عطا فرمائے اور دارین کی سعادتوں سے بہرور فرمائے (آمین)۔

رب قدیر ومقتدر سے دعا ہے کہ حدیث پاک کی اس معمولی سی خدمت کو قبول فرمائے اور اس کو میرے لئے ذخیرۂ آخرت بنائے، اس کتاب میں مجھ سے جو کوتاہیاں ہوئی ہوں ان کی پردہ پوشی فرمائے، انہیں معاف فرمائے اور ان کی اصلاح کرنے کی توفیق عطا فرمائے (آمین)

اسید الحق قادری — ۲۸ر شوال ۱۴۲۹ھ

مدرسہ قادریہ بدایوں — ۲۹ر اکتوبر ۲۰۰۸ء

مقدمہ

حدیث کی اقسام میں ''حدیث قدسی'' اپنی ایک الگ امتیازی شان اور خصوصیت رکھتی ہے، ان احادیث میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی رحمت، بخشش، مخلوق پر احسان و انعام، بے نیازی اور اپنی عظمت وقدرت کا اظہار کیا ہے۔ ان احادیث کا مطالعہ بندے کے دل میں عجیب کیفیت اور سوز وگداز پیدا کرتا ہے۔ چشم بصیرت اور اخلاص قلب کے ساتھ اگر ان احادیث کا مطالعہ کیا جائے تو بندے کو حلاوت ایمانی اور روحانی بالیدگی کے ساتھ ساتھ ایک ایسا کیف وسرور حاصل ہوتا ہے جس کے لازمی نتیجہ کے طور پر اس کے تعلق باللہ اور محبت الٰہی میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

حدیث قدسی کا معنی اور تعریف - علماء حدیث نے حدیث قدسی کی مختلف تعریفات کی ہیں، ان تعریفات کا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اگر چہ ان کے الفاظ مختلف ہیں مگر مآل سب کا ایک ہی ہے۔

سید شریف الجرجانی حدیث قدسی کی تعریف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:-

الحدیث القدسی ھو من حیث المعنیٰ من عند اللہ تعالیٰ و من حیث اللفظ من رسول اللہ ﷺ فھو ما اخبر اللہ تعالیٰ بہ نبیہ بالالھام او بالمنام فأخبر علیہ السلام عن ذلک بعبارۃ نفسہ، فالقرآن مفضل علیہ لان لفظہ منزل ایضاً۔ (۱)

حدیث قدسی وہ ہے جو معنی کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہو

اور لفظ کے اعتبار سے رسول اکرم ﷺ کی جانب سے، اس نص کی خبر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو الہام کے ذریعہ یا خواب میں دی پھر حضور علیہ السلام نے اس کو اپنے الفاظ میں تعبیر کیا، حدیث قدسی پر قرآن کو بہر حال فضیلت ہے کیوں کہ قرآن کے الفاظ بھی اللہ کی جانب سے نازل کردہ ہیں۔

ملا علی قاری فرماتے ہیں:-

الحدیث القدسی ھو مایرویه صدر الرواۃ و بدر الثقات علیه افضل الصلوۃ و اکمل التحیات عن اللہ تبارک و تعالیٰ تارۃ بواسطة جبریل علیه السلام و تارۃ بالوحی والالھام اوالمنام، مفوضاً إلیه التعبیر بایّ عبارۃ شاء من انواع الکلام۔ (۲)

حدیث قدسی وہ ہے جس کو رسول اکرم ﷺ اللہ تبارک وتعالیٰ سے روایت کریں۔ (یہ روایت) کبھی جبریل علیہ السلام کے واسطے سے ہوتی ہے، کبھی وحی، الہام یا خواب کے واسطے سے، اس کے نص کی تعبیر حضور علیہ السلام کے سپرد ہوتی ہے کہ جن الفاظ میں چاہیں اس کو بیان کریں۔

میر سید شریف جرجانی اور ملا علی قاری کی تعریفات میں کوئی جوہری فرق نہیں ہے سوائے اس معمولی فرق کے کہ جرجانی نے حدیث قدسی کے القاء کو صرف الہام یا خواب میں منحصر کیا ہے جب کہ ملا علی قاری نے ان دو کیفیتوں کے علاوہ حضرت جبریل علیہ السلام کے واسطے کا بھی اضافہ کیا ہے، لیکن اس فرق کو اگر تحقیقی نظر سے دیکھا جائے تو معلوم ہوگا کہ یہ محض لفظی فرق ہے کیوں کہ ''الہام'' اپنے وسیع معنی میں اس صورت کو بھی شامل ہے۔ ان دونوں تعریفات کا خلاصہ یہ ہے کہ حدیث قدسی ایسی حدیث کو کہتے ہیں جس کا معنی اللہ تعالیٰ کی

طرف سے القاء کیا جائے اور اس کی تعبیر حضور علیہ السلام اپنے الفاظ میں کریں۔ چونکہ ان احادیث کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے اس لئے ان کو ''احادیث قدسیہ'' یا ''احادیث الٰہیہ'' یا ''احادیث ربانیہ'' بھی کہا جاتا ہے۔

ایک شبہ اور اس کا ازالہ - یہاں ایک شبہ یہ ہوسکتا ہے کہ حضور علیہ السلام کی وہ تمام احادیث جن کا تعلق دینی اور اخروی امور سے ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہی القاء شدہ اور وحی الٰہی سے ماخوذ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحٰی۔ (۳)

ترجمہ:- اور وہ کوئی بات اپنی خواہش سے نہیں کرتے، یہ تو وحی ہے جو انھیں کی جاتی ہے۔

اور خود حضور اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:-

الا وانی اوتیت الکتاب و مثلہٗ معہ۔ (۴)

بیشک مجھے کتاب (قرآن) اور اس کے ساتھ اس کی مثل (اس کا بیان یعنی احادیث) عطا فرمایا گیا ہے۔

مذکورہ آیت اور حدیث کی روشنی میں یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ احادیث نبویہ بھی منجانب اللہ ہیں اور ان کی بنیاد بھی وحی الٰہی پر ہے، پھر صرف احادیث قدسیہ ہی کو وحی الٰہی سے ماخوذ کہنا کہاں تک درست ہوسکتا ہے۔

اس شبہ کے جواب میں علما نے فرمایا کہ یہ درست ہے کہ احادیث قدسیہ اور غیر قدسیہ دونوں منجانب اللہ ہوتی ہیں، لیکن باقی حدیثوں کے مقابلہ احادیث قدسیہ اس لئے ممتاز ہوتی ہیں کہ ان کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے، مثلاً حضور علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ''اللہ نے ارشاد فرمایا'' باقی احادیث میں یہ خصوصیت نہیں ہوتی بلکہ ان کی نسبت حضور علیہ السلام کی طرف کی جاتی ہے۔

قاضی محمد شریف الدین فاروقی اس شبہ کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:-

الفرق بان الحدیث القدسی مضاف إلی اللّٰہ تعالٰی و مروی عنہ بخلاف غیرہ۔ و قد یفرق بان القدسی ما یتعلق بتنزیہ ذاتہ و صفاتہ الجلالیۃ و الجمالیۃ۔ قال الطیبی القرآن ھو اللفظ المنزل بہ جبریل علی النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم و القدسی اخبار اللّٰہ معناہ بالالھام او المنام فاخبر النبی علیہ السلام امتہ بعبارۃ نفسہٖ و سائر الاحادیث لم یضفھا إلی اللّٰہ و لم یروھا عنہ۔ (۵)

(دیگر احادیث اور حدیث قدسی میں) فرق اس طرح کیا جائے گا کہ حدیث قدسی کی نسبت اللہ کی جانب ہوتی ہے اور وہ اللہ سے مروی ہوتی ہے برخلاف دوسری احادیث کے، اور کبھی اس طرح بھی فرق کیا جاتا ہے کہ حدیث قدسی اللہ کی تنزیہ ذات اور اس کی صفات جلالیہ و جمالیہ سے متعلق ہوتی ہے۔ طیبی نے کہا کہ قرآن وہ لفظ منزل ہے جو جبریل (علیہ السلام) کے واسطے سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوا اور حدیث قدسی وہ ہے کہ اللہ نے الہام یا خواب کے ذریعہ جس کا معنی بھی حضور علیہ السلام کو بتایا پھر حضور علیہ السلام نے اپنے الفاظ میں امت کو اس کی خبر دی باقی دیگر احادیث اللہ کی جانب منسوب نہیں کی جاتیں اور نہ ہی حضور علیہ السلام ان کو اللہ سے روایت کرتے ہیں۔

ڈاکٹر عز الدین ابراہیم لکھتے ہیں:-

التمیز بین الحدیث القدسی و الحدیث النبوی: فالنبوی ینتھی سندہ إلی الرسول صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم بینما یرتفع القدسی إلی اللّٰہ عزوجل فالقول فیہ لہ جل جلالہ۔ و کثیرا ما یکون بضمیر المتکلم کما فی حدیث تحریم الظلم: یا عبادی انی حرمت

الظلم علی نفسی و جعلته بینکم محرماً فلا تظالموا وھذا لا ینفی ان الحدیث النبوی یستند فی مجموعه إلی وحی اللہ۔ (۶)

حدیث نبوی اور حدیث قدسی میں تمیز اس طور پر ہوگی کہ حدیث نبوی کی سند حضور (علیہ السلام) پر جا کر ختم ہوتی ہے جب کہ حدیث قدسی کی سند اللہ تعالیٰ تک پہنچتی ہے اور اس میں اللہ تعالیٰ کا قول مذکور ہوتا ہے، زیادہ تر اس میں متکلم کا صیغہ استعمال کیا جاتا ہے جیسا کہ تحریم ظلم والی حدیث میں فرمایا ''اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کر دیا ہے اور تمہارے درمیان بھی ظلم کو حرام قرار دیا ہے تو آپس میں ظلم مت کرو'' اور یہ بات اس کے منافی نہیں ہے کہ حدیث نبوی کی بنیاد بھی بالجملہ وحی الٰہی پر ہو۔

قرآن کریم اور احادیث قدسیہ میں فرق - قرآن کریم بھی اللہ کی جانب سے ہے اور احادیث قدسیہ کا معنی بھی منجانب اللہ ہوتا ہے، ان دونوں میں فرق کس طرح کیا جائے گا؟

ملا علی قاری فرماتے ہیں:-

وھی تغائر القرآن الحمید والفرقان المجید بان نزوله لا یکون إلا بواسطة الروح الامین، ویکون مقیداً باللفظ المنزل من اللوح المحفوظ علی وجه التعیین، ثم یکون نقله متواتر أقطعیاً فی کل طبقة وعصر وحین۔ (۷)

قرآن حمید فرقان مجید احادیث قدسیہ سے اس طور پر مختلف ہے کہ قرآن کا نزول صرف روح امین کے واسطے سے ہوا ہے، اور متعین طور پر لوح محفوظ سے اس کے الفاظ نازل ہوئے ہیں، پھر یہ کہ قرآن کریم

ہر طبقے اور ہر زمانے میں تواتر کے ساتھ نقل ہوتا رہا۔

قرآن کریم اور احادیث قدسیہ میں یہی بنیادی فرق ہے، اس فرق کی بنیاد پر ان دونوں میں جو فروعی فرق مرتب ہوتے ہیں ان کو ملا علی قاری نے ''احادیث القدسیة الاربعینیة ''میں حافظ ابن حجر الہیثمی نے'' شرح الفتح المبین'' میں، محمد علی فاروقی نے ''کشاف الاصطلاحات الفنون'' میں اور ڈاکٹر عزالدین ابرہیم نے ''الاربعون القدسیہ'' میں بیان کیا ہے۔ ان علماء کے بیان کردہ اصولی فرق اور ان پر مرتب ہونے والے فروعی فرق کا خلاصہ مندرجہ ذیل ہے:-

(۱) قرآن کریم لفظاً اور معناً معجزہ ہے کہ اس کی مثل لانے سے مخلوق عاجز ہے۔ حدیث قدسی میں یہ شان اعجاز نہیں ہوتی۔

(۲) قرآن کریم پورا کا پورا حضرت جبریل کے واسطے سے نازل ہوا ہے جب کہ احادیث قدسیہ بعض حضرت جبریل کے واسطے سے حضور تک پہنچی ہیں اور بعض الہام یا خواب میں بتائی گئی ہیں۔

(۳) قرآن کریم کے الفاظ بھی اللہ کی جانب سے نازل ہوئے ہیں برخلاف حدیث قدسی کے کہ اس کا صرف معنی منجانب اللہ ہے الفاظ حضور علیہ السلام کے ہیں۔

(۴) قرآن کریم متواتر ہے جب کہ احادیث قدسیہ اخبار احاد کے ضمن میں آتی ہیں۔ اسی لئے ان میں بعض صحیح ہیں بعض حسن ہیں اور بعض ضعیف ہیں۔

(۵) قرآن کریم کسی بھی تبدیلی اور تغیر سے محفوظ ہے اس کی حفاظت خود اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمۂ کرم میں لی ہے، احادیث قدسیہ ایسی نہیں ہیں۔

(۶) قرآن کریم کی تلاوت پر ہر لفظ کے بدلے دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے حدیث قدسی کی یہ شان نہیں ہے۔

(۷) حدیث قدسی نماز میں نہیں پڑھی جاسکتی اس سے نماز باطل ہوجائے گی۔

(۸) قرآن کریم کے مختلف اجزا کو ''سورة'' اور ''آیت'' سے موسوم کیا جاتا ہے جبکہ

احادیث قدسیہ کو ان ناموں سے موسوم نہیں کیا جاسکتا۔

(۹) چونکہ قرآن متواتر ہے اس لئے اس کا انکار کرنے والا کافر ہوگا برخلاف حدیث قدسی کے کہ اس کا منکر کافر نہیں۔

(۱۰) ناپاکی کی حالت میں قرآن کریم کو چھونا اور پڑھنا جائز نہیں ہے برخلاف حدیث قدسی کے۔

حدیث قدسی کی اقسام - احادیث قدسیہ الفاظ اور اپنے موضوعات کی بنیاد پر چند قسموں کی ہوتی ہیں۔ کچھ احادیث قدسیہ ایسی ہوتی ہیں جن میں صراحت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کا کوئی قول منقول ہوتا ہے، کچھ احادیث میں اس بات کی صراحت تو نہیں ہوتی کہ یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے مگر سیاق وسباق سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ قول باری عزوجل ہے، کچھ احادیث میں کوئی قول نہیں ہوتا بلکہ اللہ تعالیٰ کا کوئی فعل بیان کیا جاتا ہے۔ احادیث قدسیہ کی ایک قسم یہ ہے کہ ان کے آغاز میں اللہ تعالیٰ کا کوئی قول یا فعل نہیں ہوتا بلکہ یہ ایک طویل حدیث ہوتی ہے جس میں قیامت یا عالم آخرت کے احوال بیان کئے جاتے ہیں اور حدیث کے درمیان میں اللہ تعالیٰ کا کوئی قول یا فعل مذکور ہوتا ہے۔ یہ احادیث قدسیہ کی مختلف اقسام ہیں ہم یہاں ان تمام اقسام کو مثالوں سے واضح کرنے کی کوشش کریں گے:۔

(۱) احادیث قدسیہ کی سب سے اہم وہ قسم ہے جن میں مذکور قول یا فعل کی نسبت صراحتاً اللہ تعالیٰ کی طرف ہوتی ہے۔ ایسی احادیث کو محدثین مندرجہ ذیل طریقوں سے روایت کرتے ہیں اگرچہ معنی ومفہوم سب کا ایک ہی ہے۔

الف: یقول النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیما یرویہ عن ربہ عزوجل

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے رب عزوجل سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں

ب: قال اللہ تعالیٰ فیما رواہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ نے ارشاد فرمایا (اس حدیث میں) جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس

سے روایت کی

ج: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اللہ تبارک و تعالٰی

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے

یہ اور اس قسم کے بعض دوسرے الفاظ میں بھی حدیث قدسی روایت کی جاتی ہے، ان میں اس بات کی صراحت ہے کہ آگے آنے والے قول یا فعل کا تعلق اللہ تبارک وتعالیٰ سے ہے۔ ان میں کبھی اللہ تعالیٰ صیغۂ متکلم سے کلام فرماتا ہے اور کبھی صیغۂ غائب کے ساتھ، مثال کے طور پر:-

الف: عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اللہ تبارک و تعالٰی انا اغنی الشرکاء عن الشرک من عمل عملا اشرک فیہ غیری ترکتہ و شرکہ۔ (۸)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا میں شریک سے بے نیاز ہوں جو شخص میرے ساتھ کسی کام میں کسی کو شریک ٹھہراتا ہے تو میں اس کو اور اس کے شرک کو چھوڑ دیتا ہوں۔

ب: عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول اللہ تعالٰی انا عند ظن عبدی بی و انا معہ اذا ذکرنی۔ (۹)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں، جب مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں۔

ج: عن ابن عباس رضی اللہ تعالٰی عنھما عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فیما یروی عن ربہ عزوجل قال ان اللہ کتب الحسنات و السیئات

ثم بین ذلک فمن هم بحسنة فلم یعملها کتبها اللّٰہ له عنده حسنة کاملة، فان هو هم بها فعملها کتبها اللّٰہ له عنده عشر حسنات إلی سبعمائة ضعف إلی اضعاف کثیرة و من هم بسیئة فلم یعملها کتبها اللّٰہ له عنده حسنة کاملة فان هو هم بها فعملها کتبها اللّٰہ سیئة واحدة۔ (۱۰)

ترجمہ:- حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام نیکیاں اور گناہ لکھ دیئے پھر ان کو بیان کر دیا تو جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرے اور اس کو نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ اپنے پاس اس کے لئے ایک پوری نیکی کا ثواب لکھتا ہے اور جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے اور اس کو کرتا بھی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیوں سے لے کر سات سو گنا بلکہ اور کئی گنا ثواب لکھتا ہے اور جو شخص کسی گناہ کا ارادہ کرتا ہے اور اس کو کرتا نہیں ہے تو اللہ اس کے لئے ایک نیکی لکھتا ہے اور جو شخص کسی گناہ کا ارادہ کرے اور پھر اس کو کر بھی لے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے صرف ایک گناہ لکھتا ہے۔

(۲) حدیث پاک کے ابتدائی حصہ میں تو اس بات کی صراحت نہیں ہوتی کہ یہ حدیث قدسی ہے مگر درمیان میں صراحتاً اللہ تعالیٰ کا قول مذکور رہتا ہے۔

عن عقبة بن عامر رضی اللّٰہ تعالٰی عنه قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول یعجب ربک من راعی غنم، فی رأس شظیة الجبل یؤذن بالصلاة و یصلی فیقول عز و جل انظروا إلی عبدی ھٰذا یؤذن ویقیم الصلاة یخاف منی قد غفرت لعبدی وادخلته الجنة۔ (۱۱)

ترجمہ:- حضرت عقبہ بن عامر فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اس چرواہے سے بہت خوش ہوتا ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر نماز کے لئے اذان دیتا ہے اور نماز قائم کرتا ہے مجھ سے ڈرتا ہے، میں نے اپنے اس بندے کو بخش دیا اور اس کو جنت میں داخل کر دیا۔

اسی طرح مسلم شریف کی وہ حدیث جس میں اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ﷺ کو ان کی امت کے سلسلہ میں راضی کرنے کا وعدہ فرمایا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے قرآن کریم کی تلاوت فرمائی اور گریہ فرمایا پھر ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے اپنی امت کی مغفرت کی دعا کی۔ اس کے بعد حدیث کے الفاظ ملاحظہ ہوں:-

فقال اللّٰہ عز و جل یا جبرئیل اذهب إلی محمد، وربک اعلم فسئله: ما یبکیک؟ فأتاه جبرئیل علیه السلام فسأله فأخبره رسول اللّٰہ ﷺ بما قال وهو اعلم فقال اللّٰہ یا جبرئیل اذهب إلی محمدٍ فقل انّا سنرضیک فی امتک ولا نسؤک۔ (۱۲)

ترجمہ:- اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے جبرئیل محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ حالانکہ تمہارا رب زیادہ جانتا ہے مگر ان سے پوچھو آپ کو کس چیز نے رلایا، حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس تشریف لائے اور ان سے پوچھا حضور علیہ السلام نے ان کو بتایا، پھر حضرت جبرئیل نے جا کر اللہ کو سب ماجرا بتایا حالانکہ اللہ زیادہ جانتا ہے تو اللہ نے ارشاد فرمایا اے جبرئیل محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ اور ان سے کہہ دو کہ ہم تمہاری امت کے معاملہ میں تمہیں راضی کرلیں

گے، اور تمہیں رنجیدہ نہیں کریں گے۔

(۳) اللہ تعالیٰ کے بعض اقوال یا افعال کسی حدیث کے ضمن میں مذکور ہیں ان اقوال و افعال کی نسبت اللہ کی جانب نہیں ہوتی بلکہ یہ مجہول کے صیغہ میں وارد ہوتے ہیں لیکن سیاق وسباق اس بات پر قطعی طور پر دلالت کرتا ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کا قول یا فعل ہے۔ مثال کے طور پر:۔

عن ابی ھریرۃ رضی اللہ تعالٰی عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال تفتح ابواب الجنۃ یوم الاثنین ویوم الخمیس فیغفر لکل عبد لا یشرک باللہ شیئاً الا رجلا کانت بینہ وبین اخیہ شحناء، فیقال انظروا ھٰذین حتی یصطلحا انظروا ھٰذین حتی یصطلحا، انظروا ھٰذین حتی یصطلحا۔ (۱۳)

ترجمہ:۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت کے دروازے پیر اور جمعرات کے دن کھولے جاتے ہیں پھر ہر اس بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا، سوا ان دو لوگوں کے جو ایک دوسرے سے کینہ رکھتے ہوں، ندا کی جاتی ہے کہ ان دونوں کو مہلت دو یہاں تک کہ آپس میں صلح کر لیں (یہ ندا تین بار کی جاتی ہے)

اس حدیث پاک میں یہ جملہ کہ ''ہر اس بندے کی مغفرت کر دی جاتی ہے جو''، اس میں اگرچہ مغفرت کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف نہیں ہے بلکہ یہ بصیغہ مجہول وارد ہے لیکن قطعی طور پر یہ بات سمجھی جا سکتی ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ ہی کا فعل ہے کیوں کہ ''مغفرت کرنا'' اس کی شان ہے اور اسی کے لائق ہے۔ اسی طرح یہ جملہ کہ ''ندا کی جاتی ہے کہ ان دونوں کو مہلت دو یہاں تک کہ یہ صلح کر لیں''۔ اس میں اگرچہ صراحت نہیں ہے کہ اللہ نے فرمایا کہ ان کو

مہلت دو بلکہ یہاں بھی صیغہ مجہول والا ہے تاہم سیاق وسباق اور جملے کی عظمت وہیبت سے قطعی طور پر سمجھا جا سکتا ہے کہ یہ قول اللہ تعالیٰ ہی کا ہے۔

اسی طرح شفاعت کی وہ طویل اور مشہور حدیث جو صحیحین میں وارد ہے، اس میں ہے کہ جب لوگ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے پاس سے مایوس ہو کر شافع محشر کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے اور آپ سے شفاعت کی درخواست کریں گے تو آپ بارگاہ الٰہی میں سجدہ ریز ہو جائیں گے، آگے حدیث کے الفاظ ہیں:-

ثم یقال لی ارفع راسک سل تعطہ وقل یسمع واشفع تشفع (۱۴)

ترجمہ:- پھر مجھ سے کہا جائے گا کہ اپنا سر اٹھاؤ، مانگو عطا کیا جائے گا، کہو (تمہاری بات) سنی جائے گی، شفاعت کرو قبول کی جائیگی۔

یہاں بھی مجہول کا صیغہ ہے کہ "پھر مجھ سے کہا جائے گا" لیکن اسلوب بیان بتا رہا ہے کہ یہ قول اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کسی کا نہیں ہو سکتا۔

احادیث قدسیہ کی تعداد - ذخیرۂ احادیث میں احادیث قدسیہ کی تعداد کوئی بہت زیادہ نہیں ہے اور ان میں صحیح احادیث کی تعداد تو اور بھی کم ہے۔ اب تک احادیث قدسیہ کے جو مجموعہ ہماری نگاہ سے گزرے ہیں (جن کا ذکر ہم آگے چل کر کریں گے) ان میں شیخ محمد محمود المدنی کی **الاتحاف السنیة بالاحادیث القدسیة** تعداد حدیث کے اعتبار سے سب سے زیادہ ضخیم اور جامع ہے۔ اس میں بھی اختلاف روایات کی وجہ سے بکثرت مکررات ہیں اور مصنف نے صحیح وضعیف ہر طرح کی احادیث قدسیہ جمع کر دی ہیں اس کے باوجود اس میں موجود احادیث قدسیہ کی تعداد ۸۵۳ سے زائد نہ ہو سکی۔ اگر اختلاف روایات سے قطع نظر کر لی جائے اور صرف صحیح حدیث کا التزام کیا جائے تو احادیث قدسیہ کی تعداد ۸۵۳ سے بہت کم ہوگی۔ ہمیں ذاتی طور پر اس بات کا تجربہ اس وقت ہوا جب ہم نے احادیث قدسیہ پر کتاب مرتب کرنے کا ارادہ کیا، ہم نے طے کیا کہ اس کتاب میں

صرف صحیح احادیث درج کرنے کا اہتمام کیا جائے، اس التزام واہتمام کے ساتھ جب تلاش وتحقیق شروع کی تو اپنی کتاب میں ہمیں احادیث قدسیہ کی تعداد ۱۰۰؍تک پہنچانا مشکل ہوگیا (اس میں ہماری کم علمی اور ناقص مطالعہ کو بھی یقیناً دخل ہے) ایک اندازے کے مطابق صحیح احادیث قدسیہ ۱۰۰؍اور ۱۵۰؍ کے درمیان ہوں گی، واللہ تعالیٰ اعلم۔

احادیث قدسیہ کے موضوعات - جیسا کہ ہم نے عرض کیا کہ احادیث قدسیہ کی تعداد کوئی بہت زیادہ نہیں ہے، لہٰذا ان کے موضوعات بھی محدود ہیں، ان میں کوئی شرعی قوانین یا حرام وحلال وغیرہ کا ذکر نہیں ہے۔ احادیث قدسیہ میں جن موضوعات کو کثرت سے بیان کیا گیا ہے ان کا ایک سرسری جائزہ درج ذیل ہے:-

(ا) اثبات توحید اور ردشرک - عقیدۂ توحید نجات کے لئے ضروری عقیدہ ہے اور اسلام کے عقائد میں سب سے پہلا اور بنیادی عقیدہ ہے، بلکہ جتنے انبیاء علیہم السلام دنیا میں مبعوث فرمائے گئے ان سب کی دعوت کی بنیاد عقیدۂ توحید پر ہی تھی۔ اسی طرح گناہوں میں سب سے بڑا گناہ شرک ہے کہ اس کی بخشش نہیں ہے۔ چنانچہ احادیث قدسیہ میں جا بجا اللہ تعالیٰ نے توحید کا اثبات، اہل توحید کا انعام وثواب، شرک کی مذمت اور اہل شرک کے انجام اور ان کے عذاب کا ذکر فرمایا ہے۔ مثال کے طور پر:-

عن انس یرفعه إن اللّٰہ یقول لاھون اھل النار عذاباً لو ان لک مافی الأرض من شئی کنت تفتدی به؟ قال نعم قال فقد سألتک ماھو اھون من ھذا وانت فی صلب آدم ان لا تشرک بی ابیت إلا الشرک۔ (۱۵)

ترجمہ:- حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس شخص سے جو جہنم میں سب سے ہلکے عذاب میں ہوگا فرمائے گا کہ اگر زمین کی تمام چیزیں تیری ملکیت میں ہوتیں تو کیا جہنم سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لئے تو وہ سب دے

دیتا؟ وہ کہے گا ہاں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے تجھے اس سے بہت آسان چیز کا حکم دیا تھا جب تو آدم کی پشت میں تھا کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا مگر تو نے نہیں مانا اور شرک کیا۔

(۲) عظمت و تقدیس الٰہی - احادیث قدسیہ کا دوسرا اہم موضوع اللہ تعالیٰ کی عظمت و عزت، ہیبت و قدرت اور کبریائی و بے نیازی کا اظہار و اعلان ہے۔ ان احادیث میں بڑے عمدہ پیرائے، پُرجلال لہجے اور پُرعظمت اسلوب میں اللہ عزوجل کی عظمت و کبریائی کا بیان کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنی بے نیازی، بے پرواہی اور شان استغناء کا اظہار فرمایا ہے، مثال کے طور پر یہ احادیث پیش کی جاسکتی ہیں:-

عن أبی ذر عن النبی ﷺ فیما روی عن اللہ تبارک و تعالیٰ انه قال یا عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی و جعلته بینکم محرماً فلا تظالموا، یا عبادی کلکم ضال الا من هدیته فاستهدونی اهدکم، یا عبادی کلکم جائع إلا من اطعمته فاستطعمونی اطعمکم، یا عبادی کلکم عار إلا من کسوته فاستکسونی اکسکم، یاعبادی انکم تخطؤن باللیل و النهار وانا اغفر الذنوب جمیعاً فاستغفرونی اغفرلکم یا عبادی انکم لن تبلغوا ضری فتضرونی و لن تبلغوا نفعی فتنفعونی یا عبادی لو انّ اوّلکم و آخرکم وإنسکم و جنکم کانوا علی اتقٰی قلب رجل واحدٍ منکم مازاد ذلک فی ملکی شیئاً، یا عبادی لو انّ اولکم و آخرکم وانسکم وجنکم کانوا علی افجر قلب رجلٍ واحدٍ مانقص ذلک من ملکی شیئاً، یاعبادی لو ان اولکم وآخرکم وانسکم وجنکم قاموا فی صعید واحدٍ فسألونی، فاعطیت کل انسانٍ مسألتهٗ مانقص

ذلک مما عندی إلا کما ینقص المخیط اذا أدخل البحر، یا عبادی انما ھی اعمالکم احصیھا لکم ثم اوفیکم ایّاھا، فمن وَجَدَ خیراً فلیحمد اللّٰہ ومن وجد غیر ذلک فلا یلومن الا نفسہ۔ (۱۶)

ترجمہ:- حضرت ابوذر روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نقل فرمایا کہ اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کو حرام کر دیا اور اس کو تمہارے درمیان بھی حرام کیا ہے اس لئے باہم ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو! تم سب گم کردہ راہ ہو سوائے اس کے جسے میں ہدایت دوں تو تم مجھ سے ہدایت طلب کرو، اے میرے بندو! تم سب کے سب بھوکے ہو سوائے اس کے جس کو میں کھلاؤں تو تم مجھ سے کھانا طلب کرو میں تمہیں کھلاؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب کے سب برہنہ ہو سوائے اس کے جس کو میں کپڑا پہناؤں تو تم مجھ سے کپڑے طلب کرو میں تمہیں پہناؤں گا۔ اے میرے بندو! تم رات دن خطائیں کرتے ہو اور میں تمام گناہ بخشتا ہوں تو تم مجھ سے مغفرت طلب کرو میں تمہیں معاف کروں گا۔ اے میرے بندو! تمہاری دسترس میں یہ نہیں کہ تم مجھے نقصان پہنچا سکو اور نہ تمہاری دسترس میں یہ ہے کہ تم مجھے فائدہ پہنچا سکو۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے سب اگلے پچھلے اور تمام انسان و جنات تم میں سب سے متقی شخص کی طرح ہو جائیں تب بھی میری بادشاہت میں کوئی اضافہ نہیں ہو سکتا۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے سب اگلے اور پچھلے اور انسان و جنات سب کے سب تم میں سے سب سے بُرے آدمی کی طرح ہو جائیں تب بھی میری بادشاہت میں اس سے کوئی کمی

نہیں آسکتی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے سب اگلے پچھلے اور انسان وجنات سب کسی ایک میدان میں کھڑے ہوکر مانگیں اور میں سب کی حاجت پوری کردوں تب بھی میرے خزانے میں اتنی کمی بھی نہیں ہوسکتی جتنی سمندر میں سوئی ڈالنے سے ہوتی ہے۔ اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال میں جن کو میں تمہارے لئے شمار کررہا ہوں اور ان کی جزاء تمہیں پوری پوری دیتا ہوں، تو جو شخص بھلائی پائے وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جو اس کے علاوہ کچھ پائے تو وہ سوائے اپنے نفس کے کسی کو ملامت نہ کرے۔

اسی طرح ایک اور حدیث میں اپنی جود وسخا اور اپنے خزانوں کا اعلان فرماتا ہے:-

عن أبی هریرة رضی اللّٰہ عنه ان رسول اللّٰہ ﷺ قال: قال اللّٰہ عزوجل اَنْفِقْ اُنْفَقْ علیک وقال ید اللّٰہ ملأی لا تغیضها نفقة سحّاء اللیل والنهار وقال أرأیتم ما انفق منذ خلق السماء والأرض فإنه لم یغفی مافی یده وکان عرشة علی الماء وبیده المیزان یخفض ویرفع۔ (۱۷)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے تم (لوگوں پر) خرچ کرو میں تمہیں عطا فرماؤں گا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا دست قدرت بھرا ہوا ہے، خرچ کرنے سے اس میں کمی نہیں ہوتی، شب و روز نعمتوں کو بہاتا ہے، پھر فرمایا دیکھ لو جب سے اس نے آسمان اور زمین کو پیدا فرمایا ہے وہ نعمتیں تقسیم کررہا ہے اور اس تقسیم سے اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں آئی اور یہ تقسیم اس وقت سے ہے جب اس کا تخت پانی پر تھا اور اس کے ہاتھ میں ترازو ہے، کسی پلے کو

جھکاتا ہے کسی پلے کو اٹھاتا ہے۔

ایک اور حدیث قدسی میں اپنی بادشاہت کا اعلان ان لفظوں میں فرماتا ہے:-

عن أبی ہریرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ قال سمعت رسول اللّٰہ یقول یقبض اللّٰہ الأرض ویطوی السمٰوٰت بیمینہ ثم یقول انا الملک این ملوک الأرض۔ (۱۸)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ (قیامت کے روز) اللہ تعالیٰ زمین کو اپنی مٹھی (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) میں پکڑ لے گا اور آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) میں پکڑ لے گا پھر ارشاد فرمائے گا میں آج بادشاہ ہوں تو زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟

(۳) شان رحمت ومغفرت - احادیث قدسیہ میں جو موضوع سب سے زیادہ غالب ہے وہ اللہ عزوجل کی شان رحمت اور بخشش ومغفرت ہے، وہ کیسا رحیم وکریم اور کیسا معاف اور درگزر کرنے والا ہے اس کا اظہار احادیث قدسیہ میں کثرت کے ساتھ ایسے پیرائے میں کیا گیا ہے کہ ہم جیسے گناہ گاروں اور خطا کاروں کو بھی اپنی بخشش ومغفرت کی امید بندھ جاتی ہے۔ ان احادیث سے اندازہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے کس درجہ محبت کرتا ہے، کس کس انداز سے ان کی بخشش فرماتا ہے اور کیسی چھوٹی چھوٹی باتوں پر محض اپنی رحمت سے مغفرت فرما دیتا ہے۔ یہاں ہم چند احادیث درج کرتے ہیں، جن کو پڑھ کر ایمان میں تازگی آتی ہے:-

عن أبی سعید الخدری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ النبی صلی اللّٰہ تعالیٰ علیہ وسلم قال یدخل اھل الجنۃ الجنۃ واھل النار النار ثم یقول اللّٰہ تعالیٰ اخرجوا من النار من کان فی قلبہ مثقال حبۃ

من خردل من ایمان، فیخرجون منها قد اسودّوا، فیلقون فی نهر الحیا او الحیاة شک مالک۔ فینبتون کما تنبت الحبة فی جانب السیل۔ الم تر انها تخرج صفراء ملتویة۔ (۱۹)

ترجمہ:- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (قیامت کے دن) جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں۔ پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو، جب وہ لوگ دوزخ سے نکالے جائیں گے تو وہ جل کر بالکل سیاہ ہو گئے ہوں گے پھر ان کو نہر حیات میں ڈالا جائے گا تو ان پر ازسرِ نو بالیدگی آجائے گی جیسے سیلاب کے کنارے دانہ اگتا ہے، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ زرد اور جھکا ہوا ہوتا ہے۔

عن أبی هریرة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم لما قضی اللّٰہ الخلق کتب فی کتابه فهو عنده فوق العرش ان رحمتی غلبت غضبی۔ (۲۰)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو پیدا فرما دیا تو اس نے اپنی کتاب میں لکھا جو اس کے پاس عرش کے اوپر موجود ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔

عن عبد اللّٰہ بن عمرو بن العاص یقول قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم ان اللّٰہ سیخلص رجلاً من امتی علی رؤوس الخلائق یوم القیامة، فینشر علیه تسعة و تسعین سجلاً کل سجل مثل مد البصر،

ثم يقول اتنكر من هٰذا شيئاً، اظلمتك كتبتي الحافظون؟ فيقول لايارب، فيقول افلک عذر؟ فيقول لا يارب، فيقول بلٰى إن لک عندنا حسنة، فإنه لاظلم عليک اليوم فتخرج بطاقة فيها اشهد ان لا الٰه إلا اللّٰه واشهد ان محمداً عبدهٗ ورسوله، فيقول احضر وزنک فيقول يارب ما هٰذه البطاقة مع هٰذه السجلات؟ فقال انک لا تظلم قال فتوضع السجلات فی کفة والبطاقة فی کفةٍ فطاشت السجلات وثقلت البطاقة فلايشغل مع اسم اللّٰه شئی۔ (۲۱)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ میری امت میں سے ایک شخص کو چن کر الگ کرلے گا، پھر اس پر ننانوے دفتر کھولے جائیں گے، ہر دفتر کی لمبائی تاحد نگاہ ہوگی، پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کیا تجھے ان میں سے کسی (گناہ) کا انکار ہے؟ کیا میرے لکھنے والے حافظوں (کراماً کاتبین) نے تجھ پر ظلم کیا؟ بندہ عرض کرے گا نہیں میرے رب۔ اللہ ارشاد فرمائے گا کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے؟ بندہ کہے گا نہیں میرے رب میرے پاس کوئی عذر نہیں۔ اللہ سبحانہٗ فرمائے گا میرے پاس تیری ایک نیکی ہے اور آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ پھر ایک رقعہ نکالا جائے گا جس میں لکھا ہوگا۔ **اشهدُ ان لا إلٰه إلا اللّٰه واشهد أن محمداً عبده ورسوله۔** میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ اپنے ترازو کے پاس حاضر ہو، وہ بندہ عرض کرے گا

اے پروردگار ان دفتروں کے مقابلہ میں اس رقعہ کی کیا حیثیت ہے؟ اللہ فرمائے گا تجھ پر کوئی ظلم نہیں کیا جائیگا، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا پھر اس کے بعد وہ سارے دفتر ایک پلے میں رکھے جائیں گے اور وہ رقعہ ایک پلے میں رکھا جائے گا، دفتروں والا پلہ ہلکا ہو جائے گا اور رقعہ والا پلہ بھاری ہو جائے گا اور اللہ کے نام کے مقابلہ میں کوئی چیز بھاری نہیں ہوتی۔

عن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال النبی ﷺ انی لأعلم آخر اهل النار خروجاً منها و آخر اهل الجنة دخولاً، رجل یخرج من النار کبواً فیقول اللہ اذهب فادخل الجنة فیأتیها فیخیّل الیه انها ملأى۔ فیرجع فیقول یا رب وجدتها ملأى، فیقول اذهب فادخل الجنة فیأتیها فیخیّل إلیه انها ملأى، فیرجع فیقول یا رب وجدتها ملأى فیقول اذهب فادخل الجنة فإن لک مثل الدنیا و عشرة امثالها او ان لک مثل عشرة امثال الدنیا فیقول تسخر منی او تضحک منی و انت الملک؟ فلقد رأیت رسول اللہ ﷺ ضحک حتی بَدَت نوا جذہ و کان یقول ذاک ادنی اهل الجنة منزلة۔ (۲۲)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ ابن مسعود سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ میں اس شخص کو جانتا ہوں جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا اور سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا۔ وہ شخص گھسٹتا ہوا دوزخ سے نکلے گا، اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا جنت میں داخل ہو جا، وہ جنت کے پاس آئے گا مگر اسے محسوس ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے وہ لوٹ کر آئے گا اور عرض کرے گا اے

پروردگار جنت تو بھری ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اللہ پھر فرمائے گا جا جنت میں چلا جا، وہ پھر جنت کے پاس آئے گا اس کو پھر ایسا لگے گا کہ جنت بھری ہوئی ہے، وہ پھر لوٹ کر آئے گا اور عرض کرے گا اے پروردگار جنت بھری ہوئی ہے، اللہ ارشاد فرمائے گا جا جنت میں داخل ہو جا، تیرے لئے دنیا کے برابر بلکہ اس سے دس حصہ زائد وسعت وہاں ہے، وہ عرض کرے گا اے رب کریم کیا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے حالانکہ تو بادشاہ ہے، حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ یہ فرماتے ہوئے حضور اکرم ﷺ نے تبسم فرمایا یہاں تک کہ آپ کے اندر کے دانت ظاہر ہو گئے اور آپ نے فرمایا یہ شخص مرتبہ میں سب سے ادنیٰ جنتی ہوگا۔

عن أبی هریرة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال سمعت النبی ﷺ قال ان عبداً اصاب ذنباً وربما قال اذنب ذنباً فقال رب اذنبتُ وربّما قال اصبت فاغفرلی فقال ربّه اَعَلِم عبدی ان له رباً یغفر الذنوب ویأخذبہٖ غفرت لعبدی، ثم مکث ماشاء اللّٰہ، ثم اصاب ذنباًفقال رب اذنبت أواصبت آخر فاغفره لی فقال اعلم عبدی ان له ربا یغفر الذنوب ویأخذبہٖ غفرت لعبدی ثم مکث ماشاء اللّٰہ ثم اذنب ذنباً و ربّما قال اصاب ذنباً قال قال رب اصبت اوقال اذنبت آخر فاغفره لی، فقال اعلم عبدی ان له رباً یغفر الذنب ویأخذبه غفرت لعبدی ثلاثاً فلیعمل ماشاءَ۔ (۲۳)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے اور کہتا ہے

اے رب میں نے گناہ کیا ہے مجھے معاف فرما دے۔ اللہ فرماتا ہے کہ میرا بندہ جانتا ہے کہ کوئی اس کا رب ہے جو معاف کرتا ہے اور اس سے مواخذہ کرتا ہے، میں نے اس کو بخش دیا، پھر کچھ دن ٹھہرتا ہے پھر گناہ کرتا ہے اور عرض کرتا ہے اے میرے پروردگار مجھ سے گناہ سرزد ہوا ہے تو اِس کو معاف فرما دے، اللہ ارشاد فرماتا ہے کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر مواخذہ کرتا ہے، میں نے اپنے بندہ کو بخش دیا، پھر وہ بندہ کچھ دن ٹھہرتا اور پھر کوئی گناہ کر لیتا ہے پھر اللہ سے عرض کرتا ہے اے پروردگار میں نے گناہ کر لیا ہے تو اس کو معاف فرما دے اللہ ارشاد فرماتا ہے کہ کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہوں کو معاف کرتا ہے اور ان پر مواخذہ کرتا ہے میں نے اپنے بندے کو بخش دیا بخش دیا اب وہ جو چاہے کرے۔

ان احادیث کو پڑھ کر بندے کے دل میں اللہ کی محبت بڑھتی ہے، توبہ و رجوع کا شوق پیدا ہوتا ہے، گناہوں کی مغفرت کی امید قوی ہو جاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی شان رحمت و مغفرت پر ایمان پختہ ہو جاتا ہے۔

(۴) اعمال کا ثواب اور نیکیوں کی جزاء - احادیث قدسیہ میں ایک بڑی تعداد ایسی احادیث کی ہے جن میں مختلف اعمال اور نیکیوں کے ثواب اور ان کی جزاء کا ذکر ہے۔ ان احادیث میں ان اعمال کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ مثال کے طور پر یہ احادیث پیش کی جا سکتی ہیں:-

عن سالم بن عبد اللہؓ عن ابیہ انہ اخبرہ انہ سمع رسول اللہ ﷺ یقول انما بقاؤکم فیما سلف قبلکم من الامم کما بین صلاۃ العصر إلی غروب الشمس أوتی اھل التوراۃ التوراۃ

فعملوا حتى اذا انتصف النهار عجزوا، فأعطوا قيراطا قيراطاً، ثم اوتی اهل الانجيل الانجيل فعملوا إلى صلاة العصر ثم عجزوا فأعطوا قيراطاً قيراطاً، ثم أوتينا القرآن فعملنا إلٰى غروب الشمس فأعطينا قِيراطين قيراطين، فقال اهل الكتابين أى ربنا اعطيت هٰؤلاء قيراطين قيراطين واعطيتنا قيراطاً قيراطاً ونحن كنا اكثر عملاً؟ قال قال اللّٰہ عز وجل هل ظلمتكم من اجركم من شی؟ قالوا لا قال فهو فضلى اوتيه من أشاءُ۔ (۲۴)

ترجمہ:- حضرت عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام سے سنا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ گزشتہ قوموں کے مقابلہ میں تمہاری مدت حیات اتنی ہے جتنا وقت نماز عصر اور غروب آفتاب کے درمیان ہوتا ہے۔ اہل توریت (یعنی یہود) کو توریت عطا کی گئی تو انھوں نے اس پر دوپہر تک عمل کیا اس کے بعد وہ عاجز ہو گئے لہٰذا ان کو (اس عمل کے بدلے میں) ایک قیراط اجر دیا گیا، پھر اہل انجیل کو انجیل دی گئی تو انھوں نے اس پر عصر تک عمل کیا پھر وہ بھی تھک گئے، لہٰذا ان کو بھی ایک ایک قیراط اجر وثواب دیا گیا۔ پھر ہمیں قرآن کریم عطا فرمایا گیا اور ہم نے اس کے مطابق غروب آفتاب تک کام کیا، لہٰذا ہمیں دو قیراط ثواب دیا گیا، (یہ دیکھ کر) یہود ونصاریٰ نے عرض کیا اے رب! تو نے ان لوگوں کو دو دو قیراط ثواب عطا کیا ہے اور ہمیں ایک ایک قیراط، حالانکہ ہم نے ان سے زیادہ کام کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں نے تمہارے اجر وثواب میں سے کچھ کم کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا کچھ نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد

فرمایا کہ یہ تو میرا فضل ہے جس کو چاہتا ہوں دیتا ہوں۔

عن أبی هریرة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وآله وسلم قال اللّٰہ کل عمل ابن آدم له إلا الصیام فإنه لی وأنا أجزی به والصیام جنة واذا کان یوم صوم احدکم فلا یرفث ولا یصخب، فإن سابّه احد أو قاتله فلیقل إنی امرؤ صائم والذی نفس محمد بیدہٖ لخلوف فم الصائم اطیب عند اللّٰہ من ریح المسک للصائم فرحتان یفرحهما اذا افطر فرِح و اذا لِقیَ ربه فرح بصومہٖ۔ (۲۵)

ترجمہ:- حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آدمی کا ہر عمل اس کے لئے ہے سوائے روزہ کے، کیوں کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا، روزے (جہنم سے بچانے کے لئے) ڈھال ہیں، تم میں سے کوئی جب روزہ سے ہو تو اس دن نہ تو فحش بکے (نہ عورت کے ساتھ بے لباس ہو) نہ شور وغل کرے، اگر کوئی اسے گالی دے یا اس سے لڑنا چاہے تو اس سے کہہ دے میں آج روزے سے ہوں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے روزہ دار کے منھ کی بدبو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر اور اچھی ہے، روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں، ایک خوشی تو اس وقت حاصل ہوتی ہے جب وہ روزہ کھولتا ہے اور دوسری خوشی اس وقت حاصل ہوگی جب وہ اپنے رب سے ملے گا۔

عن انس بن مالک رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال سمعت النبی

ﷺ یقول ان اللہ تعالیٰ اذا ابتلیت عبدی بحبیبتیہ فصبر عوضتہ منھا الجنۃ یرید عینیہ۔ (۲۶)

ترجمہ:- حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جب میں اپنے بندے کو اس کی دو پیاری چیزوں کے ذریعہ آزمائش میں مبتلا کرتا ہوں اور وہ صبر کرتا ہے تو میں اس کی آنکھوں کے عوض اس کو جنت دیتا ہوں، دو پیاری چیزوں سے مراد دونوں آنکھیں ہیں۔

عن جندب ان رسول اللہ ﷺ حدث ان رجلاً قال واللہ لا یغفر اللہ لفلان وإن اللہ تعالیٰ قال من ذالذی یتألی علیّ ان لا اغفر لفلان فإنی قد غفرت لفلان واحبطت عملک او کما قال۔ (۲۷)

ترجمہ:- حضرت جندب روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی نے یہ کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم، اللہ تبارک وتعالیٰ فلاں شخص کی مغفرت نہیں فرمائے گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کون ہے جو میرے بارے میں قسم کھا رہا ہے کہ میں فلاں کی مغفرت نہیں فرماؤں گا، سن لے میں نے اس شخص کو بخش دیا اور تیرے (قسم کھانے والے کے) اعمال رائیگاں کر دیئے۔

(۵) مکارم اخلاق - احادیث قدسیہ کا ایک بڑا حصہ بندوں کو مکارم اخلاق، حسن معاملہ، انسان دوستی اور صالحین سے محبت اور الفت کی تعلیم دیتا ہے، مثال کے طور پر یہ احادیث پیش کی جاسکتی ہیں:-

عن أبی ھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ عن النبی ﷺ قال قال اللہ ثلاثہ أنا خصمھم یوم القیامۃ رجل اعطی بی ثم غدر، ورجل

باع حراً فأكل ثمنه ورجل استأجره اجيراً فاستوفیٰ منه ولم يعط اجره۔ (۲۸)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ قیامت کے دن میں تین آدمیوں کا دشمن ہوں گا، ایک وہ شخص جس نے مجھ سے عہد کیا اور پھر اپنے عہد کو توڑ دیا اور بدعہدی کی، دوسرا وہ شخص جس نے کسی آزاد آدمی کو فروخت کردیا اور اس کی قیمت کھالی، تیسرا وہ شخص جس نے مزدور سے کام تو پورا پورا لے لیا مگر مزدور کو مزدوری نہیں ادا کی۔

عن أبی هريرة رفعه قال ان اللّٰہ يقول انا ثالث الشريكين مالم يخن احدهما صاحبه فإذا خانه خرجتُ من بينهما۔ (۲۹)

ترجمہ:- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ (کاروبار میں) دو شریکوں کے درمیان مَیں تیسرا ہوتا ہوں، جب تک ایک شریک اپنے دوسرے ساتھی کے ساتھ خیانت نہیں کرتا، جب ایک دوسرے کے ساتھ خیانت کرتا ہے تو میں ان دونوں کے درمیان سے جدا ہوجاتا ہوں۔

احادیث قدسیہ کے موضوعات کا یہ ایک اجمالی تعارف ہے، ورنہ اس کے علاوہ بھی دیگر موضوعات پر احادیث قدسیہ موجود ہیں، مثال کے طور پر رسول کریم رؤف الرحیم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کا بیان، درود پاک پڑھنے کی فضیلت وجزائ، راضی برضا ہونے کی تلقین، اعمال میں اخلاص اور حسن نیت پیدا کرنے کی تلقین، تصنع اور ریاکاری کی خاطر عبادت کرنے والوں کا انجام، جنت کی نعمتوں کا ذکر، جہنم کی ہولناکیوں کا ذکر اور مخلوق پر اللہ تعالیٰ کے بے پناہ احسان وانعام کا تذکرہ بھی احادیث قدسیہ میں جابجا نظر آتا ہے، لیکن ہم نے جو پانچ موضوعات ذکر کئے ہیں دراصل یہی احادیث قدسیہ کے اساسی موضوعات

ہیں اوران احادیث کاایک بڑا حصہ انہیں موضوعات پر مشتمل ہے۔

موضوع احادیث قدسیہ - وضع حدیث کا فتنہ ابتدائی عہد میں ہی شروع ہو گیا تھا۔ جس کے مختلف مذہبی اور سیاسی اسباب تھے جن کی تفصیل کا یہ موقع نہیں، جن اسباب کی خاطر حدیثیں وضع کی گئیں ان میں ایک سبب ترغیب وترہیب بھی تھا یعنی لوگوں کو اعمال خیر کی طرف دعوت دینا اور اللہ کے عذاب سے ڈرانا، اس مقصد کے تحت بھی بہت سی حدیثیں گڑھی گئیں۔ حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:۔

ان كذبا عليّ ليس ككذب على احد منكم من كذب عليّ متعمداًفليتبوأمقعده من النار۔ (۳۰)

میرے اوپر جھوٹ بیان کرنا دوسروں پر جھوٹ بیان کرنے کی طرح نہیں ہے جس نے میری طرف جھوٹی بات منسوب کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

جب حدیثیں گڑھنے کا چلن شروع ہوا تو احادیث قدسیہ بھی اس سے محفوظ نہیں رہیں اور لوگوں نے بہت سی حدیثیں گڑھ کر احادیث قدسیہ کے نام سے پھیلا دیں، ناقدین حدیث نے اس پر بحث کر کے ان موضوع احادیث قدسیہ کی نشاندہی کردی ہے۔ مثال کے طور پر ہم یہاں چند موضوع احادیث قدسیہ کی نشاندہی کریں گے:۔

من احدث ولم يتوضأفقد جفاني ومن لم يتوضأولم يصل فقد جفاني ومن صلى ولم يدعني فقد جفاني ومن دعاني ولم اجبه فقد جفوته ولست برب جاف۔

جس کو حدث لاحق ہوا اور اس نے وضو نہیں کیا اس نے مجھ پر ظلم کیا، جس نے وضو کیا اور نماز نہیں پڑھی اس نے مجھ پر ظلم کیا، جس نے نماز پڑھی اور مجھ سے دعا نہیں کی اس نے مجھ پر ظلم کیا اور جس نے مجھ سے دعا کی اور میں قبول نہ کروں تو میں نے اس پر ظلم کیا اور میں خشک

رب نہیں ہوں۔

اس حدیث کو اگرچہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی نے فتوحات مکیہ میں ذکر کیا ہے (۳۱) لیکن ناقدین حدیث نے اس کو "موضوع" قرار دیا ہے (۳۲)

اسی طرح ایک اور بہت مشہور حدیث قدسی ہے:-

ما وسعتنی ارضی ولا سمائی بل وسعنی قلب عبدی المومن

میری زمین اور میرا آسمان میری وسعت کو نہیں پا سکتے ہاں البتہ میں اپنے مومن بندے کے دل میں سما جاتا ہوں۔

یہ حدیث قدسی اتنی مشہور ہوئی کہ اس کو خواجہ میر دردؔ نے شعری قالب عطا کر دیا ؎

ارض و سما کہاں تری وسعت کو پا سکے
میرا ہی دل ہے وہ کہ جہاں تو سما سکے

اس حدیث کو بھی شیخ اکبر نے فتوحات مکیہ میں ذکر کیا ہے، ان کے علاوہ شیخ سہروردی نے عوارف المعارف میں اور امام غزالی نے احیاء العلوم میں یہ حدیث درج کی ہے، لیکن ماہرین حدیث اور ناقدین فن کے نزدیک یہ حدیث "موضوع"، "باطل" اور "بے اصل" ہے۔ حوالوں سے قطع نظر یہاں صرف اس قدر اشارہ پر اکتفا کرتے ہیں کہ اس کو موضوع، باطل اور بے اصل کہنے والوں میں امام سیوطی، ملا علی قاری، امام عجلونی، طاہر فتنی اور امام زرکشی شامل ہیں۔

عن الحذیفة انه قال سألت النبی ﷺ عن علم الباطن ماھو فقال سألت جبریل عنه فقال عن اللّٰہ سر بینی وبین احبائی واولیائی واصفیائی اودعه فی قلوبھم لا یطلع علیه ملک مقرب ولا نبی مرسل۔

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا میں نے علم باطن کے بارے میں نبی کریم ﷺ سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟

تو آپ نے فرمایا کہ میں نے اس کے بارے میں جبریل سے پوچھا، جبریل نے اللہ تعالیٰ سے روایت کیا کہ اللہ نے فرمایا کہ یہ ایک راز ہے جو میرے اور میرے دوستوں، اولیا اور اصفیا کے درمیان ہے میں نے اس راز کو ان کے دلوں میں رکھ دیا ہے اس پر کوئی مقرب فرشتہ اور کوئی نبی مرسل مطلع نہیں ہوسکتا۔

حافظ ابن حجر نے اس حدیث کو موضوع کہا ہے (۳۴) ویسے بھی اس کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ یہ صادق ومصدوق کی زبان مبارک سے صادر ہونے والا کلام نہیں ہے۔

ضمنی طور پر یہ اشارہ کرنا بھی ضروری ہے کہ یہاں گفتگو بطریق محدثین ہو رہی ہے فی الحال صوفیا اور ان کا معیار رد وقبول ہمارے دائرہ بحث سے خارج ہے، چونکہ احادیث کے رد وقبول کے سلسلہ میں صوفیا کرام کا اپنا ایک الگ مزاج ومذاق ہے، جس طرح یہ ضروری نہیں کہ صوفیا کی صحیح قرار دی ہوئی حدیث محدثین اور ناقدین فن کے نزدیک بھی صحیح ہو اسی طرح یہ بھی ضروری نہیں کہ محدثین نے جس حدیث کو موضوع قرار دیا ہو وہ صوفیا کے نزدیک بھی موضوع ہو۔ وللناس فیما یعشقون مذاهب

اردو میں ابھی تک کوئی ایسی کتاب میری نظر سے نہیں گزری جس میں موضوع، باطل اور منکر احادیث قدسیہ کو یکجا کیا گیا ہو، اس قسم کی احادیث قدسیہ موضوعات پر لکھی جانے والی کتابوں میں بکھری ہوئی ہیں۔ کوئی مرد میدان سامنے آئے اور اس نہج پر ایک تحقیقی و تنقیدی کتاب مرتب کرے تو اردو میں موضوعات پر لکھی جانے والی کتابوں پر یقیناً یہ ایک اضافہ ہوگا، اللہ عز وجل کی قدرت کاملہ سے کوئی بعید نہیں کہ وہ حدیث کی یہ خدمت ہندوستان میں رہنے والے حدیث کے ایک معمولی طالب علم سے لے لے۔

احادیث قدسیہ پر بعض اہم کتابیں - احادیث قدسیہ اپنی ایک الگ شناخت اور ایک خاص رنگ وآہنگ رکھنے کی وجہ سے ابتداء سے ہی علما ومحدثین کا مرکز توجہ رہی ہیں، محدثین نے ان کو اپنے شیوخ سے روایت کیا اور اپنی اپنی کتابوں میں درج کیا، لیکن

عہد تدوین میں کسی محدث نے ان احادیث قدسیہ کو الگ کتابی شکل میں جمع کیا ہو اس کا سراغ مجھے اپنے محدود و ناقص مطالعہ کی وجہ سے نہ مل سکا، یہ احادیث مختلف کتابوں میں مختلف ابواب اور مسانید کے تحت بکھری ہوئی تھیں۔ہاں حدیث کی جو کتابیں حروف تہجی کی ترتیب کے اعتبار سے مرتب کی گئیں ان میں وہ تمام احادیث جن کی ابتداء ''قال اللہ تعالٰی'' (اللہ نے فرمایا) سے ہوتی تھی باب القاف کے تحت یکجا ہوگئیں۔مثال کے طور پر امام سیوطی کی ''الجامع الکبیر'' اور ''الجامع الصغیر'' پیش کی جاسکتی ہے، ان دونوں کو حروف تہجی کی ترتیب پر تالیف کیا گیا ہے، چنانچہ ''الجامع الصغیر'' میں باب القاف کے تحت ۶۶/ احادیث قدسیہ یکجا کردی گئی ہیں جن کی ابتداء ''قال اللہ تعالٰی'' یا ''قال ربکم'' سے ہوئی ہے، جبکہ الجامع الکبیر میں ۱۳۳/ احادیث قدسیہ یکجا ہیں۔امام سیوطی نے چونکہ اس میں صحت کا التزام نہیں کیا ہے اس لئے ان احادیث میں بعض ضعیف احادیث بھی درج ہوگئی ہیں، جن کی طرف امام سیوطی نے لفظ ''ض'' سے اشارہ کردیا ہے۔الجامع الصغیر کے باب القاف میں موجود احادیث قدسیہ کی تعداد ۶۶ ہے ان میں ۶۴ کی ابتداء ''قال اللہ تعالٰی'' سے ہوئی ہے اور ۲ ''قال ربکم'' سے شروع ہوئی ہیں۔ان ۶۶/ احادیث میں بقول امام سیوطی ۴۳ صحیح ہیں، ۶ حسن ہیں، ۱۳ ضعیف ہیں اور ۴ کے بارے میں امام سیوطی نے کوئی حکم نہیں لگایا۔

جیسا کہ ہم نے اوپر عرض کیا کہ عہد متاخرین میں احادیث قدسیہ کو الگ کتاب میں جمع کرنے کا ذوق پیدا ہوا اور علماء نے نہ صرف یہ کہ احادیث قدسیہ کے مجموعے تالیف کئے بلکہ ان کی شروحات اور ان پر مختلف زاویوں سے تحقیقی بحث بھی قلم بند ہونے لگی۔

حافظ ابن حجر الہیثمی لکھتے ہیں:-

القدسیة اکثر من مائة وقد جمعها بعضهم فی جزء کبیر۔(۳۴)

احادیث قدسیہ سو سے زیادہ ہیں، بعض علماء نے ان کو ایک بڑے جز

میں جمع کر دیا ہے۔

یہاں ہم احادیث قدسیہ کے بعض مجموعوں اور ان پر لکھی جانے والی کچھ کتابوں کا ایک سرسری جائزہ ہدیۂ قارئین کرتے ہیں:-

(۱) مشکاۃ الانوار فیما روی عن اللّٰہ سبحانہ من الاخبار-

یہ شیخ محی الدین ابن عربی (م ۶۳۸) کی تالیف ہے، اس میں ایک سو ایک احادیث قدسیہ جمع کی گئی ہیں، یہ حلب سے ۱۹۲۷ئ/۱۳۴۶ھ میں شائع ہوئی (۳۵) کشف الظنون میں حاجی خلیفہ نے شیخ ابن عربی (م ۶۳۸ھ) کی ایک اور کتاب کا ذکر کیا ہے جس کا نام ''الریاض الفردوسیة فی الاحادیث القدسیة'' ہے (۳۶) معلوم نہیں یہ دونوں ایک ہی کتاب کے دو نام ہیں یا الگ الگ دو کتابیں ہیں۔

(۲) الاحادیث القدسیة الاربعینیة-

یہ ملا علی قاری کی تصنیف ہے جیسا کہ نام سے ظاہر ہے کہ اس میں ۴۰/احادیث قدسی جمع کی گئی ہیں۔ یہ کتاب بھی المطبعة العلمیة حلب سے ۱۹۲۷ء میں شائع ہوئی۔

(۳) الاتحاف السنیة فی الاحادیث القدسیة-

یہ امام عبدالرؤف المناوی کی تالیف ہے اور ۲۷۲/احادیث قدسیہ پر مشتمل ہے۔ اس کو امام مناوی نے دو ابواب پر جمع کیا ہے پہلے باب میں وہ احادیث ہیں جن کی ابتداء ''قال اللّٰہ تعالٰی'' سے ہوتی ہے، اور دوسرے باب میں وہ احادیث ہیں جن کا آغاز ''قولہ تعالٰی'' سے ہوتا ہے۔ یہ کتاب بیروت اور قاہرہ سے کئی مرتبہ شائع ہو چکی ہے، ہمارے پیش نظر نسخہ بیروت سے ۱۴۰۲ھ میں شائع ہوا ہے۔

(۴) الاتحافات السنیة بالاحادیث القدسیة-

یہ شیخ محمد محمود المدنی (م ۱۲۰۰ھ) کی تالیف ہے۔ اس میں مصنف نے امام سیوطی کی جمع الجوامع (الجامع الکبیر) کو بنیاد بنایا ہے اور ۸۵۳/احادیث قدسیہ جمع کی ہیں۔ اس کتاب کو تین ابواب پر ترتیب دیا گیا ہے پہلے باب میں وہ احادیث ہیں جو ''قال اللّٰہ تعالٰی'' سے

شروع ہوئی ہیں، دوسرے باب میں وہ احادیث ہیں جن کی ابتداء "یقول اللہ" سے ہوئی ہے اور تیسرے باب میں وہ احادیث ہیں جن کے درمیان میں اللہ تعالیٰ کا کوئی قول مذکور ہے۔ مصنف نے اس میں بکثرت مکررات درج کر دی ہیں جس کی وجہ احادیث قدسیہ کے الفاظ اور روایات کا اختلاف ہے، اسی وجہ سے اس کتاب میں احادیث قدسیہ کی تعداد ۸۵۳ تک پہنچ گئی ہے ورنہ درحقیقت احادیث قدسیہ اس عدد سے بہت کم ہیں۔ دوسری اہم بات یہ ہے کہ اس میں مصنف نے ضعیف بلکہ موضوع احادیث بھی درج کر دی ہیں لیکن ایسی احادیث کے ساتھ مصنف نے ان کے موضوع یا ضعیف ہونے کی طرف اشارہ بھی کر دیا ہے۔ یہ کتاب مصر سے بھی طبع ہوئی ہے لیکن فی الوقت جو نسخہ ہمارے پیش نظر ہے وہ دائرۃ المعارف النظامیہ حیدر آباد سے ۱۳۲۳ھ میں شائع ہوا ہے۔ اس کے آخر میں کتاب کے مصحح قاضی محمد شریف الدین فاروقی کا چار صفحات کا ایک مضمون "الخاتمۃ فی شرح معنی الحدیث القدسی" کے نام سے درج ہے، جس میں حدیث قدسی کے اوپر مختصر مگر جامع بحث کی گئی ہے۔

(۵) الاحادیث القدسیة-

مصر کی المجلس الاعلیٰ للشؤن الاسلامیة کے ماتحت ادارے "لجنة القرآن والحدیث" نے یہ مجموعہ شائع کیا ہے۔ اس میں صحاح ستہ اور مؤطا امام مالک سے ۴۰۰/احادیث قدسیہ جمع کی گئی ہیں۔ احادیث کی تعداد چار سو تک اس لئے پہنچ گئی کیوں کہ اس میں بھی الفاظ حدیث کی مختلف روایات کو درج کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ یہ مجموعہ ۱۳۸۹ھ میں المجلس الاعلیٰ کے زیر اہتمام قاہرہ سے شائع ہوا۔

(۶) الاحادیث القدسیة الصحیحة وشرحها-

یہ کتاب ڈاکٹر محمد محمد تامر اور استاذ عبدالعزیز مصطفی کے اشتراک سے تالیف کی گئی ہے اس میں صرف بخاری، مسلم اور ترمذی میں وارد صحیح احادیث قدسیہ کا التزام کیا گیا ہے۔ اس کتاب میں تقریباً ۹۰/احادیث قدسیہ درج کی گئی ہیں۔ جگہ جگہ حدیثوں کے اختلاف روایات کی طرف بھی اشارہ کر دیا گیا ہے، دوسری قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس میں ہر

حدیث کے ساتھ فتح الباری، شرح مسلم للنووی اور تحفۃ الاحوذی وغیرہ سے حدیث کی شرح بھی درج کر دی گئی ہے۔ یہ کتاب ۴۲۸ صفحات پر مشتمل ہے اور دارالتقویٰ قاہرہ سے ۲۰۰۰ء میں طبع ہوئی ہے۔

(۷) الاربعون القدسیۃ۔

یہ ڈاکٹر عزالدین ابراہیم اور نومسلم اسکالر عبدالودود (اسلام سے قبل کا نام ڈینس جانسن ڈیوس) کے اشتراک سے ترتیب دی گئی ہے۔ جیسا کہ نام سے ظاہر ہے اس میں ۴۰/ احادیث قدسیہ جمع کی گئی ہیں، ایک صفحہ پر حدیث کا عربی متن ہے اور اس کے مقابل دوسرے صفحہ پر اس کا انگریزی ترجمہ۔ حسب ضرورت بعض جگہ حاشیہ میں بعض الفاظ کی تشریح بھی کر دی گئی ہے، مؤلفین نے عربی اور انگلش میں ایک وقیع مقدمہ بھی تحریر کیا ہے اس بات کا اظہار نہ کرنا علمی خیانت ہوگی کہ ہم نے اس مقدمہ سے بھرپور استفادہ کیا ہے، یہ کتاب ۱۹۷۹ء میں تالیف کی گئی اور ۱۹۸۰ء میں پہلی بار شائع ہوئی، ہمارے سامنے جو نسخہ ہے وہ دارالقران الکریم بیروت سے ۱۹۹۹ء میں شیخ زاید بن سلطان آل نہیان (امیر متحدہ عرب امارات) کے خرچ پر مفت تقسیم کرنے کے لئے شائع کیا گیا ہے یہ کتاب کا دسواں ایڈیشن ہے۔

(۸) الاحادیث القدسیۃ۔

یہ استاذ مصطفی عاشور نے ترتیب دی ہے اس میں ۶۰/ احادیث قدسیہ جمع کی گئی ہیں، اس کو استاذ مصطفی عاشور نے امام نووی کی طرف منسوب کیا ہے لیکن امام نووی کی تصنیفات کے ذیل میں ہم نے اب تک اس کتاب کا نام نہیں دیکھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ یہ کتاب قاہرہ سے ۱۳۹۷ھ میں شائع ہوئی۔

(۹) مفتاح الکنوز و مصباح الرموز۔

یہ شیخ محمد بن احمد بن محمد التبریزی کی تصنیف ہے، حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں اس کا تذکرہ کیا ہے (۳۷) اس میں ۴۰/ احادیث قدسیہ جمع کی گئی ہیں اور صوفیاء کے ذوق و منہج

پر ان کی شرح کی گئی ہے، بقول صاحب کشف الظنون اس میں ''اسرار عرفانیہ اور علوم لدنیہ'' کی روشنی میں احادیث قدسیہ کی تشریح وتوضیح کی گئی ہے۔

اس کے علاوہ ڈاکٹر احمد الشر باصی کی کتاب ''ادب الاحادیث القدسیة'' اور ڈاکٹر شعبان محمد اسماعیل کی کتاب ''الاحادیث القدسیة و منزلتها فی التشریع'' بھی قابل ذکر اور قابل مطالعہ ہیں لیکن فی الحال یہ دونوں کتابیں ہمارے پیش نظر نہیں ہیں۔ یہ صرف ان چند کتابوں کا سرسری جائزہ تھا جو ہمارے علم ومطالعہ میں آسکیں، ظاہر ہے کہ احادیث قدسیہ کے سلسلہ میں یہ کوئی حتمی اور مکمل فہرست نہیں ہے۔

اردو میں اب تک صرف دو کتابیں نظر سے گزریں ایک مولانا احمد سعید دہلوی کی جو فی الحال پیش نظر نہیں ہے، غالباً اس کا انگریزی ترجمہ بھی شائع ہو چکا ہے، دوسری مولانا ابو مسعود اظہر ندوی کی ''احادیث قدسیہ''۔ یہ مجموعہ عرب علما کی ایک ٹیم نے ترتیب دیا تھا، جس کو دارالکتب العلمیہ بیروت نے شائع کیا ہے، ندوی صاحب نے اسی کی از سرنو ترتیب وتدوین کی ہے، کتاب کی ضخامت کم کرنے کے لیے اس میں عربی متن درج نہیں کیا گیا صرف احادیث کے اردو ترجمے پر اکتفا کیا گیا ہے، شروع میں ایک مقدمہ بھی ہے جس میں احادیث قدسیہ پر بہت مختصر گفتگو کی گئی ہے، اس کے بعد صحاح ستہ کے مصنفین کے حالات درج کئے گئے ہیں، یہ کتاب مکتبہ اشاعت القرآن دہلی سے ۲۰۰۳ء میں شائع ہوئی۔

مراجع

(۱) سید شریف الجرجانی: التعریفات، ص: ۴۵، الدار التونسیة لنشر تونس ۱۹۷۱ء

(۲) ملا علی قاری: الاحادیث القدسیة الاربعینیة، ص: ۲، المطبعة العلمیة، حلب ۱۹۲۷ء

(۳) النجم ۳، ۴

(۴) سنن ابی داؤد: کتاب السنة، باب لزوم السنة

(۵) الخاتمة فی شرح معنی الحدیث القدسی مشمولہ الاتحاف السنیة للمدنی، ص: ۲۳۶، دائرة

المعارف النظامية، حیدر آباد ۱۳۲۳ھ
(۶)الاربعون القدسية، ص:۲۶،دار القران الکریم، بیروت ۱۹۹۹ء
(۷)الاحاديث القدسية الاربعينية،ص:۲،المطبعة العلمية، حلب ۱۹۲۷ء
(۸)مسلم: کتاب الزهد و الرقائق، باب تحريم الريا
(۹)بخاری: کتاب التوحيد، باب قول اللہ تعالیٰ ويحذر کم اللہ نفسه
(۱۰)بخاری: کتاب الرقاق، باب من هم بحسنة أو سيئة
(۱۱)سنن ابی داؤد: کتاب الصلاة، باب الاذان فی السفر
(۱۲)مسلم: کتاب الايمان، باب دعاء الخير لامته
(۱۳)مسلم: کتاب البر و الصلة و الآداب، باب النهی عن الشحناء و التهاجر
(۱۴)بخاری: کتاب الرقاق، باب صفة الجنة و النار
(۱۵)بخاری: کتاب الانبیا، باب خلق آدم و ذريته
(۱۶)مسلم: کتاب البر و الصله، باب تحريم الظلم
(۱۷)بخاری: کتاب التفسير، باب قوله تعالیٰ و کان عرشه على الماء
(۱۸)بخاری: کتاب التفسير: سورة زمر، باب قول اللہ تعالیٰ و الارض جميعاً قبضته يوم القيامة
(۱۹)بخاری: کتاب الايمان، باب تفاضل اهل الايمان فی الاعمال
(۲۰)بخاری: کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی قوله تعالیٰ و هو الذی يبدأ الخلق ثم يعيده
(۲۱)ترمذی: کتاب الايمان، باب ماجاء فيمن يموت و هو يشهد ان لا اله إلا اللہ
(۲۲)بخاری: کتاب الرقاق، باب صفة الجنة و النار
(۲۳)بخاری: کتاب التوحيد، باب قول اللہ تعالیٰ يريدون ان يبدلوا کلام اللہ
(۲۴)بخاری: کتاب مواقيت الصلاة، باب من ادرک رکعة من العصر قبل الغروب
(۲۵)بخاری: کتاب الصوم، باب هل يقول إنی صائم اذا شُتِم
(۲۶)بخاری: کتاب المرضیٰ، باب فضل من ذهب بصره
(۲۷)مسلم: کتاب البر و الصلة، باب النهی عن تقنيط الانسان من رحمة اللہ تعالیٰ
(۲۸)بخاری، کتاب البيوع، باب اثم من باع حرا
(۲۹)ابو داؤد: کتاب البيوع، باب فی الشرکة
(۳۰)بخاری: کتاب الجنائز، باب يکره من النياحة على الميت
(۳۱)الفتوحات المکيه، ج:۴/ص:۵۲۹،دار الکتب العربية مصر

(۳۲)الف۔الصغانی:الموضوعات،ج۱رص ۴۳،دار المامون للتراث بیروت ۱۴۰۵ھ
ب۔العجلونی:کشف الخفاء،ج۲رص ۲۹۲،مؤسسة الرسالة بیروت ۱۴۰۵ھ
(۳۳)الکنانی:تنزیه الشریعة،ج۱/ ۲۸۰،دار الکتب العلمية بیروت ۱۳۹۹ھ
(۳۴)ابن حجر الہیثمی :الفتح المبین،ص۲۰۱،دار الکتب العلمية بیروت ۱۹۷۸ء
(۳۵)ڈاکٹر عزالدین ابراہیم:الاربعون القدسية،ص۳۰،دار القرآن الکریم بیروت ۱۹۹۹ء
(۳۶)حاجی خلیفہ:کشف الظنون،باب الرائ،دار الکتب العلمية بیروت ۱۹۹۳ء
(۳۷)مرجع سابق:ج۲رص ۱۰۳۸

احادیث قدسیہ اور صفات باری

مولانا منظر الاسلام ازہری
ڈائرکٹر اسلامک سینٹر آف ہائی پوائنٹ
نارتھ کیرولینا، امریکہ

میرے کرم فرما مخلص دوست مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری (اطال اللہ عمرہ) نے اپنی کتاب ''احادیث قدسیہ'' پر مجھ سے ایک مبسوط علمی مقدمہ لکھنے کی فرمائش کی ہے، خاص طور پر یہ فرمایا کہ بہت ساری ایسی حدیثیں ہیں جو بظاہر اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے لئے جسم وجسمانیت ثابت کرتی ہیں اس لئے اس مسئلہ کو ہی مدنظر رکھ کر مقدمہ تحریر کیا جائے۔ میں اگرچہ اپنے آپ کو اس عظیم کام کا اہل نہیں پاتا مگر ان کی محبت نے مجھے قلم اٹھانے پر مجبور کر دیا۔ میں نے اس ضمن میں صحابہ وتابعین اور عصر اول کے ائمہ کے اقوال کا مطالعہ کیا اور فلسفیانہ مباحث سے قطع نظر خالص محدثین کے طرز پر اپنا حاصلِ مطالعہ پیش کرنے کی جرأت کر رہا ہوں۔ فاقول و باللہ التوفیق۔

حدیث قدسی ایسی حدیث ہے جس کو نبی اکرم ﷺ نے جبریل، الہام، یا خواب کے ذریعہ اللہ تعالیٰ سے روایت کیا ہو۔ احادیث قدسیہ متعدد مضامین پر مشتمل ہوتی ہیں۔ معنی کی تعبیر کے لئے دیگر احادیث کی طرح ان میں بھی مختلف الفاظ کا استعمال ہوا ہے۔ ان احادیث میں اللہ تعالیٰ کے وعد و وعید اور شان رحمت کا بیان دیگر احادیث کی بہ نسبت زیادہ ہوتا ہے، اس لئے ان میں ایسے الفاظ کا استعمال بھی کثرت کے ساتھ ہوا ہے جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کی ذات اور صفات سے ہے۔ بلفظ دیگر قرآن کریم میں جس طرح اللہ تعالیٰ کے لئے بعض ایسے الفاظ مثلاً ''ید''، ''وجہ''، ''استواء'' موجود ہیں اسی طرح

احادیث قدسیہ میں بھی "نزول"، "قدم"، "ضحک" وغیرہ کے الفاظ کثرت کے ساتھ پائے جاتے ہیں مثلاً امام بخاری نے اپنی سند سے یہ روایت نقل کی ہے:

عن أبی هريرة رضی اللّٰہ تعالی عنه أن رسول اللّٰہ ﷺ قال ينزل ربنا تبارک وتعالی کل ليلة الی سماء الدنيا حين يبقی ثلث الليل الأخر يقول من يدعونی فأستجيب له، من يسئلنی فأعطيه من يستغفرنی فأغفر له۔

(صحيح بخاری، کتاب الجمعة، باب الدعاء فی الصلاة من أخر الليل)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ہر رات کے آخری تہائی حصہ میں آسمان دنیا کی طرف "نزول" فرماتا ہے اور ندا دیتا ہے جو شخص مجھ سے دعاء مانگے گا میں اس کی دعاء قبول کروں گا جو مجھ سے کسی چیز کا سوال کرے گا میں اسے عطا کروں گا اور جو مجھ سے اپنی بخشش طلب کرے گا میں اسے بخشش دوں گا۔

ایک اور حدیث جس کو امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے اس میں نبی اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

قال اللّٰہ عز وجل اذا تقرب عبدی منی شبرا تقربت منه ذراعا، واذا تقرب منی ذراعا تقربت منه باعا، واذا أتانی يمشی أتيته هرولة۔

(صحيح مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الذکر والدعاء والتقرب الی اللّٰہ تعالی)

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے جب کوئی بندہ مجھ سے ایک بالشت قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک گز قریب ہو جاتا ہوں۔ جب مجھ سے ایک گز

قریب ہوتا ہے تو میں اس سے ایک باع قریب ہو جاتا ہوں۔ اور اگر
میرے پاس چل کر آتا ہے تو میں اس کے پاس دوڑ کر آتا ہوں۔

اس طرح کی متعدد حدیثیں اس مجموعہ میں اور اس کے علاوہ دیگر احادیث قدسیہ کے مجموعوں میں موجود ہیں۔ پہلی حدیث میں ''نزول'' اور دوسری حدیث میں ''مشی، اور ہرولہ'' آیا ہے۔ ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ آنے، جانے اور دوڑنے وغیرہ صفات سے منزہ ہے کیونکہ یہ اجسام کی صفتیں ہیں جو حادث ہیں اور جن پر فنا طاری ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اس پر کبھی فنا اور حدوث طاری نہیں ہوسکتا۔ ان احادیث میں دو طرح کی مشکلات پیش آتی ہیں۔ پہلی تو یہ کہ عربی قواعد کی روشنی میں متن کا ایسا ترجمہ جو تقدیس الٰہ اور تنزیہ باری پر مشتمل ہو اور سمجھ میں بھی آجائے۔ یہ کام مؤلف نے بڑی خوبی کے ساتھ انجام دیا ہے۔ تمام حدیثوں بالخصوص ان جیسی حدیثوں کا ترجمہ عربی قواعد کی روشنی میں اتنا حسین انداز میں کیا ہے جس سے توحید پر کوئی حرف نہیں آتا ہے۔ مخلوق اور خالق کا فرق بھی واضح ہے، اور شان الوہیت کا پورا پورا لحاظ بھی موجود ہے۔ اس سے مؤلف کی عربی اور اردو زبان پر دسترس بھی معلوم ہوتی ہے۔

دوسری مشکل یہ پیش آتی ہے کہ ان احادیث سے متعلق اہل ایمان کا نقطہ نظر کیا ہونا چاہئے؟ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے جس کا تعلق ایمان اور عقیدہ سے ہے۔

اس سے متعلق اہل علم کے چار نظریات ہیں:

(۱) ان آیتوں اور حدیثوں کا معنی اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے۔ اس نظریہ کو سلف کا عقیدہ کہا جاتا ہے۔

(۲) جن آیتوں اور حدیثوں میں باری تعالیٰ کی ایسی صفات وارد ہوئی ہیں ان کا صحیح علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے تاہم الفاظ وقرائن اگر اجازت دیں تو اس کا ایسا معنی بیان کیا جاسکتا ہے جو شریعت کی روح کے مطابق ہونے کے ساتھ ساتھ عقل سلیم کے بھی

موافق ہو۔اس نظریہ کو ''تاویل'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔
(۳) ان آیتوں اور حدیثوں کو اس کے معنی لغوی حقیقی پر محمول کیا جائے گا۔اس نظریہ کو ''تشبیہ و تجسیم'' کا نام دیا جاتا ہے اور اس کے ماننے والوں کو مشبہ اور مجسمہ کہا جاتا ہے۔
(۴) باری تعالیٰ کی جو اس قسم کی صفات وارد ہوئی ہیں ان کا اثبات کیا جائے گا یعنی جہاں ''ید'' ہے اس کا مطلب ''ید'' ہی ہے، جہاں ''وجہ'' ہے اس کا مطلب وجہ ہی ہے مگر انسانی ید (ہاتھ) اور وجہ (چہرہ) کی طرح نہیں۔اس نظریہ کے متبع بعض محدثین اور ابن تیمیہ ہیں۔

پہلا اور دوسرا نظریہ نہایت اہم ہے اس لئے ہم اس پر تفصیلی بحث کریں گے۔تیسرا نظریہ سرے سے باطل ہے اور چوتھا نظریہ بھی غور وفکر کے بعد تیسرے کے مشابہ ہے،اس لئے اس کے بطلان میں بھی کچھ شک نہیں۔لہٰذا تیسرے پر مختصر سی روشنی ڈالیں گے۔

تفویض:

سلف صالحین نے قرآن کریم اور احادیث رسول کی سماعت نہایت متدین ماحول میں کی۔وہ آیات متشابہات اور احادیث صفات کا جب ذکر کیا کرتے یا پڑھتے تو بلا چون و چرا ان مقامات سے گذر جاتے اس پر کسی قسم کا کوئی تبصرہ نہیں کرتے۔قرآن کریم میں وارد ''استوائ''، ''ید''، ''وجہ'' اور حدیث پاک بالخصوص احادیث قدسیہ میں مذکور ''نزول''، ''قدم''، ''جلوس'' جیسے الفاظ سے متعلق ان کا نظریہ یہ تھا کہ اس کا حقیقی معنی و مراد اللہ تعالیٰ کو ہی معلوم ہے۔انسانی عقل ان الفاظ کے معانی کو سمجھنے سے قاصر ہے۔اس لئے انہوں نے کہا یہ الفاظ جس طرح وارد ہوئے ہیں اسی طرح پڑھ کر گذر جایا جائے۔ان کا یہ جملہ "امروھا کما جاءت" اہل علم کے درمیان بڑا مشہور ہے۔

امام بغوی نے اپنی تفسیر میں حضرت سفیان ثوری، امام اوزاعی، لیث بن سعد، سفیان

بن عیینہ اور عبد اللہ بن مبارک جیسے قدآور ائمہ حدیث وفقہ کے حوالہ سے نقل کیا کہ ''ان آیتوں کو بغیر کسی کیف کے پڑھ کر گذر جانا چاہئے''۔

امام بیہقی نے یحییٰ بن یحییٰ کے حوالہ سے امام مالک کا یہ قول نقل کیا ہے:

کنا عند الامام مالک بن انس، فجاء رجل فقال یا أبا عبد اللّٰہ ''الرحمن علی العرش استوی کیف استوائه؟ فأطرق مالک برأسه حتی علته الرحضاء، ثم قال الاستواء غیر مجهول والکیف غیر معقول والایمان به واجب والسوال عنه بدعة، وما أراک الا مبتدعا

ہم لوگ امام مالک کے پاس تھے کہ ایک شخص آیا اور ان سے آیت استوا پڑھ کر پوچھنے لگا کہ اللہ تعالی کا استواء کس طرح سے ہے؟ امام مالک نے سر جھکا لیا یہاں تک کہ آپ کے چہرہ پر پسینہ نمودار ہوگیا۔ پھر فرمایا استوا معلوم ہے، اس کی کیفیت عقل انسانی کی سمجھ سے باہر ہے اس پر ایمان لانا واجب ہے، اس سے متعلق سوال کرنا بدعت ہے، میرا خیال ہے کہ تم بدعتی ہو۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد پھر امام مالک نے اس شخص کو مسجد سے باہر نکلوا دیا۔

سفیان بن عیینہ سے مروی ہے:

کل ما وصف اللّٰہ تعالی به نفسه فی کتابه فتفسیره تلاوته والسکوت عنه

اللہ تعالیٰ نے کلام مقدس میں جس طرح اپنی صفت بیان کی ہے اس کی توضیح یہی ہے کہ اس کی تلاوت کی جائے اور اس پر خاموشی اختیار کی جائے۔

امام شہرستانی نے سلف کی ایک جماعت کے حوالہ سے نقل کیا ہے کہ انہوں نے ان الفاظ کی تاویل سے یہ کہہ کر توقف کیا ہے کہ جو الفاظ وارد ہوئے ہیں ان کا معنی ہمیں معلوم نہیں ان آیتوں کی تایل اور تفسیر کے بھی ہم مکلف نہیں، ہم یہ عقیدہ رکھنے کے مکلف ہیں کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں، اس کی طرح کوئی شئ نہیں۔ امام شہرستانی کہتے ہیں کہ متقدمین سلف کے مذہب میں ہی سلامتی ہے، کیونکہ انہوں نے کہا کہ جو کچھ کتاب وسنت میں وارد ہوا ہے ان سب پر ہمارا ایمان ہے، ان میں سے کسی لفظ کی تاویل میں ہم نہیں پڑتے اور یہ یقینی طور پر معلوم ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی مخلوق کے مشابہ نہیں (ملخصا الملل والنحل)

امام شہرستانی کے قول کی تائید حضرت عمر کے اس واقعہ سے بھی ہوتی ہے جس کو امام دارمی نے اپنی سنن میں اور نصر مقدسی نے **کتاب الحجة** میں سلیمان بن یسار سے روایت کیا:

ان رجلا یقال له صبیغ قدم المدینة،فجعل یسئل عن متشابه القرآن، فأرسل الیه عمر وقد أعد له عراجین النخل، فقال من أنت؟ قال أنا عبد اللّٰه صبیغ فأخذ عمر عرجونا من تلک العراجین فضربه وقال أنا عبد الله عمر،فجعل له ضربا حتی دمی رأسه فقال یا أمیر المؤمنین حسبک قد ذهب الذی کنت أجد فی رأسی۔

(سنن دارمی ۱/ ٦٧، ٦٦، دار الکتاب العربی، بیروت، سنة ۱۴۰۷ھ)

صبیغ نامی ایک شخص مدینہ طیبہ آکر قرآن میں موجود آیات متشابہات سے متعلق سوال کرنے لگا، حضرت عمر نے اسے بلا بھیجا اور کھجور کی سبز ٹہنی کی ایک چھڑی تیار کی، پوچھا تمہارا کیا نام ہے؟ اس نے کہا میرا نام عبد اللہ صبیغ ہے، حضرت عمر نے فرمایا میں عبد اللہ عمر ہوں، حضرت عمر نے کھجور کی چھڑی سے اسے اس قدر مارا کہ اس کا سر لہولہان ہوگیا،

اس نے کہا امیر المؤمنین بس کیجیے میرے دماغ کا فتور ختم ہو گیا۔

دارمی نے ایک دوسری سند سے اس واقعہ کا ذکر کیا ہے جس میں اس طرح ہے کہ حضرت عمر نے اسے تین مرتبہ مارا۔ ہر بار مار کر چھوڑ دیتے تھے جب درد میں راحت ہوتی پھر مارتے۔ دارمی نے صفحہ ۶۷ پر نافع کے حوالہ سے مزید تفصیل درج کی ہے اس میں یہ بھی ہے کہ حضرت عمر نے ابو موسیٰ اشعری کو خط لکھا کہ دیکھنا لوگ اس کی ہمنشینی اختیار نہ کریں۔ کہتے ہیں کہ لوگوں کا اس کے ساتھ بیٹھنے سے انکار کرنا اس پر بڑا گراں گذرا اور وہ تائب ہو گیا، ابو موسیٰ اشعری نے حضرت عمر کو اس کی توبہ کی تفصیل لکھی، حضرت عمر نے پھر لوگوں کو اس کے ساتھ بیٹھنے کی اجازت دے دی۔

ابن خلدون نے صفات باری سے متعلق عصر اول کے لوگوں کے نظریات کا ذکر ان الفاظ میں کیا ہے:

ويدل على أن التأويل فيها غير معلوم للبشر ان الألفاظ اللغوية انما يفهم منها المعانى التى وضعها العرب لها فاذا استحال اسناد الخبر الى مخبر عنه جهلنا مدلول الكلام حينئذ وان جائنا من عند اللّٰه فوضنا علمه اليه ولا نشغل أنفسنا بمدلول نلتمسه فلا سبيل لنا الى ذلک۔ وقد قالت عائشة رضى اللّٰه تعالى عنها اذا رئيتم الذين يجادلون فى القرآن فهم الذين عنى اللّٰه "فاحذروهم" هذا مذهب السلف فى الآيات المتشابهة۔ وجاء فى السنة ألفاظ مثل ذلك حملها عندهم محمل الأيات لأن المنبع واحد۔

(تاریخ ابن خلدون ۱/۳۳ الفصل السادس عشر فى كشف الغطاء عن المتشابه من الكتاب والسنة)

قرون اولیٰ میں تاویل کا ثبوت نہیں ملتا، الفاظ سے وہی معنی سمجھے جائیں گے جن کے لئے عرب نے ان کو وضع کیا ہے، جب خبر کی اسناد

مخبر عنہ کی طرف ممکن نہ ہو تو اس وقت ہم کلام کے مدلول سے واقف نہیں ہو پائیں گے، جب کلام اللہ میں اس قسم کے الفاظ آئیں گے تو ہم اس کا معنی اللہ ہی کے سپرد کر دیں گے اور ہم ان معانی تک پہنچنے میں خود کو نہیں الجھائیں گے جن تک پہنچنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا جب تم دیکھو کہ لوگ قرآن میں مجادلہ اور بحث ونزاع کر رہے ہیں تو سمجھ لو کہ یہ وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ان سے بچو۔ آیات متشابہات میں یہی سلف صالحین کا مذہب ہے، اس قسم کے کچھ متشابہ الفاظ حدیث میں بھی آئے ہیں، ان کے ساتھ بھی وہی معاملہ کیا جائے گا جو آیات کے ساتھ کیا گیا کیوں کہ دونوں کا منبع و مصدر ایک ہی ہے۔

یہاں یہ بھی ذکر کر دینا ضروری ہے کہ بعض لوگوں نے تفویض کا معنی یہ سمجھ لیا کہ الفاظ کے معنی کو ثابت مانا جائے اور کیفیت کی تشریح نہ کر کے اسے علم الٰہی کے سپرد کر دیا جائے۔ یہ بات قطعاً لغت اور ائمہ کی تشریح کے خلاف ہے۔ اہل لغت نے جہاں ''تفویض'' کا معنی بیان کیا ہے، اس میں کہیں سے کہیں تک یہ قید نہیں لگائی کہ حقیقت کو ثابت مان لیا جائے اور صفت کو کسی کے سپرد کر دیا جائے۔ علامہ جوہری مختار الصحاح میں، مادہ ''فوض'' کے تحت لکھتے ہیں:

فوض الیه الأمر تفویضا، رده الیه۔

(مختار الصحاح، باب الفاء، ص ۵۱۷)

معاملہ اس کے سپرد کر دیا یعنی اس کی طرف لوٹا دیا۔

سلف نے بھی تفویض کا معنی لغت کے عین مطابق سمجھا ہے۔ اس کی تائید امام احمد بن حنبل سے مروی اس روایت سے ہوتی ہے جس کو خلال نے اپنی کتاب ''السنۃ'' میں اس طرح روایت کیا ہے:

قال حنبل سألت أبا عبد اللّٰه عن الأحاديث التى تروى أن اللّٰه تبارك وتعالى ينزل الى سماء الدنيا، وأن اللّٰه يُرى، وأن اللّٰه يضع قدمه فى النار،وما شابه هذه الأحاديث فقال أبو عبد اللّٰه نؤمن بها ونصدق بها ولا كيف ولا معنى ولا نرد منها شيئا، ونعلم أن ماجاء به الرسول ﷺ حق اذا كان بأسانيد صحاح ولا نرد على اللّٰه قوله، ولا يوصف اللّٰه تبارك وتعالى بأكثر مما وصف به نفسه بلا حد ولا غاية، ليس كمثله شئی۔

حنبل کہتے ہیں کہ میں نے ابوعبداللہ (امام احمد بن حنبل) سے ان احادیث کے بارے میں پوچھا جن میں یہ ہے کہ ''اللہ تعالی آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے''، ''اللہ دیکھا جائیگا''، ''اللہ اپنے قدم کو جہنم میں رکھے گا''، اور اسی طرح کی دوسری حدیثیں، امام نے جواب دیا ہم ان پر ایمان لاتے ہیں، ان کی تصدیق کرتے ہیں، اس کے ساتھ ہم کسی کیفیت اور معنی کو ثابت نہیں مانتے مگر ان الفاظ کی تردید بھی نہیں کرتے ہیں، ہمارا اس بات پر یقین ہے کہ اللہ کے رسول جو کچھ لے کر آئے اگر اس کی اسانید صحیح ہیں تو وہ حق ہے۔ اللہ کے کسی قول کی تردید نہیں کرتے ہیں، بغیر حد اور غایت کے اللہ تعالیٰ کی صفت اس سے زیادہ نہیں بیان کرتے جتنا کہ اس نے خود بیان کی ہے۔ اس کی طرح کوئی چیز نہیں۔

عقیدہ سے متعلق حنبلی مذہب کی متعدد کتابوں سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اخبار وآثار جن میں اللہ تعالیٰ کے لئے جسم اور حیز کا شبہ ہوتا ہے، ان میں امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کے نظریات سے متعلق دو گروہ ہیں۔ یہ بات بڑی واضح طور پر حسن بن احمد عطار ھمدانی (۴۸۸ھ۔۵۶۹ھ) کی کتاب "**فتیا و جوابھا**"، ابو یعلی حنبلی کی کتاب "**ابطال التأویلات فی اخبار الصفات**" اور ابن جوزی حنبلی کی کتاب "**دفع شبه التشبیه بأکف التنزیه**" وغیرہ میں مذکور ہے۔ ابن تیمیہ اور ان کے حامی علماء امام احمد سے متعلق یہی قول کرتے ہیں کہ ان کے نزدیک احادیث میں وارد صفاتی الفاظ اپنے معنی حقیقی پر محمول ہیں مگر امام ان صفات کی کیفیت کی تعیین نہیں کرتے ہیں۔ جبکہ معتدل حنبلی علماء نے اس فکر کا سختی سے انکار کیا ہے اور اپنی جماعت کے مذکورہ نظریہ رکھنے والوں کو مذہب حنبلی کا باغی گردانا ہے اور ان کی باتوں کا دلائل و براہین کی روشنی میں رد کر کے یہ ثابت کیا ہے کہ امام احمد کی طرف یہ باتیں سراسر گڑھ کر منسوب کر دی گئی ہیں۔ ان باتوں سے امام کا کوئی تعلق نہیں۔ ہمارے نزدیک یہی دوسری رائے راجح ہے۔ کیونکہ اس میں اللہ تعالیٰ کی تقدیس کا پورا لحاظ کیا گیا ہے اور ایک جلیل القدر، حامی سنت امام سے ایسی ہی امید بھی رکھی جا سکتی ہے۔ اس فکر کے مؤید حنبلی علماء میں علامہ ابن جوزی سرفہرست ہیں۔ ان کی ایک عبارت کا خلاصہ ملاحظہ کیجئے:

"میں نے اپنے اصحاب کو دیکھا کہ جنہوں نے مذہب کے اصول میں ایسا کلام کیا جو مذہب سے بالکل میل نہیں کھاتا۔ تین لوگ ابو عبداللہ بن حامد، ان کے ساتھی قاضی اور ابن زاغوانی نے کتابیں لکھیں اور مذہب کو بالکل ہی داغدار کر دیا۔ یہ لوگ عوام کے درجہ میں اتر کر کلام کرنے لگے، صفات الٰہی کو حس کے مطابق سمجھنے کی کوشش کی، انہوں نے جب یہ عبارت دیکھی "اللہ تعالیٰ نے آدم کو اپنی صورت پر پیدا کیا" تو ذات باری کے لئے صورت، وجہ، آنکھیں، منھ، ہاتھ، انگلیاں، ہتھیلی، سینہ، قدم وغیرہ ثابت کرنے کی پوری کوشش کر دی۔ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ذات باری کو چھونا جائز ہے، وہ ان نصوص کی طرف بالکل متوجہ نہیں ہوئے جن میں تقدیس الٰہی کا بیان ہے۔ انہوں نے اس کا بالکل ظاہری

معنی ثابت کرنا شروع کر دیا، اس سب کے بعد یہ دعویٰ کیا کہ وہی اہلسنت والجماعت ہیں۔عوام میں کچھ لوگوں نے ان کی اتباع بھی کر لی۔میں نے تابع اور متبوع دونوں ہی کو نصیحت کی اور کہا دوستو آپ ایسے امام کے اصحاب ہو جنہوں نے نقل پر پورا اعتماد کیا ہے، آپ کے امام، امام اکبر احمد بن حنبل کی یہ شان تھی کہ کوڑوں کی زد میں بھی یہ کہتے رہے "میں ایسا کیسے کہہ سکتا ہوں جو اللہ نے خود نہیں فرمایا"۔

اگر آپ اس حد تک کہتے کہ ہم احادیث صفات پڑھ کر خاموش رہنا چاہتے ہیں تو آپ کو کوئی کچھ نہیں کہتا مگر آپ نے ان تمام احادیث صفات کو ظاہری معنی پر محمول کر دیا جو نہایت قبیح ہے۔خدارا آپ اس نیک سلفی شخص کے مذہب کو پراگندہ نہ کریں۔آپ نے تو اس حد تک مذہب کو ناپاک کر دیا ہے کہ حنبلی کا نام سنتے ہی یہ گمان ہونے لگتا ہے کہ یہ مجسمہ کی جماعت ہے۔ (ترجمہ ملخصا دفع شبہ التشبیہ ،ص ۱۰۲، تحقیق حسن السقاف، مطبع دار الامام نووی، اردن)

ابو محمد رزق اللہ تمیمی حنبلی نے تو ابو یعلی حنبلی کی کتاب کے بارے میں یہاں تک کہا ہے کہ ابو یعلی نے حنابلہ پر اتنا پیشاب کر دیا ہے کہ سمندر کا پانی بھی اس کو نہیں دھو سکتا۔اس بات کو ابن اثیر نے ان الفاظ میں ذکر کیا ہے:

وفی شهر رمضان منها توفی أبو يعلى محمد بن الحسين بن الفراء الحنبلی، ومولده سنة ثمانين وثلاث مأة وعنه انتشر مذهب أحمد وكان اليه قضاء الحريم ببغداد بدار الخلافة وهو مصنف كتاب "الصفات" الذی فيه بكل عجيبة وترتيب أبوابه يدل على التجسيم المحض تعالى اللّٰه عن ذلک وكان ابن تميمی الحنبلی يقول لقد خرى أبو يعلى الفراء على الحنابلة خرية لا يغسلها الماء۔

(الکامل فی التاریخ ۸/۳۷۸، دار الکتب العلمیة، بیروت، سنة ۱۴۱۵ھ، تحقیق عبداللّٰہ القاضی)

ابو یعلی حنبلی نے رمضان میں وفات پائی، ان کی پیدائش ۳۸۰ھ میں ہوئی تھی۔ حنبلی مذہب کا ان سے فروغ ہوا، وہ دار الخلافت بغداد حریم کے قاضی تھے، یہ ''الصفات'' کے مصنف بھی ہیں، اس کتاب میں انہوں نے عجیب وغریب باتوں کا بیان کیا ہے، کتاب کے ابواب کو جس طرح مرتب کیا ہے اس سے اللہ تعالیٰ کی جسمانیت کا پوری طرح ثبوت ہوتا ہے، اللہ ان چیزوں سے پاک ہے۔ ابن تمیمی حنبلی نے تو اس کتاب سے متعلق اپنا تاثر یہ کہہ کر ظاہر کیا کہ ابو یعلی نے حنابلہ پر اس قدر پیشاب کر دیا ہے کہ اس کو پانی بھی صاف نہیں کر سکتا۔

الحاصل امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف اخبار صفات سے متعلق ابن تیمیہ اور ان کے حامی جن باتوں کو منسوب کرتے ہیں مذہب حنبلی میں اس کی کوئی اصل نہیں۔ امام احمد بن حنبل ان صفات سے متعلق معانی کے اثبات کے قائل کبھی نہیں تھے۔ ان کا نظریہ تھا کہ معنی اور کیف دونوں ہی علم الٰہی کے سپرد ہے۔

سلف کے قول ''امرار اللفظ علی ظاہرہ'' کی توضیح:

ہم نے سفیان بن عیینہ، زہری، مکحول، مالک، اوزاعی، ثوری اور لیث بن سعد جیسے اسلاف کا قول معمولی اختلاف کے ساتھ پڑھا کہ جب بھی اخبار صفات کی بات ان کے سامنے آئی ان سب نے کہا ''امروھا کما جائت'' یعنی ان لفظوں کا کوئی معنی بیان نہ کیا جائے۔ اہل تجسیم نے اسلاف کی ان عبارتوں کی توضیح اس طرح کی کہ ظاہری لفظ کو اس کے محمل پر رکھا جائے گا بایں طور کہ بظاہر جو معنی لفظ سے متبادر ہے اس کی تشریح کی جائے گی مثلاً ید کا معنی ''ہاتھ'' لیا جائے گا۔ قدم کا معنی ''پاؤں'' لیا جائے گا۔ نزول کا معنی ''اترنا'' لیا جائے گا، مگر یہ توضیح اسلاف کے نظریہ کی ترجمانی نہیں کرتی۔ اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ لغت

میں امرار کا معنی کسی چیز کو اس کی اپنی حالت پر چھوڑ دینا ہے تا کہ وہ آسانی سے گذر جائے۔
القاموس میں ہے:

أمره على الجسر: سلكه فيه۔ وأمره به جعله يمر به۔

(القاموس المحيط، باب الراء، فصل الميم)

''أمره علی'' کا معنی ہے پل پر سے چلنا یا گذرنا۔ ''أمره بہ'' کا معنی ہے اس نے اسے گذر جانے دیا۔

النھایہ میں ایک حدیث کے تحت ہے:

أمررت الشئى أمره امرارا، اذا جعلته يمر اى يذهب۔

(النهايه حرف ميم، باب الميم مع الراء)

امررت الشئی کا معنی ہے جب کسی چیز کو جانے دیا جائے۔

ان لغوی تصریحات کی روشنی میں **امروھا** کو لازم پڑھا جائے یا متعدی دونوں ہی صورت میں اس کا معنی ہوگا کہ ان الفاظ کو پڑھ کر گذر جایا جائے، ان میں کسی طرح کا تعرض نہ کیا جائے، لہٰذا جو لوگ **''امروا''** کا معنی یہ سمجھتے ہیں کہ لفظ کو ظاہری معنی پر محمول کر دیا جائے لغت کی تصریح ان کا ساتھ نہیں دیتی۔ عربی کلام کو سمجھنے کا ایک بڑا ذریعہ لغت ہے اس لئے ان کی بات کا اعتبار بھی نہیں کیا جائے گا۔ اگر یہ تسلیم کر بھی لیا جائے کہ سلف نے اپنے اس قول سے یہ سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ اس کا ظاہر مراد ہے تو بھی ان حضرات کا مقصد حاصل نہیں ہوتا، کیونکہ ظاہر کا لغت اور اصول میں مختلف استعمال ہے، اس کا ایک معنی غریب کا مقابل ہے جس کا مفہوم ہے کہ لفظ اگر بطریق مشہور مروی ہے تو اس کو محض زبان سے ادا کیا جائے۔ ماضی قریب کے ترکی النسل محقق علامہ زاہد کوثری حنفی ابن قتیبہ کی کتاب **''الاختلاف فی اللفظ''** کے حاشیہ میں رقمطراز ہیں:

أماما يروى عن بعض السلف من اجراء أحاديث الصفات

ومرارها على ظاهرها فليس بمعنى الظاهر المصطلح فى أصول الفقه الذى يبقى حين ترجح الاحتمال الأخر بالدليل كالنجم عند شروق الشمس، ولا بمعنى ما يظهر للعامة من اللفظ، بل بالمعنى المقابل للغريب الذى يتفرد بلفظه راو فى احدى الطبقات فيكون بمعنى امرار اللفظ على اللسان واجرائه عليه اذاكان اللفظ مرويا بطريق الظهور والشهرة فى جميع الطبقات كما وقع اطلاق الظاهر بهذا المعنى فى كلام الامام مالك وغيره۔وقد يغالط بعضهم فى ذلك فيضل ويضل فلزم التنبيه على ذلك۔

(تبديد الظلام المخيم من نونية ابن القيم حاشية على السيف الصقيل فى الرد على ابن زفيل للامام السبکی۔ص ۱۹۲)

اسلاف سے احادیث صفات سے متعلق ان کو ظاہر پر محمول کرنے کی جو روایت آئی ہے اس کا معنی وہ نہیں ہے جو اصول فقہ میں دلیل کی بنیاد پر ایک احتمال کو راجح قرار دینے کے بعد باقی رہتا ہے جیسا کہ ستاروں کا سورج نکلنے کے بعد باقی رہنا ہے۔نہ ''ظاہر'' کا معنی یہ ہے کہ جو عام لوگوں کو لفظ سے سمجھ میں آجاتا ہے بلکہ ''ظاہر'' کا معنی یہاں اس غریب کا مقابل ہے جس کی روایت کے کسی طبقہ میں کوئی راوی اپنے مروی الفاظ میں تنہا رہ گیا ہو۔لہٰذا ایسی صورت میں یہ معنی ہوتا ہے کہ اگر وہ لفظ روایت کے تمام طبقات میں بطریق ظہور اور شہرت مروی ہے (اور کسی طبقہ میں تفرد رہ گیا ہے) تو اس لفظ کو زبان پر جاری رکھا جائے گا۔اسی معنی کے اعتبار سے ''ظاہر'' کا اطلاق امام مالک اور

دیگر ائمہ کے کلام میں واقع ہوا ہے۔ بعض لوگ اس میں غلطی کر جاتے ہیں وہ خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرتے ہیں لہذا اس پر تنبیہ ضروری تھی۔

تاویل:

آیات صفات اور احادیث صفات سے متعلق دوسرا موقف تاویل کا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم اور احادیث نبویہ میں جہاں کوئی بات واضح نہ ہو اس میں غور وفکر کر کے لفظ کے محتمل معانی میں سے کسی معنی کو قرینہ کی بنیاد پر متعین کر دیا جائے۔ کیونکہ قرآن اور حدیث کی زبان عربی ہے، عرب اپنے کلام میں استعارہ اور کنایہ، حقیقت اور مجاز کا استعمال کثرت سے کرتے ہیں، اس لئے ہر جگہ لفظ کا اگر حقیقی معنی مراد لیا جائے تو اللہ سبحانہ وتعالیٰ کو ایسے صفات سے متصف کرنا لازم آئے گا جو اس کی شان کے خلاف ہے۔ جبکہ ایک گروہ آیات صفات اور احادیث صفات میں شدت کے ساتھ تاویل کا مخالف ہے، اس کا ماننا ہے کہ سلف میں تاویل کا رواج نہیں تھا اس لئے ہمیں بھی تاویل سے دور ہی رہنا چاہئے۔ اس نظریہ کے حامی بعض حنابلہ، ابن تیمیہ اور ان کے متبعین ہیں۔ جبکہ پہلا موقف اشاعرہ اور ماتریدیہ کا ہے۔ بلفظ دیگر اہلسنت والجماعت کا موقف ہے۔ ہر ایک نے اپنے موقف پر دلائل دیئے ہیں اور دوسرے موقف کو کمزور کرنے کی کوشش کی ہے۔ دو نوں نظریات کے دلائل کا خلاصہ اور ان کا تحقیقی جائزہ درج ذیل ہے:

تاویل کا لغوی معنی:

مشہور لغوی علامہ ازہری (۳۷۰ھ) نے اپنی کتاب **"تهذيب اللغة"** میں "اَوَّل" کا درج ذیل مطلب بیان کیا ہے:

۱۔ **اول، يؤل، تأويلا، ثلاثی: أل يؤول** اس کا معنی لوٹنا، واپس ہونا ہے۔

احمد بن یحیی سے ''تاویل'' اور ''تغیر'' کا معنی پوچھا گیا تو کہا **الت الشئی، جمعته، و أصلحته،** علامہ ازہری کہتے ہیں گویا تاویل کا معنی یہ ہوا کہ چند مشکل معنی کی توضیح ایسے الفاظ سے کی جائے جس میں پھر کوئی خفا نہ رہ جائے۔

بعض عرب نے اس کا استعمال یوں کیا ہے **أول اللّٰہ علیک أمرک** یعنی اللہ آپ کے معاملات کو جمع کرے۔

جب کسی شخص کا کوئی سامان گم ہو جائے تو اس کے لئے بولتے ہیں **أول اللّٰہ علیک** یعنی اللہ تعالیٰ آپ کا کھویا ہوا سامان لوٹا دے اور اسے جمع کر دے۔

عرب بولتے ہیں **تأولت فی فلان الأجر** یعنی میں نے اس سے اجرت کا سوال کیا۔

علامہ لیث نے کہا **التأول والتأ ویل، تفسیر الکلام الذی تختلف معانیه ولا یصح الا بیان غیر لفظه** ایسا کلام جس کے چند معانی ہوں اس کی تفسیر دوسرے لفظ سے کی جائے۔

کچھ آگے لکھتے ہیں:

قال أبو عبیدة فی قول اللّٰہ تعالی وما یعلم تأویله الا اللّٰہ (آل عمران ۷) التأویل المرجع والمصیر مأخوذ من أل یؤل الی کذا أی صار الیه وأولته صیرته

(تہذیب اللغۃ ج۱۵ /ص ۳۲۹، ۳۳۰)

اسی کتاب میں ایک دوسری جگہ تاویل اور تفسیر کا فرق بتاتے ہوئے علامہ ابو منصور ازہری نے کئی اقوال ذکر کئے ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے کہ ''تاویل'' اور تفسیر میں کوئی فرق

نہیں، ساتھ ساتھ ایک قول یہ بھی ذکر کیا ہے:

وقال بعضهم التفسير كشف المراد عن اللفظ المشكل والتأويل رد أحد المحتملين الى مايطابق الظاهر (تهذيب اللغة ۱۲/۲۸۳)

بعض لوگوں نے تفسیر اور تاویل کا معنی الگ الگ بتایا ہے، تفسیر کا مطلب لفظ مشکل کی مراد کو واضح کرنا اور تاویل کا مطلب لفظ کے دو محتمل معانی میں سے کسی کو ایسے معنی کی طرف پھیر دینا ہے جو ظاہری سیاق کے مطابق ہو۔

علامہ ازہری کی ان عبارتوں کا مفاد یہ ہے کہ چوتھی ہجری میں تاویل کا دو معنی مستعمل تھا۔ اول معنی لوٹنا، لوٹانا، بکھری ہوئی چیزوں کو اکٹھا کرنا، نیز کسی لفظ کے چند معانی ہوں مگر اس کا معنی اول واضح نہ ہو تو دوسرے آسان لفظ سے اس کی تشریح کر دینا۔

دوم: کسی لفظ کے دو محتمل معانی میں سے کسی ایک کو ظاہری سیاق کی بنیاد پر راجح قرار دینا۔

لسان العرب میں تاویل کا معنی: علامہ ابن منظور افریقی نے تاویل کے تمام مشتقات کا احاطہ کرنے کی کوشش کی ہے، ہر ایک پر قرآن کریم، حدیث رسول اور اقوال صحابہ واصحاب لغت سے استشہاد بھی پیش کیا ہے۔ ان تمام معانی کا مفاد بھی مذکورہ دو معانی یعنی (۱) لوٹنا اور (۲) تفسیر کرنا، ہے۔ لکھتے ہیں:

أول: الأول، الرجوع آل الشئی یؤول أولا ومألا رجع وأول اليه الشئی رجعه وألت عن الشئی ارتددت وأول الكلام وتأوله دبره وقدره، وأوله وتأوله فسره وفی حديث ابن عباس اللّٰهم فقهه فی الدين وعلمه التأويل

قال ابن الأثير هو من آل الشئی یؤول الى كذا أی رجع وصار اليه والمراد بالتأويل نقل ظاهر اللفظ عن وضعه

الأصلی الی مایحتاج الی دلیل لولاہ ماترک ظاہر اللفظ۔
(لسان العرب، ابن منظور افریقی: ج ۱۱، ص ۳۳، حرف اللام، فصل الھمزہ)
اول کا معنی ''لوٹنا'' ہے، اول الکلام و تأولہ کا مطلب ''اندازہ لگانا، تدبیر کرنا، تفسیر کرنا'' ہے۔ ابن عباس کی حدیث میں ہے اے اللہ انہیں (ابن عباس کو) دین کی سمجھ اور تفسیر کا علم عطا فرما۔ ابن اثیر نے ''آل الشئ'' کا معنی بتایا کہ ''لوٹنا اور پھرنا'' اور ''تاویل'' کا مطلب یہ بتایا دلائل و قرائن کی بنیاد پر ظاہری لفظ کو معنی وضعی یا اصلی سے کسی ایسے دوسرے معنی کی طرف نقل کر دیا جائے کہ دلیل نہ ہو تو اس معنی کی طرف نقل کر درست نہ ہو۔
تاج العروس میں ہے:
التأویل فھو تبیین معنی المتشابہ والمتشابہ ھو مالم یقطع بفحواہ من غیر تردد فیہ وھو النص
وقال الراغب التأویل رد الشئی الی الغایۃ المرادۃ منہ قولا کان او فعلا
وفی جمع الجوامع ھو حمل الظاھر علی المحتمل المرجوح فان حمل لدلیل فصحیح أو لا یظن دلیل ففاسد أو لا لشئی فلعب لا تأویل
قال ابن الکمال التأویل صرف الأیۃ عن معناھا الظاھر الی معنی تحتملہ اذا کان المحتمل الذی تصرف الیہ موافقا للکتاب والسنۃ
قال ابن الجوزی التأویل نقل الکلام عن موضعہ الی

مایحتاج فی اثباتھالی دلیل لولاہ ماترک ظاھر اللفظ وقال بعضھم التأویل رد أحد المحتملین الی مایطابق الظاھر (تاج العروس لمرتضی لتأویل رد أحد المحتملین الی مایطابق الظاھر

(تاج العروس لمرتضی حسن الزبیدی، ۲۸/۳۳)

متشابہات کے معنی کی تعیین کرنے کو تاویل کہتے ہیں۔

علامہ راغب کے مطابق کسی چیز کو معنی مقصود کی طرف قولا یا فعلا لوٹا دینا تاویل ہے۔

صاحب جمع الجوامع نے تاویل کی تعریف میں کہا ظاہری لفظ کو کسی محتمل مرجوح معنی پر محمول کر دیا جائے اگر کسی دلیل کی بنیاد پر محمول کیا گیا تو درست ہے، محض دلیل کا ظن ہونے پر محمول کیا گیا تو فاسد ہے اور اگر بغیر دلیل کی بنیاد پر لفظ کو کسی دوسرے معنی پر محمول کیا جائے تو کھلواڑ ہوگا تاویل نہیں۔

ابن کمال کہتے ہیں آیت کو معنی ظاہر سے معنی محتمل کی طرف اس طور پر لوٹا دیا جائے کہ وہ معنی محتمل کتاب وسنت کے مطابق ہو۔

ابن جوزی کہتے ہیں کلام کو اپنے موضع اصلی سے دلیل کی بنیاد پر ایسی طرف پھیر دیا جائے جس کو ثابت کرنے کی ضرورت ہے اگر دلیل نہ ہوتی تو ظاہری لفظ کا ترک درست نہیں ہوتا۔

بعض لغویوں نے کہا لفظ کے دو محتمل معانی میں سے کسی ایسے معنی کی طرف پھیر دیا جائے جو ظاہر کے مطابق ہو۔

مذکورہ علماء لغت کے اقوال کی روشنی میں یہ بات سمجھ میں آئی کہ تاویل کے تین معنی ہیں:

اول: مرجع، مصیر اور انجام۔ دوم: تفسیر، توضیح اور بیان۔ سوم: دلیل کی بنیاد پر ظاہری لفظ کو چھوڑ کر ایسے معانی کی طرف پھیر دیا جائے جس کا اثبات ضروری ہو۔

تاویل میں علماء کی رائے:

تاویل سے متعلق محققین کی دو رائے ہیں ایک گروہ کا کہنا ہے کہ آیات اور احادیث متشابہات میں تاویل کرنا کسی طرح درست نہیں جبکہ دوسرا گروہ آیات و احادیث متشابہات میں تاویل کو ضروری سمجھتا ہے۔ ذیل میں ہر ایک کی دلیل اور مذہب کی تفصیل ملاحظہ کیجئے:

تاویل کرنا درست ہے:

آیات و احادیث متشابہات میں تاویل کرنا جمہور اشاعرہ اور ماتریدیہ کا موقف ہے۔ یہی نظریہ امام اعظم ابو حنیفہ، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل کا بھی ہے۔ ''تاویل'' کے ثبوت میں وہ قرآن، احادیث اور آثار سے دلائل پیش کرتے ہیں، کہتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا حضرت عبداللہ ابن عباس کے لئے یہ دعا کرنا ''اے اللہ انہیں فقہ کی سمجھ اور قرآن کی تاویل کا علم عطا فرما'' تاویل کے جواز میں سب سے بڑی دلیل ہے۔ ترتیب وار تمام دلائل ملاحظہ کریں:

تاویل کے جواز پر قرآن سے دلیل:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے نسوا اللّٰہ فنسیھم (۹/۶۷) انا نسینا کم (۳۲/۱۴)

ان دونوں آیتوں میں ''نسیان'' کی تاویل ''ترک'' سے کی گئی ہے، یعنی انہوں نے اللہ تعالیٰ کو بھلایا تو اللہ تعالیٰ نے انہیں ترک کر دیا، کیونکہ ''نسیان'' کو معنی حقیقی پر محمول کرتے ہوئے یہ نہیں کہا جا سکتا کہ اللہ اس صفت سے متصف ہے مگر اس کا نسیان ہمارے نسیان کی طرح نہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے ایک دوسری جگہ اپنی ذات سے صفت ''نسیان'' کی نفی اس طرح کی ہے وما کان ربک نسیا (۱۹/۶۴) (آپ کا رب بھولنے والا نہیں ہے) اسی طرح وہ تمام آیتیں یا احادیث جن میں سمع، بصر، حرکت، نزول،

ید وارد ہوئے ہیں کے بارے میں یہ کہنا صحیح نہیں ہوگا کہ اللہ ان تمام صفات سے متصف ہے مگر ہماری طرح نہیں بلکہ ان سب کے معنی کی صحیح تاویل کی جائے گی اور اس کا معنی حقیقی اللہ کے سپر کر دیا جائے گا۔

تاویل کے جواز پر حدیث سے دلیل:

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

یا ابن آدم مرضت فلم تعدنی، قال کیف أعودک أنت رب العالمین، قال أما علمت أن عبدی فلانا مرض فلم تعده، أما علمت أنک لو عدته لوجدتنی عنده، الخ

اس حدیث کے معنی میں بھی یہ کہنا کسی طرح درست نہیں ہوگا کہ اللہ تعالیٰ حقیقی معنوں میں مریض کے پاس موجود ہوتا ہے نہ ہی یہ کہنا درست ہوگا کہ اللہ بیمار ہوتا ہے مگر اس کی بیماری ہماری طرح نہیں جیسا کہ تاویل نہ کرنے والوں نے کہا، اس لئے لامحالہ ان الفاظ کی تاویل کرنی ہی پڑے گی اور لفظ کے ظاہری معنی کو چھوڑ کر تاویل کا سہارا یقینا لینا پڑے گا۔ امام نووی نے اس حدیث کا معنی بیان کرتے ہوئے فرمایا:

معنی وجدتنی عنده أی وجدت ثوابی وکرامتی

(شرح مسلم للنووی ۱۶/۱۲۶، دار احیاء التراث العربی، بیروت۔ ۱۳۹۲ھ)

''تو مجھے اس کے پاس پاتا'' کے معنی یہ ہے کہ تو میرا ثواب اس کے پاس پاتا۔

آثار صحابہ و تابعین سے تاویل کا جواز:

آثار صحابہ و تابعین اسی جانب اشارہ کرتے ہیں، امام مجتہد، مفسر، لغوی علامہ طبری کی تفسیر، امام بخاری کی صحیح، امام بیہقی کی الاسماء والصفات اور فخر بن معلم کی ''نجم المہتدی'' میں صحابہ و تابعین کے درجنوں ایسے اقوال ملیں گے جن سے صاف واضح ہوتا ہے کہ بعض اسلاف نے بھی آیات و احادیث صفات میں تاویل کا موقف اپنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: **یوم یکشف عن ساق ویدعون الی السجود** (۶۸/۴۲) امام طبری اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں:

قال جماعة من الصحابة والتابعين من أهل التأويل يبدو عن أمر شديد عن ابن عباس قال هو يوم حرب وشدة۔

عن سعيد بن جبير قال عن شدة الأمر۔

عن قتادة قال عن أمر فظيع جليل۔

(تفسیر جامع البیان للطبری، سورۃ القلم، آیۃ ۴۱،۴۲)

تاویل کرنے والے صحابہ وتابعین کی ایک جماعت نے اس آیت کی تاویل کرتے ہوئے کہا ہے کہ ''ساق'' سے مراد قیامت کے دن کی ہولناکی اور شدت ہے۔

حافظ ابن حجر فرماتے ہیں:

قال عبد الرزاق عن معمر عن قتادة فی قوله "يوم يكشف عن ساق" قال عن شدة أمر۔

وعند الحاكم من طريق عكرمة عن ابن عباس قال هو يوم كرب وشدة۔ قال الخطابی فيكون المعنى يكشف عن قدرته التی تنكشف عن الشدة والكرب وذكر غير ذلك من التأويلات قال الاسماعيلی هذه أصح لموافقتها لفظ القرآن فی الجملة، لا يظن عن أن اللّٰه تعالى ذو أعضاء وجوارح لما فی ذلك من مشابهة المخلوقين، تعالى اللّٰه عن ذلك ليس كمثله شئی۔

(فتح الباری، کتاب تفسیر القرآن، باب یوم یکشف عن ساق ۱۳/۴۲۸)

عبدالرزاق نے معمر، انھوں نے قتادہ کے حوالہ سے اللہ تعالیٰ کا قول

"یوم یکشف عن ساق" کا مطلب معاملہ کی ہولنا کی نقل کیا ہے۔
حاکم نے ابن عباس کے حوالہ سے اس کا مطلب "سختی کا دن" روایت کیا ہے۔ علامہ خطابی نے کہا اللہ کی قدرت کا ظہور سختی اور کرب کی صورت میں ہوگا، اس کی اور کئی تاویلیں بیان کی گئی ہیں۔
علامہ اسماعیلی نے کہا یکشف عن ساق کی مذکورہ تاویلیں سب سے اصح ہیں کیونکہ اس میں الفاظ قرآن کی پوری موافقت ہو رہی ہے۔ یہ شبہ بھی نہیں ہو رہا ہے کہ اللہ تعالی اعضاء و جوارح سے متصف ہے، جیسا کہ اس معنی میں مخلوق سے اللہ کی مشابہت لازم آتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان چیزوں سے پاک اور منزہ ہے۔ اس جیسا کچھ بھی نہیں۔
آیت کریمہ "والسماء بنینا ھا بأید وانا لموسعون" (۵۱/۴۷) کے تحت علامہ طبری فرماتے ہیں:

والسماء رفعناها بقوة قال أهل التأويل، ذكر من قال ذلك حدثني على، قال ثنا أبو صالح، قال ثنى معاوية، عن على، عن ابن عباس، قوله "والسماء بنيناها بأيد" يقول بقوة۔

حدثني محمد بن عمرو، قال ثنا أبو عاصم، قال ثنا عيسى و حدثني الحارث، قال ثنا الحسن، قال ثنا ورقاء جميعا عن ابن أبى نجيح، عن مجاهد، قوله "بأيد" قال بقوة۔

حدثنا يزيد قال ثنا سعيد، عن قتادة "والسماء بنيناها بأيد" أى بقوة۔

حدثنا بشر، قال ثنا يزيد، قال ثنا سعيد، عن قتادة

"والسماء بنيناها بأيد" أى بقوة
حدثنا ابن المثنى قال ثنا محمد بن جعفر، قال ثنا شعبة عن منصور أنه قال فى هذه الأية والسماء بنيناها بأيد" قال بقوة۔
حدثني يونس، قال أخبرنا ابن وهب، قال قال ابن زيد، فى قوله "والسماء بنيناها بأيد" قال بقوة۔
حدثنا ابن حميد، قال ثنا مهران، عن سفيان "والسماء بنيناها بأيد" قال بقوة
(تفسیر طبری)
''اید'' کا معنی مذکورہ آیت میں ''قوت'' ہے۔علماء تاویل میں ابن عباس، مجاهد، منصور، ابن زید اور سفیان رضی اللہ تعالی عنہم نے اس کا یہی معنی بتایا ہے۔
آیت فاليوم ننساهم كما نسوا لقاء يومهم هذا (۵۱/۷) کے تحت علامہ طبری فرماتے ہیں:

حدثنا وكيع، قال أبى عن سفيان عن جابر عن مجاهد فاليوم ننساهم قال نسوا فى العذاب۔
حدثنا محمد بن عبد الأعلى قال ثنا محمد بن ثور عن معمر عن ابن أبى نجيح عن مجاهد "فاليوم ننساهم" قال نتركهم كما تركوا لقاء يومهم هذا۔
مجاہد نے اس کی تاویل میں کہا آج (روز قیامت) انہیں ایسا ہی چھوڑ دیں گے جیسا کہ انہوں نے روز قیامت کا ذکر بھلا دیا تھا۔

حدثنی المثنی، قال ثنا عبد اللّٰه بن صالح قال ثنی معاویة عن علی عن ابن عباس " فالیوم ننساهم کما نسوا لقاء یومهم هذا" قال نترکهم من الرحمة کما ترکوا أن یعملوا للقاء یومهم هذا۔

ابن عباس نے فرمایا انہیں رحمت سے دور رکھیں گے جیسا کہ دنیا میں انہوں نے روز قیامت کی تیاری سے اپنے آپ کو دور رکھا تھا۔

کچھ اور بعد علامہ طبری فرماتے ہیں:

وتأویل الکلام فالیوم نترکهم فی العذاب کما ترکوا العمل فی الدنیا للقاء اللّٰه یوم القیامة وکما کانوا بأیات اللّٰه یجحدون، وهی حججه التی احتج بها علیهم من الأنبیاء والرسل والکتب وغیر ذلک۔

(جامع البیان فی تفسیر القرأن، الأعراف ۵۱)

آیت کی تاویل یہ ہے ہم کافروں کو عذاب میں چھوڑ دیں گے جس طرح کہ انہوں نے دنیا میں روز قیامت اللہ سے ملنے کی تیاری کا عمل چھوڑ دیا تھا، اور جیسا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیتوں کا انکار کیا کرتے تھے۔ یہ وہی حجت ہے انبیاء ورسل اور کتب وغیرہ بھیج کر جس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ان پر دلیل قائم فرمائی۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے "وجاء ربک والملک صفا صفا" (۸۹/۲۲)

حافظ ابن کثیر نے اس آیت کے تحت امام احمد بن حنبل کا قول علامہ بیہقی کے حوالہ سے اس طرح بیان کیا:

روی البیهقی عن الحاکم، عن أبی عمرو بن السماک، عن

حنبل،أن أحمد بن حنبل تأول قول اللّٰہ تعالی "وجاء ربک" (۸۹/۲۲) أنه جاء ثوابه ثم قال البیهقی وهذا اسناد لا غبار علیه۔

(البدایة والنهایة ۱۰/۳۶۱)

امام احمد بن حنبل نے مذکورہ آیت کی تاویل میں کہا اس کا (اللہ تعالیٰ کا) ثواب آیا۔ ابن کثیر بیہقی کے حوالہ سے کہتے ہیں امام احمد بن حنبل تک یہ بالکل مستند حوالہ سے پہنچتی ہے اور اس سند میں کوئی شک نہیں۔

علامہ ابن کثیر کی یہ عبارت بھی امام احمد بن حنبل کے حوالہ سے قابل مطالعہ ہے جو اس عبارت سے چند سطر پیشتر مذکور ہے:

ذکر البیهقی کلام الامام أحمد، فی رؤیة اللّٰہ فی الدار الأخرة، واحتج بحدیث صهیب فی الرؤیة وهی زیادة و کلامه فی نفی التشبیه وترک الخوض فی الکلام، والتمسک بما ورد فی الکتاب والسنة عن النبی ﷺ وأصحابه

(مرجع سابق)

بیہقی نے امام احمد بن حنبل کا کلام آخرت میں اللہ تعالیٰ کی رویت سے متعلق ذکر کیا ہے، اور رویت سے متعلق حدیث صہیب سے دلیل پیش کی ہے۔ یہ متن میں زیادتی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے تشبیہ کی نفی اور اس بارے میں کلام نہ کرنا امام کا موقف ہے اور یہ کہ قرآن اور سنت میں نبی اکرم ﷺ اور آپ کے اصحاب سے جو مروی ہے وہی ان کے نزدیک دلیل ہے۔

قال الامام ابن دقيق العيد رحمة اللّٰہ تعالی فی العقيدة نقول فی الصفات المشكلة انها حق وصدق علی المعنی الذی أراده اللّٰه ومن تأولها نظرنا فان كان تأويله قريبا علی مقتضی لسان العرب لم ننكر عليه وان كان بعيدا توقفنا عنه ورجعنا الی التصديق مع التنزيه، وما كان منها معناه ظاهرا مفهوما من تخاطب العرب حملناه عليه كقوله تعالی ياحسرتی علی مافرطت فی جنب اللّٰہ۔

امام ابن دقیق السعید نے کہا اللہ تعالیٰ کے جو مشکل صفات نصوص میں وارد ہوئے ہیں وہ حق اور سچ ہیں۔ ان کا وہی معنی مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے لیا ہے۔ اگر اس میں کوئی تاویل کرتا ہے تو ہم اس میں غور کریں گے کہ اس کی تاویل عربی لغت سے قریب ہے یا نہیں، اگر قریب ہے تو اس کا انکار نہیں کریں گے اور اگر عربی زبان کے مقتضی سے بعید ہوگی تو توقف کریں گے اور ہمارا موقف تصدیق مع التنزیہ کا ہوگا۔ نصوص میں جن کا معنی ظاہر اور کلام عرب میں سمجھنے کے قابل ہوگا اس کو اسی پر محمول کریں گے جیسا کہ اللہ تعالی کے اس قول ''یا حسرتی'' میں معنی ظاہر اور مفہوم ہے۔

تاویل اور صفات سے متعلق ہم علامہ ابن حجر کے اس قول فیصل پر اپنی بات ختم کرتے ہیں:

فمن أجری الكلام علی ظاهره أفضی به الی التجسيم ومن لم يتضح له وعلم أن اللّٰه منزه عن الذی يقتضيه ظاهرها واماأن يكذب نقلتهااماأن يؤولها

(فتح الباری ۱۳/۴۳۲، ۱۸۳)

جس نے کلام کو ظاہر پر محمول کیا اس نے اللہ تعالیٰ کے لئے جسم ثابت کر دیا۔ جن کے لئے ان نصوص کا معنی واضح نہیں ہو سکا انہوں نے یہ مانا کہ ان نصوص کے ظاہر سے جو متبادر ہے اللہ تعالیٰ ان سے پاک ہے۔

وفيه دليل أيضا على أن المتشابه لا ينبغي لأن يذكر عند العامة وضابط ذلك أن يكون ظاهر الحديث يقوى البدعة وظاهره فى الأصل غير مراد فالامساك عنه عند من يخشى عليه الأخذ بظاهره مطلوب۔ والله تعالى أعلم

(فتح الباری ۱/۲۲۵، بیروت)

اس میں اس بات پر بھی دلیل ہے کہ متشابہات کا ذکر عام لوگوں کی محفل میں نہ کیا جائے۔ اس بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ حدیث کا ظاہر اگر بدعت کو تقویت دیتا ہے اور فی الحقیقت وہ مراد نہیں تو اس کے ظاہر سے استدلال کرتے ہوئے ان کے سامنے اس کو بیان کرنے سے گریز کیا جائے گا۔

اس تفصیل کی روشنی میں بآسانی کہا جا سکتا ہے کہ مطلقاً یہ سمجھنا درست نہیں کہ ''تفویض'' سلف کا مذہب ہے اور ''تاویل'' خلف کا مذہب ہے بلکہ سلف نے بھی بعض جگہ تاویل سے کام لیا ہے، اور خلف کے نزدیک دونوں رجحان موجود ہیں، تاہم اتنا ضرور ہے کہ سلف میں ''تفویض'' کا رجحان زیادہ اور خلف میں ''تاویل'' کا رجحان زیادہ ہے۔ دونوں ہی نظریات سالم ہیں۔ لہٰذا جن احادیث میں اللہ تعالیٰ کے ایسے صفات وارد ہوئے ہیں جن سے تشبیہ لازم آتی ہے ان میں تاویل وتفویض دونوں ہی سلف کا طریقہ ہوگا۔ واللہ تعالیٰ اعلم

امام بخاری اور تأویل:

امام بخاری نے اپنی صحیح میں ایک حدیث ذکر کی ہے، جس میں ایک انصاری کی مہمان نوازی کا تذکرہ ہے، صبح جب انصاری بارگاہ رسول ﷺ میں حاضر ہوئے تو نبی اکرم ﷺ نے فرمایا **لقد ضحک اللّٰہ اللیلة، أو عجب، من فعلکما** ''تم لوگوں نے رات جس طرح مہمان نوازی کا حق ادا کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس پر ضحک فرمایا''۔

ضحک کا حقیقی معنی ہے ہنسا مگر امام بیہقی امام بخاری کے حوالہ سے اس حدیث کی تخریج کرنے کے بعد لکھتے ہیں **قال البخاری: معنی الضحک "الرحمة"** امام بخاری نے کہا کہ ضحک کا معنی ''رحمت'' ہے۔ (الاسماء والصفات ۲/۲۱۸، دارلکتاب العربی، بیروت، ۱۹۹۴ء)

ایک دوسری جگہ فرماتے ہیں:

روی الفربری، عن محمد بن اسماعیل البخاری رحمه اللّٰہ تعالی أنه قال معنی الضحک فیه "الرحمة"

(مرجع سابق)

فربری نے امام بخاری سے روایت کیا کہ حدیث میں ''ضحک'' کا معنی ''رحمت'' ہے۔

بیہقی نے امام بخاری کی تائید میں امام ابوسلیمان کا یہ قول نقل کیا ہے:

قال أبو سلیمان قول أبی عبد اللّٰه قریب، وتأویله علی معنی الرضی لفعلهما أقرب وأشبه، ومعلوم أن الضحک من ذوی التمییز یدل علی الرضی والبشر، والاستهلال منهم دلیل قبول الوسیلة، ومقدمة انجاح الطلبة، والکرام یوصفون عند المسئلة بالبشر وحسن اللقاء، فیکون المعنی فی قوله یضحک اللّٰہ الی رجلین أی نجذل العطاء

لهما لأنه موجب الضحک و مقتضاه۔

(الأسماء والصفات ۲/ ۲۱۸، دار لکتاب العربی، بیروت، سنة ۱۹۹۴ئ)

امام ابو سلیمان نے فرمایا ابو عبد اللہ (امام بخاری) کی بات قریب ہے۔ لفظ ضحک کی تاویل ''رضا'' سے کرنا انصاری میزبان کے فعل سے قریب ترین ہے۔ اہل علم جانتے ہیں کہ کسی عاقل کے ''ضحک'' کا مطلب اس کی رضا ہوتی ہے، اس کی جانب سے اس کی ابتدا مدعاء کے حصول کی دلیل ہوتی ہے۔ معززین کا یہ طریقہ ہے کہ جب ان سے کچھ سوال کیا جاتا ہے تو ان کے چہرہ پر خوشیوں کے آثار نمایاں ہوجاتے ہیں۔ اس تشریح کے بعد حدیث کا معنی یہ ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں پر اپنی نوازشات کے دروازے کھول دیے کیونکہ ''ضحک'' کا تقاضا ہی یہی ہے۔

آپ نے ملاحظہ فرمایا کہ امام ابو سلیمان نے نہ صرف یہ کہ امام بخاری کی تائید کی بلکہ اس کی ایک اور تاویل ''رضا'' سے بھی کی۔

علامہ ابن حجر اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں:

نسبة الضحک والتعجب الی اللّٰہ تعالی مجازیة والمراد بهما ''الرضا بصنیعهما''

(فتح الباری، ۷/ کتاب المناقب، باب قول اللّٰہ تعالی ویؤثرون علی أنفسهم)

''ضحک اور تعجب'' کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف مجاز ہے، اس کا مطلب ان دونوں کے فعل پر اللہ تعالیٰ کی رضا ہے۔

امام نضر بن شمیل اور تاویل:

بخاری اور مسلم میں انس بن مالک سے ایک حدیث مروی ہے، حدیث کے الفاظ یہ

ہیں:

لا تزال جهنم يلقى فيها وتقول هل من مزيد؟ حتى يضع رب العزة فيهاقدمه فينزوى بعضهاالى بعض فتمتلئی۔

(دفع شبه التشبیه بأكف التنزيه ۱/۱۷۰،دار الامام النوی، اردن ۱۹۹۲)

جہنمی جہنم میں ڈالے جاتے رہیں گے جہنم مزید اور مزید کا سوال کرتی رہے گی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ قدم پاک رکھے گا پھر جہنم سکڑ جائے گی اور وہ بھر جائے گی۔

امام ابن جوزی فرماتے ہیں:

روی أبو بكر البيهيقی عن النضر بن شميل أنه قال القدم ههنا الكفار الذين سبق فی علم الله أنهم من أهل النار وقال أبو منصور الأزهری القدم هم الذين قدم الله بتخليدهم فی النار۔

(مرجع سابق)

نضر بن شمیل کہتے ہیں ''قدم'' سے مراد کفار ہیں جن کا جہنمی ہونا علم الٰہی میں پہلے سے موجود ہے۔ ابو منصور ازہری نے کہا ''قدم'' سے مراد وہ لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ جہنم کے لئے مقدم کر دیا ہے۔ ابن جوزی نے حضرت حسن بصری کے حوالہ سے بھی ''قدم'' کا یہی معنی مزید تشریح کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ حسن بصری فرماتے ہیں قدم سے مراد ایسے برے لوگ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ جہنم میں مقدم رکھے گا۔

واضح رہے کہ ابن شمیل دوسری صدی ہجری کے نصف اول میں پیدا ہوئے ہیں اور حسن بصری حضرت عمر کی خلافت کے آخری دور میں پیدا ہوئے۔ ابن جوزی نے امام بیہقی کی عبارت بالمعنی نقل کی ہے۔ اصل عبارت ''الاسماء والصفات'' ج ۲/ص ۸۷ پر دیکھی

جا سکتی ہے۔

اسی حدیث کی تشریح میں امام، حافظ، محدث ابن حبان نے ''قدم'' سے مراد جہنم لیا ہے، فرماتے ہیں:

قال أبو حاتم هذا الخبر من الأخبار التی أطلقت بتمثیل المجاورة وذلک أن یوم القیامة یلقی فی النار من الأمم والأمکنة التی یعصی اللّٰه علیها فلا تزال تستزید حتی یضع الرب جل وعلا موضعا من الکفار والأمکنة فی النار فتمتلئی فتقول قط قط ترید حسبی حسبی لأن العرب تطلق فی لغتها اسم القدم علی الموضع قال اللّٰه جل وعلا لهم قدم صدق عند ربهم۔ یرید موضع صدق لا أن اللّٰه جل وعلا یضع قدمه فی النار ربنا وتعالی عن مثل هذا وأشباهه

(صحیح ابن حبان ۱/۵۰۲، ذکر خبر شنع به أهل البدع علی أئمتنا حیث حرموا التوفیق لادراک معناه، حدیث رقم: ۲۶۸)

امام مالک اور تاویل:

امام مالک نے حدیث نزول میں ''نزول'' کا معنی ''نزول امر'' بتایا ہے۔ علامہ ذہبی نقل کرتے ہیں:

قال ابن عدی حدثنا محمد بن هارون بن حسان حدثنا صالح بن ایوب، حدثنا حبیب بن أبی حبیب حدثنی مالک، قال یتنزل ربنا تبارک وتعالیٰ أمره، فأما هو فدائم لا یزول۔ قال صالح فذکرت ذلک لیحییٰ بن بکیر فقال حسن واللّٰه ولم أسمعه من مالک

قلت لا أعرف صالحا، وحبيب مشهور والمحفوظ عن مالک رحمه اللّٰه رواية الوليد بن مسلم أنه سأله عن أحاديث الصفات، فقال أمرها كما جائت بلا تفسير فيكون للامام فی ذلک قولان ان صحت رواية حبيب

(سير أعلام النبلاء ۸/۱۰۴)

مالک کہتے ہیں کہ نزول باری کا معنی امر باری کا نزول ہے، کیونکہ ذات باری صفت دوام سے متصف ہے اس کو زوال نہیں۔ صالح کہتے ہیں کہ میں نے یحییٰ بن بکیر سے امام مالک کی اس بات کا تذکرہ کیا، انہوں نے کہا بخدا بہت خوب توضیح ہے، میں نے تو مالک سے نہیں سنا۔

(امام ذہبی کہتے ہیں) اس سند میں مذکور صالح کو میں نہیں جانتا، حبیب معروف ہیں۔ مسئلہ صفات میں امام مالک کا محفوظ قول وہی ہے جس کو ولید بن مسلم نے روایت کیا کہ انہوں نے امام مالک سے احادیث صفات کے بارے میں پوچھا تو فرمایا ان عبارتوں کو اپنے حال پر رہنے دو۔ ان کی تفسیر کی کوئی ضرورت نہیں۔ ذہبی کہتے ہیں اگر حبیب کی روایت کو صحیح مان لیا جائے تو اس مسئلہ میں امام مالک کے دو قول ہوں گے۔

میری رائے یہ ہے کہ علامہ ذہبی نے صالح پر کلام کر کے ولید بن مسلم کی روایت کو ترجیح دی ہے مگر میری ناقص رائے میں امام مالک کا یہی قول راجح ہے کیونکہ یہ ایک دوسری معتمد سند سے بھی مذکور ہے جس کا ذکر امام ابن عبدالبر نے کیا ہے۔ اس روایت کے معتمد ہونے ہی کی وجہ سے امام نووی نے بھی اپنی شرح میں ذکر کیا۔ دونوں ائمہ کی عبارت یکے بعد دیگرے ملاحظہ کیجئے، ابن عبدالبر فرماتے ہیں:

وأما قوله فی هذا الحديث ينزل تبارک وتعالی الی سماء الدنيا فقد أكثر الناس التنازع فيه،والذی عليه جمهور أئمة أهل السنة أنهم يقولون ينزل كما قال رسول اللّٰه ﷺ ويصدقون بهذا الحديث ولا يكيفون والقول فی كيفية النزول كالقول فی كيفية الاستواء والمجئی، والحجة فی ذلک واحدة، وقدقال قوم من أهل الأثر أيضا أنه ينزل أمره، وتنزل رحمته، وروی ذلک عن حبيب كاتب مالک وغيره وأنكر منهم أخرون وقالوا هذا ليس بشئی لأن أمره ورحمته لايزالان ينزلان أبدا فی الليل والنهار، وتعالی الملک الجبار الذی اذاأراد أمراقال له كن فيكون فی أی وقت شاء، ويختص برحمته من يشاء، متی شاء، لا اله الا هو الكبير المتعال۔ وقدروی محمد بن علی الجبلی وكان من ثقات المسلمين بالقيروان، قال حدثنا جامع بن سوادة بمصر،قال حدثنا مطرف عن مالک بن أنس أنه سئل عن الحديث ان اللّٰه ينزل فی الليل الی سماء الدنيا، فقال مالک يتنزل أمره۔ وقد يحتمل أن يكون كماقال مالک رحمه اللّٰه۔

(التمهيدلمافی المؤطامن الأسانيد۷/۱۴۳)

علامہ ابن عبدالبر نے امام مالک سے منسوب ایک معتمد سند ذکر کرنے کے علاوہ اہل روایت کی ایک قوم کی طرف بھی اس قول کی نسبت کی ہے، لہٰذا امام مالک کا یہی قول راجح مانا جائے گا اور علامہ ذہبی کے کلام کا کوئی اثر بھی نہیں ہوگا کیونکہ یہ دوسری سند معتمد ہے۔

امام نووی کی عبارت یہ ہے:

تأولوا هذا الحديث تأويلين أحدهما تأويل مالک بن أنس وغيره، معناه تنزل رحمته وأمره وملائكته كما يقال فعل السلطان كذا اذا فعله أتباعه بأمره والثانی أنه على الاستعارة ومعناه الاقبال على الداعين بالاجابة واللطف

(المنهاج شرح مسلم بن الحجاج ۳۷/۶، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۳۹۹ھ)

اس حدیث کی علماء نے دو تاویل کی ہیں۔ایک تاویل مالک بن انس اوران کے علاوہ علماء کی ہے انہوں نے کہا کہ اس کا معنی ہے اللہ تعالیٰ کا امر، اس کی رحمت اور فرشتوں کا اترنا، جیسا کہ اگر بادشاہ کے خدام اس کے حکم سے کوئی کام کرتے ہیں تو کہا جاتا ہے بادشاہ نے ایسا کیا۔دوسری تاویل اس کی یہ ہے کہ اس میں بطور استعارہ دعاء کی قبولیت کی طرف اشارہ ہے۔

امام ترمذی اور تاویل:

روز قیامت سے متعلق ایک طویل حدیث جس میں اللہ تعالی کی رؤیت کا بیان ہے پر تبصرہ کرتے ہوئے امام ترمذی فرماتے ہیں:

وقد روى عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم روايات كثيرة مثل هذا ما يذكر فيه أمر الرؤية أن الناس يرون ربهم، وذكر القدم وما أشبه هذه الأشياء والمذهب فی هذا عند أهل العلم من الأئمة مثل سفيان الثوری ومالک بن أنس وسفيان بن عيينة وابن المبارک ووكيع وغيرهم أنهم رووا هذه الأشياء وقالوا تروى هذه الأحاديث وتؤمن بها ولا يقال كيف، وهذا

الذی اختاره أهل الحديث أن يرووا هذه الأشياء كماجائت، ويؤمن بها ولا تفس، ولا يتوهم، ولا يقال كيف، وهذا أمر أهل العلم الذی اختاروه وذهبوا اليه ومعنی قوله فی الحديث فيعرفهم نفسه يعنی يتجلی لهم۔
(سنن الترمذی ۴/باب ماجاء فی خلود أهل الجنة وأهل النار)

امام ترمذی نے اس عبارت میں اسلاف کا موقف ذکر کرنے کے بعد "یعرفهم نفسه" کے معنی کی تعیین "یتجلی لهم" سے کی ہے۔ بلفظ دیگر عرفان کی تاویل تجلی سے کی ہے۔
جن ائمہ کا موقف امام ترمذی نے اوپر بیان کیا ان سے بھی قرآن کریم کی بعض آیتوں کی تاویل منقول ہے، امام ذہبی نے امام سفیان ثوری کی سوانح کے ضمن میں لکھا:

أن معدان سأل الثوری عن قوله تعالی وهو معكم أينما كنتم، فقال بعلمه

(سیر أعلام النبلاء ۷/۲۷۴)

تشبیہ:

اس عقیدہ کی بنیاد قرآن وحدیث میں وارد الفاظ متشابہات کے ظاہر پر ہے۔ ان کا ماننا ہے کہ لفظ سے جو معنی مراد متبادر ہے وہی مقصود بھی ہے۔ لہذا قرآن کریم میں وارد "ید" "وجہ"، "استوائ" یونہی حدیث میں "صورۃ" وغیرہ جیسے الفاظ اپنے معنی حقیقی پر محمول ہیں۔ اس نظریہ کے علمبردار عام طور پر شیعوں کا غالی فرقہ اور محدثین کی حشویہ سے تعلق رکھنے والی جماعت ہے۔ اس نظریہ کے مطابق اللہ تعالیٰ کا روح اور جسم سے مرکب ایک کامل انسان ہونا لازم آتا ہے۔ ان میں سے بعض نے اپنے رب سے لمس ومصافحہ کو بھی جائز قرار دیا ہے بلکہ وہ اس حد تک تسلیم کرتے ہیں کہ مخلص اہل ایمان ریاضت ومجاہدہ کی وجہ سے آخرت کیا دنیا میں بھی معانقہ کر سکتے ہیں۔

اس عقیدہ کی گمراہی کے لئے قرآن کریم کی یہ آیت کریمہ "**لیس کمثلہ شئی**" ہی کافی ہے۔ ظاہر ہے کہ فکر حشوی اللہ تعالیٰ کو کامل انسان مانتی ہے جو نقل اور عقل کسی بھی اعتبار سے درست نہیں۔ امام قرطبی فرماتے ہیں:

وقد قال بعض العلماء المحققين التوحيد اثبات ذات غير مشبهة للذوات ولا معطلة من الصفات وزاد الواسطى رحمه اللّٰه تعالى بيانا فقال ليس كذاته ذات ولا كاسمه اسم، ولا كفعله فعل ولا كصفته صفة الا من جهة موافقة اللفظ، وجلت الذات القديمة أن يكون لها صفة حديثة، كما استحال أن يكون للذات المحدثة صفة قديمة، وهذا كله مذهب أهل الحق والسنة والجماعة رضى اللّٰه تعالى عنهم۔

(الجامع لاحکام القرآن، سورہ شورہ، زیر آیت: ۱۱)

بعض محققین علماء نے فرمایا توحید یہ ہے کہ ذات باری کا ثبوت کسی دوسری ذات کی مشابہت کے بغیر تسلیم کیا جائے اور نصوص میں وارد صفات سے عاری بھی نہ سمجھا جائے۔ علامہ واسطی نے مزید توضیح کے ساتھ فرمایا ذات باری کی طرح کوئی اور ذات نہیں، اس کے نام کی طرح کوئی اور نام نہیں، اس کے فعل کی طرح کوئی اور فعل نہیں اور اس کی صفت کی طرح کوئی اور صفت نہیں، صرف اس قدر ہے کہ جہت لفظ سے ان کی موافقت ہو۔ ذات باری قدیم ہے، محال ہے کہ اس کی کوئی حادث صفت ہو اسی طرح جیسا کہ یہ محال ہے کہ کسی حادث ذات کے لئے قدیم صفت ہو۔ یہ اہل حق اہلسنت و جماعت کا مذہب ہے۔

الحاصل قرآن کریم، احادیث نبویہ بالخصوص احادیث قدسیہ میں ایسی صفتوں کا ذکر ہے جن کا ظاہر تشبیہ اور تجسیم کو ثابت کرتا ہے۔ اہل حق ان صفات پر ایمان رکھتے ہیں۔ ان کے معانی میں غور وخوض نہیں کرتے۔ بعض ایسی صفتیں ہیں جن میں سلف صالحین، صحابہ وتابعین سے اور ائمہ مجتہدین سے ان کی تاویل مروی ہے، اور خلف کے نزدیک ان صفات کی تاویل اور ان کا ایسا معنی جو ذات باری کی شان کے لائق ہے کا رجحان کثرت سے پایا جاتا ہے۔

مولانا اسید الحق محمد عاصم قادری کی کتاب ''احادیث قدسیہ'' علم حدیث بالخصوص حدیث موضوعی سے متعلق ایک اچھی کتاب ہے۔ معتمد اور صحیح حدیثوں کے جمع کا التزام کر کے مؤلف نے اپنی کتاب کی افادیت دوبالا کر دی ہے کیونکہ عام طور پر احادیث سے متعلق ہندوستان میں اس کا اہتمام خال خال ہی نظر آتا ہے۔ غرض کتاب میں علماء، ائمہ سے لے کر خطباء اور طلبہ تک کے لئے مواد موجود ہے۔ کسی بھی طبقہ کے لئے اس سے استغناء نہیں۔ مرتب نے کتاب کے شروع میں احادیث قدسیہ پر ایک جامع مقدمہ بھی تحریر کیا ہے جو لائق مطالعہ اور قابل استفادہ ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو حدیث رسول ﷺ کے انوار سے مستفید فرمائے اور مؤلف کو ان کی کاوش پر جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ سیدنا محمد وعلی الہ وصحبہ اجمعین۔

۲۰ رشوال ۱۴۲۹ھ　　　　منظر الاسلام ازہری

☆☆☆

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ۔

عقیدۂ وایمان

تجھے بہت آسان چیز کا حکم دیا تھا:

عن انس یرفعه إن اللّٰه یقول لاھون اھل النار عذاباً لو ان لک مافی الأرض من شئ کنت تفتدی بہٖ؟ قال نعم قال فقد سألتک ماھو اھون من ھٰذا وانت فی صلب آدم ان لا تشرک بی ابیت إلا الشرک۔

(بخاری: کتاب الانبیاءؑ، باب خلق آدم وذریتہٖ)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اس شخص سے جو جہنم میں سب سے ہلکے عذاب میں ہوگا فرمائے گا کہ اگر زمین کی تمام چیزیں تیری ملکیت میں ہوتیں تو کیا جہنم سے چھٹکارہ حاصل کرنے کے لئے تو وہ سب دے دیتا؟ وہ کہے گا ہاں۔ پھر اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ میں نے تجھے اس سے بہت آسان چیز کا حکم دیا تھا جب تو آدم کی پشت میں تھا کہ تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا مگر تو نے میرا حکم نہیں مانا اور شرک کیا۔

میرے بندے نے سچ کہا میرے سوا کوئی معبود نہیں:

عن الاعز ابو مسلم انه شھد علی ابی ھریرۃ وابی سعید انھما شھدا علی رسول اللّٰه ﷺ قال اذا قال العبد لا إله الا اللّٰه واللّٰه اکبر قال یقول اللّٰه عز وجل صدق عبدی لا إله إلا انا وانا اکبر واذا قال العبد لا إله إلا اللّٰه وحدہٗ قال

صدق عبدی لا إله الا انا وحدی واذا قال لا إله إلا اللّٰہ لا شریک له قال صدق عبدی لا اله إلا انا ولا شریک لی وإذا قال لا إله إلا اللّٰہ له الملک وله الحمد قال صدق عبدی لا إله إلا انا لی الملک ولی الحمد واذا قال لا إله إلا اللّٰہ ولا حول ولا قوۃ إلا باللّٰہ قال صدق عبدی لا إله إلا انا ولا حول ولا قوۃ الا بی۔ قال ابو اسحاق ثم قال الأعز شیئاً لم افهمه قال فقلت لابی جعفر ما قال فقال من رزقهن عند موته لم تمسه النار۔

(ابن ماجہ: کتاب الادب، باب فضل لا إله الا اللّٰہ)

ترجمہ: حضرت اعز ابو مسلم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے وہ حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب کوئی بندہ کہتا ہے **لا إله إلا اللّٰہ واللّٰہ اکبر** (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے) تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے بندے نے سچ کہا، میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میں ہی سب سے بڑا ہوں۔ پھر جب بندہ کہتا ہے **لا إله إلا اللّٰہ وحدہ** (اللہ واحد و یکتا کے علاوہ کوئی معبود نہیں) تو اللہ عز وجل ارشاد فرماتا ہے میرے بندے نے سچ کہا میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میں یکتا و تنہا ہوں، جب بندہ کہتا ہے **لا إله إلا اللّٰہ لا شریک له** (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کا کوئی شریک نہیں) تو اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے میرے بندے نے سچ کہا، میرے سوا کوئی معبود نہیں اور نہ کوئی میرا شریک ہے اور جب بندہ کہتا ہے **لا إله إلا اللّٰہ له الملک وله الحمد** (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ساری بادشاہت اسی کی ہے اور تمام تعریفیں اسی کے لئے ہیں) اللہ ارشاد فرماتا ہے میرے بندے نے سچ کہا میرے سوا کوئی معبود نہیں اور میری ہی بادشاہت ہے اور میرے ہی لئے تمام تعریف ہے، جب بندہ کہتا ہے **لا إله إلا اللّٰہ ولا حول ولا قوۃ إلا باللّٰہ** (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں برائی سے رکنے کی صلاحیت اور بھلائی کرنے کی طاقت اللہ ہی سے ملتی ہے) اللہ ارشاد فرماتا ہے میرے بندے نے سچ کہا میرے سوا کوئی معبود نہیں اور (برائی سے) رکنے کی صلاحیت

اور (بھلائی کرنے کی) طاقت صرف مجھی سے ملتی ہے۔
راوی حدیث ابو اسحاق فرماتے ہیں کہ پھر اعز ابو مسلم نے کچھ فرمایا جسے میں سمجھ نہیں سکا، میں نے ابو جعفر سے پوچھا کہ انھوں نے کیا کہا تھا، ابو جعفر نے جواب دیا کہ جس شخص کو موت کے وقت ان تسبیحات کی توفیق نصیب ہوئی اسے دوزخ کی آگ نہیں چھوئے گی۔

ستاروں کی تاثیر:

عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ اَنَّهُ قَالَ صَلّٰى لَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ صَلَاةَ الصُّبْحِ بِالْحُدَيْبِيَةِ عَلٰى إِثْرِ سَمَاءٍ كَانَتْ مِنَ اللَّيْلَةِ فَلَمَّا انْصَرَفَ النَّبِيُّ ﷺ اَقْبَلَ عَلَى النَّاسِ فَقَالَ هَلْ تَدْرُوْنَ مَاذَا قَالَ رَبُّكُمْ؟ قَالُوْا اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَعْلَمُ قَالَ اَصْبَحَ مِنْ عِبَادِيْ مُؤْمِنٌ بِيْ وَكَافِرٌ فَاَمَّا مَنْ قَالَ مُطِرْنَا بِفَضْلِ اللّٰهِ وَرَحْمَتِهٖ، فَذٰلِكَ مُؤْمِنٌ بِيْ كَافِرٌ بِالْكَوَاكِبِ وَاَمَّا مَنْ قَالَ بِنَوْءِ كَذَا وَكَذَا فَذٰلِكَ كَافِرٌ بِيْ مُؤْمِنٌ بِالْكَوَاكِبِ۔

(بخاری: کتاب الاستسقاء، باب قولہ تعالیٰ وتجعلون رزقکم انکم تکذبون)

ترجمہ: حضرت زید بن خالد الجہنی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رات کو بارش ہوئی اور صبح کو حدیبیہ کے مقام پر حضور علیہ السلام نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی، جب نبی کریم ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو آپ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور ارشاد فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ تمہارا رب کیا ارشاد فرما رہا ہے؟ صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ فرماتا ہے کہ میرے بعض بندوں نے ایمان کی حالت میں صبح کی اور بعض بندوں نے کفر کی حالت میں، جس نے یہ کہا کہ ہم پر اللہ کے فضل اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی ہے وہ مجھ پر ایمان لانے والا ہے اور ستاروں (کی تاثیر) کا انکار کرنے والا ہے اور جس نے یہ کہا کہ ہم پر فلاں فلاں ستارے کی وجہ سے بارش ہوئی ہے اس نے میرا انکار کیا اور ستاروں کی تاثیر کا اقرار کیا۔

ابن آدم نے مجھے گالی دی:

عن أبی هریرة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال قال النبی ﷺ۔ اُراہ۔ قال اللّٰہ تعالیٰ یشتمنی ابن آدم وما ینبغی له ان یشتمنی و یکذبنی وما ینبغی له، اَمّا شَتمه فقوله ان لی ولداً واما تکذیبه فقوله لیس یعیدنی کما بدأنی۔

(بخاری: کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی قول اللّٰہ تعالیٰ وھو الذی یبدأ الخلق ثم یعیده)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ ابن آدم نے مجھے گالی دی حالانکہ یہ مناسب نہیں تھا کہ وہ مجھے گالی دے، ابن آدم نے مجھے جھٹلایا جبکہ یہ مناسب نہیں تھا، اس کا گالی دینا تو یہ ہے کہ اس نے کہا کہ اللہ کے بیٹا ہے اور اس کا جھٹلانا یہ ہے کہ اس نے کہا جس طرح اللہ نے مجھے ابتداء میں پیدا کیا تھا اب دوبارہ ویسے پیدا نہیں کر سکتا۔

میں ہی زمانے کا پھیرنے والا ہوں:

عن أبی هریرة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال قال رسول اللّٰہ ﷺ قال اللّٰہ عزو جل یؤذینی ابن آدم یسب الدھر، وانا الدھر بیدی الامر اقلب اللیل والنھار۔

(بخاری: کتاب التفسیر، باب وما یھلکنا إلا الدھر)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے آدمی مجھے ایذا دیتا ہے، وہ زمانے کو برا کہتا ہے، حالانکہ میں ہی زمانہ (کا پھیرنے والا) ہوں، تمام معاملات میرے ہی ہاتھ میں ہیں اور میں ہی دن رات کو الٹ پلٹ کرتا ہوں۔

انسان کو وہی ملتا ہے جو مقدر میں ہے:

عن أبی هریرة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال قال النبی ﷺ لا یأتی ابن آدم النذر بشئی لم یکن قُدّر له، ولکن یلقیه النذر إلی القدر قد قُدّر له فیستخرج اللّٰہ به من البخیل، فیؤتی علیه مالم یکن یوتی علیه من قبل۔

(بخاری:کتاب الایمان والنذر، باب الوفاء بالنذر)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا آدمی نذر مان کر وہ چیز حاصل نہیں کر سکتا جو اس کے لئے مقدر نہیں ہے، بلکہ نذر سے صرف وہی چیز حاصل ہوتی ہے جو اس کے لئے مقدر کر دی گئی ہے۔ہاں نذر کے ذریعہ اللہ تعالیٰ بخیل کے ہاتھ سے خرچ کرا دیتا ہے جو وہ نذر سے پہلے خرچ نہیں کرتا۔

یہ اللہ ہے جس نے مخلوق کو پیدا کیا ہے:

عن انس بن مالک عن رسول اللّٰہ ﷺ قال قال اللّٰہ عز و جل إن امتک لا یزالون یقولون ماکذا ماکذا حتی یقولوا ھٰذا اللّٰہ خلق الخلق فمن خلق اللّٰہ۔

(مسلم:کتاب الایمان، باب بیان الوسوسۃ فی الایمان وماذا یفعل من وجدھا)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عز وجل ارشاد فرماتا ہے کہ تمہاری امت کے لوگ یہ کہتے رہیں گے یہ ایسا یہ ایسا یہاں تک کہ کہیں گے یہ اللہ ہے جس نے مخلوق کو پیدا فرمایا ہے تو اللہ کو کس نے پیدا کیا ہے؟

کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں:

عن ابن عباس رضی اللّٰہ عنہ عن النبی ﷺ قال اخذ اللّٰہ المیثاق من ظھر اٰدم بنعمان یعنی عرفۃ فاخرج من صلبہ کل ذریۃ ذرء ھا فنثرھم بین یدیہ کالذر ثم کلمھم قبلا قال ألست بربکم قالوا بلٰی شھدنا ان تقولوا یوم القیٰمۃ اناکنا عن ھذا غافلین أو تقولوا انّما اشرک اٰباءُ نا من قبل وکنا ذریّۃً من بعدھم افتھلکنا بما فعل المبطلون۔

(مسند احمد بن حنبل: ج ا/ص ۲۷۲)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ حضور اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے پشت آدم میں مقام نعمان یعنی عرفات میں عہد لیا لہٰذا ان کی

پشت سے اولاد کو نکالا، ان کو (حضرت) آدم (علیہ السلام) کے سامنے چیونٹیوں کی طرح پھیلا دیا پھر ان سے گفتگو فرمائی کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں، انھوں نے کہا کیوں نہیں ہم گواہی دیتے ہیں (یہ گواہی اس لئے ہے) کہ کہیں قیامت کے دن تم یہ کہہ دو کہ ہم اس سے غافل تھے یا تم یہ کہہ دو کہ شرک تو صرف ہمارے آباؤ اجداد نے کیا ہم تو بعد کی ذریت ہیں کیا تو ہمیں بروں کے جرموں کے باعث ہلاک کردے گا۔

میں شرک سے بے نیاز ہوں:

عن ابی هریرة رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال اللّٰه تبارک و تعالٰی انا اغنی الشرکاء عن الشرک من عمل عملاً اشرک فیه غیری ترکته و شرکه۔

(مسلم: کتاب الزهد والرقائق، باب تحریم الریاء)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالٰی عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں اللہ تبارک وتعالٰی نے فرمایا میں شریک سے بے نیاز ہوں، جو شخص میرے ساتھ کسی کام میں کسی کو شریک ٹھہراتا ہے تو میں اس کو اسی حال پر (یعنی شرک پر) چھوڑ دیتا ہوں۔

***

عظمت پروردگار

اللّٰہ کا خزانہ بھرا ہوا ہے:

عن أبی هریرة رضی اللّٰه تعالٰی عنه ان رسول اللّٰه صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال قال اللّٰه

عزو جل انفق، انفق علیک وقال ید اللّٰہ ملأی لا تغیضها نفقةٌ سحّاء اللیل والنهار وقال أرأیتم ما انفق منذ خلق السماء والأرض، فإنه لم یغض مافی یدہٖ وکان عرشه علی الماء وبیدہٖ المیزان یخفض ویرفع۔

(بخاری:کتاب التفسیر، باب قوله تعالیٰ وکان عرشه علی الماء)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے تم (لوگوں پر) خرچ کرو میں تمہیں عطا فرماؤں گا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا دست قدرت بھرا ہوا ہے، خرچ کرنے سے اس میں کمی نہیں ہوتی، شب و روز نعمتوں کو بہاتا ہے، پھر فرمایا، دیکھو جب سے اس نے آسمان اور زمین کو پیدا فرمایا ہے وہ نعمتیں تقسیم کر رہا ہے اور اس تقسیم سے اس کے خزانے میں کوئی کمی نہیں آئی اور یہ تقسیم اس وقت سے ہے جب اس کا تخت پانی پر تھا اور اس کے ہاتھ میں ترازو ہے، کسی پلے کو جھکاتا ہے کسی پلے کو اٹھاتا ہے۔

میں بادشاہ ہوں، زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟:

عن أبی هریرة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول "یقبض اللّٰہ الأرض ویطوی السمٰوٰت بیمینه ثم یقول انا الملک این ملوک الأرض۔

(بخاری:کتاب التفسیر (سورۂ زمر)، باب قول اللّٰہ تعالیٰ والارض جمیعاً قبضته یوم القیامة)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام کو فرماتے سنا کہ (قیامت کے روز) اللہ تعالیٰ زمین کو اپنی مٹھی (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) میں پکڑ لے گا اور آسمانوں کو اپنے دائیں ہاتھ (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) میں پکڑ لے گا پھر ارشاد فرمائے گا میں بادشاہ ہوں تو زمین کے بادشاہ کہاں ہیں؟

تم سب گمراہ، ننگے، بھوکے اور گناہگار ہو:

عن أبی ذر عن النبی ﷺ فیما روی عن اللّٰہ تبارک وتعالیٰ انه قال یا

عبادی انی حرمت الظلم علی نفسی وجعلته بینکم محرماً فلا تظالموا، یا عبادی کلکم ضال الا من هدیته فاستهدونی اهدکم، یا عبادی کلکم جائع إلا من اطعمته فاستطعمونی اطعمکم، یا عبادی کلکم عار إلا من کسوته فاستکسونی اکسکم، یا عبادی انکم تخطؤن باللیل والنهار وانا اغفر الذنوب جمیعاً فاستغفرونی اغفرلکم یا عبادی انکم لن تبلغوا ضری فتضرونی ولن تبلغوا نفعی فتنفعونی یا عبادی لو انّ اوّلکم و آخرکم وانسکم و جنکم کانوا علی اتقٰی قلب رجل واحدٍ منکم مازاد ذلک فی ملکی شیئاً، یا عبادی لو انّ اولکم و آخرکم وانسکم وجنکم کانوا علی افجر قلب رجلٍ واحدٍ مانقص ذلک من ملکی شیئاً، یاعبادی لو ان اولکم وآخرکم وانسکم وجنکم قاموا فی صعید واحدٍ فسألونی، فاعطیت کل انسانٍ مسألته مانقص ذلک مما عندی إلا کما ینقص المخیط اذا اُدخل البحر، یا عبادی انما ھی اعمالکم احصیھا لکم ثم اوفیکم ایّاھا، فمن وَجَدَ خیراً فلیحمداللّٰہ ومن وجد غیر ذلک فلا یلومن الا نفسه۔

(مسلم:کتاب البروالصله، باب تحریم الظلم)

ترجمہ: حضرت ابوذر روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نقل فرمایا کہ اے میرے بندو! میں نے اپنے اوپر ظلم کوحرام کر دیا اور اس کو تمہارے درمیان بھی حرام کیا ہے اس لئے باہم ظلم نہ کرو۔ اے میرے بندو! تم سب گم کردہ راہ ہو سوائے اس کے جسے میں ہدایت دوں تو تم مجھ سے ہدایت طلب کرو، اے میرے بندو! تم سب کے سب بھوکے ہو سوائے اس کے جس کو میں کھلاؤں تو تم مجھ سے کھانا طلب کرو میں تمہیں کھلاؤں گا۔ اے میرے بندو! تم سب کے سب برہنہ ہو سوائے اس کے جس کو میں کپڑا پہناؤں تو تم مجھ سے کپڑے طلب کرو میں تمہیں پہناؤں گا۔ اے میرے بندو! تم رات دن خطائیں کرتے ہو اور میں تمام گناہ بخشتا ہوں تو تم مجھ سے مغفرت

طلب کرو میں تمہیں معاف کروں گا۔ اے میرے بندو! تمہاری دسترس میں یہ نہیں کہ تم مجھے نقصان پہنچا سکو اور نہ تمہاری دسترس میں یہ ہے کہ تم مجھے فائدہ پہنچا سکو۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے سب اگلے پچھلے اور تمام انسان و جنات تم میں سب سے متقی شخص کی طرح ہو جائیں تب بھی میری بادشاہت میں کوئی اضافہ نہیں کر سکتے۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے سب اگلے پچھلے اور انسان و جنات سب کے سب تم میں سے سب سے بُرے آدمی کی طرح ہو جائیں تب بھی میری بادشاہت میں اس سے کوئی کمی نہیں آ سکتی۔ اے میرے بندو! اگر تمہارے سب اگلے پچھلے اور انسان و جنات سب کسی ایک میدان میں کھڑے ہو کر مانگیں اور میں سب کی حاجت پوری کر دوں تب بھی میرے خزانے میں اتنی کمی بھی نہیں ہو سکتی جتنی سمندر میں سوئی ڈالنے سے ہوتی ہے۔ اے میرے بندو! یہ تمہارے اعمال میں جن کو میں تمہارے لئے شمار کر رہا ہوں اور ان کی جزاء تمہیں پوری پوری دیتا ہوں، تو جو شخص بھلائی پائے وہ اللہ کا شکر ادا کرے اور جو اس کے علاوہ کچھ پائے تو وہ سوائے اپنے نفس کے کسی کو ملامت نہ کرے۔

میں اس کا اہل ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے:

عن انس بن مالک رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه عن رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وآلہ وسلم انه قال فی هٰذه الآیة "هو اهل التقوٰی و اهل المغفرة" قال قال اللّٰہ عز و جل انا اهل ان اتقی، فمن اتقانی فلم یجعل معی الٰهافانااهل ان اغفر له۔

(ترمذی: کتاب تفسیر القران، باب و من سورة المدثر)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت کریمہ "**هو اهل التقوٰی و اهل المغفرة**" (وہی اس کا مستحق ہے کہ اس سے ڈرا جائے اور مغفرت فرمانا اسی کی شان ہے) کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں اس کا اہل ہوں کہ مجھ سے ڈرا جائے، پس جو مجھ سے ڈرتا ہے اور میرے ساتھ کسی کو معبود نہیں بناتا تو یہ بات میرے شایان شان ہے کہ ایسے شخص کو بخش دوں۔

آدمی کہاں تک مجھے عاجز کر پائے گا:

عن بسر بن جحاش القرشی قال رسول اللّٰہ ﷺ یقول اللّٰہ عز وجل انّٰی تعجزنی ابن آدم وقد خلقتک من مثل ھٰذہٖ فإذا بلغت نفسک ھٰذہٖ و اشار إلی خلقہٖ قلت أتصدق وانی اوان الصدقۃ۔

(ابن ماجہ: کتاب الوصایا، باب النھی عن الامساک فی الحیاۃ والتبذیر عند الموت)

ترجمہ: حضرت بسر بن جحاش سے مروی ہے کہ رسولِ خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ آدمی کہاں تک مجھے عاجز کر پائے گا؟ میں نے تجھے اس (تھوک جیسی چیز) سے پیدا کیا اور جب تیری جان یہاں تک پہنچ جاتی ہے (حضور نے حلق کی طرف اشارہ کیا) تو تو کہتا ہے کہ میں صدقہ کروں گا، لیکن اب کہاں صدقہ کا وقت رہ گیا ہے۔

بیشک عزت میرے لئے ہے:

عن عبداللّٰہ ابن مسعود عن النبی ﷺ قال یجئ الرجل آخذا بید الرجل فیقول یارب ھٰذا قتلنی فیقول اللّٰہ لہ لم قتلتہ فیقول قتلتہ لتکون العزۃ لک فیقول فانھا لی، ویجئ الرجل آخذا بید الرجل فیقول ان ھٰذا قتلنی فیقول اللّٰہ لہ لم قتلتہ فیقول لتکون العزۃ لفلان فیقول انھا لیست لفلان فیبوء باثمہٖ۔

(النسائی: کتاب التحریم الدم، باب تعظیم الدم)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا (قیامت کے دن) ایک شخص دوسرے شخص کا ہاتھ پکڑ کر لائے گا اور عرض کرے گا اے پروردگار اس نے مجھے قتل کیا تھا، اللہ تبارک وتعالیٰ فرمائے گا تو نے اس کو کیوں قتل کیا تھا؟ قاتل کہے گا میں نے اس کو اس لئے قتل کیا تھا تا کہ تیری عزت کا بول بالا ہو، اللہ ارشاد فرمائیگا، بیشک عزت تو میرے ہی لئے ہے۔ ایک اور شخص ایک شخص کا ہاتھ پکڑ کر لائے گا اور عرض کرے گا کہ اس نے مجھے قتل کیا تھا، اللہ ارشاد فرمائے گا تو نے اس کو کیوں قتل کیا تھا؟

وہ کہے گا فلاں کی عزت و سربلندی کے لئے۔ اللہ ارشاد فرمائے گا عزت فلاں کے لئے نہیں ہے، چنانچہ وہ اپنا گناہ کمالے گا۔ (یعنی اس گناہ کی وجہ سے برباد ہو جائے گا۔)

جبار و متکبر آج کہاں ہیں:

عن عبداللّٰہ بن عمر قال قال رسول اللّٰہ ﷺ یطوی اللّٰہ عز و جل السماوات یوم القیامۃ ثم یأخذوھن بیدہٖ الیمنٰی ثم یقول انا الملک این الجبارون این المتکبرون ثم یطوی الارضین بشمالہٖ ثم یقول انا الملک این الجبارون این المتکبرون۔

(مسلم: کتاب صفۃ القیامۃ والجنۃ والنار)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تعالیٰ آسمانوں کو لپیٹ لے گا، پھر ان کو اپنے داہنے ہاتھ (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) سے پکڑ کر فرمائے گا میں بادشاہ ہوں، جبر کرنے والے اور تکبر کرنے والے کہاں ہیں؟ پھر بائیں ہاتھ (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) سے زمین کو لپیٹ لے گا پھر فرمائے گا، میں بادشاہ ہوں جبر کرنے والے اور ظلم کرنے والے کہاں ہیں۔

اگر پردہ ہٹا دے تو اس کی تجلی مخلوق کو جلا دے گی:

عن ابی موسٰی قال قام فینا رسول اللّٰہ ﷺ بخمس کلمات فقال ان اللّٰہ لا ینام ولا ینبغی ان ینام یخفض القسط و یرفعہ یرفع الیہ عمل اللیل قبل عمل النہار وعمل النہار قبل عمل اللیل حجابہ النور لو کشفہ لاحرقت سبحات وجہہ ماانتھی الیہ بصرہ من خلقہ۔

(مسلم: کتاب الایمان، باب فی قولہ علیہ السلام ان اللّٰہ لا ینام)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہمارے درمیان نبی اکرم ﷺ پانچ چیزیں ارشاد فرمانے کے واسطے کھڑے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا اللہ رب العزت نہیں سوتا ہے اور سونا اس کی شان کے لائق بھی نہیں ہے وہ پلہ (رزق) جھکاتا اور اٹھاتا ہے

اس کی بارگاہ میں رات کے اعمال دن کے اعمال سے پہلے اور دن کے اعمال رات کے اعمال سے پہلے پیش ہوتے ہیں۔ اس کا پردہ نور ہے اگر وہ اپنے پردۂ نور کو کھول دے تو اس (کے وجہ کریم) کی تجلیات حد نگاہ تک مخلوق کو جلا دیں گی۔

کبریائی میری چادر ہے:

عن ابی هريرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ قال اللّٰه عز وجل الكبرياء ردائی والعظمة إزاری فمن نازعنی واحدا منهما قذفته فی النار۔

(ابوداؤد: کتاب اللباس، باب ماجاء فی الکبر)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ کبریائی میری چادر ہے اور عظمت میرا لباس ہے تو جس نے ان دونوں میں سے کسی میں مجھ سے مقابلہ کیا تو اسے میں دوزخ میں ڈال دوں گا۔

★★★

رحمت و مغفرت

رائی کے دانہ کے برابر ایمان:

عَنْ أَبِي سَعِيْدِ الْخُدْرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّم قَالَ يَدْ خُلُ اَهْلُ الْجَنَّةِ الْجَنَّةَ وَاَهْلُ النَّارِ النَّارَ ثُمَّ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَخْرِجُوا مِنَ النَّارِ مَنْ كَانَ فِيْ قَلْبِهٖ مِثْقَالَ حَبَّةٍ مِنْ خَرْدَلٍ مِنْ اِيْمَانٍ،

فَيُخْرَجُوْنَ مِنْهَا قَدْ اِسْوَدُّوا، فَيُلْقُوْنَ فِيْ نَهْرِ الْحَيَا اَوِ الْحَيَاةِ شَكَّ مَالِكٌ۔ فَيُنْبَتُوْنَ كَمَا تُنْبَتِ الْحَبَّةُ فِيْ جَانِبِ السَّيْلِ۔ اَلَمْ تَرَ اَنَّهَا تُخْرَجُ صَفْرَاءُ مُلْتَوِيَةً۔

(بخاری: کتاب الایمان، باب تفاضل اهل الایمان فی الاعمال)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ (قیامت کے دن) جنتی جنت میں داخل ہو جائیں گے اور دوزخی دوزخ میں۔ پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا جس شخص کے دل میں رائی کے دانہ کے برابر بھی ایمان ہو اس کو دوزخ سے نکال لو، جب وہ لوگ دوزخ سے نکالے جائیں گے تو وہ جل کر بالکل سیاہ ہو گئے ہوں گے پھر ان کو نہر حیات میں ڈالا جائے گا تو ان پر از سرِ نو بالیدگی آجائے گی جیسے سیلاب کے کنارے دانہ اگتا ہے، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ زرد اور جھکا ہوا ہوتا ہے۔

کوئی ہے جو گناہوں کی معافی چاہے؟:

عَنْ اَبِیْ هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ يَنْزِلُ رَبُّنَا تَبَارَكَ وَتَعَالٰى كُلَّ لَيْلَةٍ إِلَى السَّمَآءِ الدُّنْيَا حِيْنَ يَبْقِىْ ثُلُثُ اللَّيْلِ الآخِرِ يَقُوْلُ مَنْ يَدْعُوْنِىْ فَاسْتَجِيْبُ لَهٗ مَنْ يَسْأَلُنِىْ فَاُعْطِيَهٗ، مَنْ يَّسْتَغْفِرُنِىْ فَاَغْفِرُلَهٗ۔

(بخاری، کتاب التهجد، باب الدعاء والصلاة من آخر اللیل)

ترجمہ: حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ہر رات جب رات کا آخری تہائی حصہ باقی رہ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے (یا تجلی فرماتا ہے) اور ارشاد فرماتا ہے کہ کوئی ہے جو مجھ سے دعا کرے میں اس کی دعا قبول کروں، کوئی ہے جو مجھ سے کچھ مانگے میں اس کو عطا کروں، کوئی ہے جو مجھ سے اپنے گناہوں کی معافی چاہے اور میں اس کے گناہ معاف کروں۔

میں آج تیرے گناہ معاف کر رہا ہوں:

عن صفوان بن محرز المازنی قال بينما انا امشی مع ابن عمر رضی اللّٰہ

تعالٰی عنهما اخذ بیدهٖ اذ عرض رجل فقال کیف سمعت رسول اللّٰه ﷺ یقول فی النجویٰ؟ فقال سمعت رسول اللّٰه ﷺ یقول ان اللّٰه یدنی المؤمن فیضع علیه کنفه ویستره فیقول اتعرف ذنب کذا، اتعرف ذنب کذا۔ فیقول نعم ای رب حتّٰی اذا قرره بذنوبه ورأی فی نفسه انه هلک قال سترتها علیک فی الدنیا وانا اغفرها لک الیوم فیعطی کتاب حسناتهٖ واما الکافر والمنافقون فیقول الاشهاد هٰؤُلاء الذین کذبوا علی ربهم الا لعنة اللّٰه علی الظالمین۔

(بخاری: کتاب المظالم والغصب، باب قول اللّٰه تعالیٰ الا لعنة اللّٰه علی الظالمین)

ترجمہ: حضرت صفوان مازنی فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت عبداللہ ابن عمر کے ساتھ ان کا ہاتھ پکڑے ہوئے کہیں جا رہا تھا، راستے میں ایک شخص ملا اور اس نے کہا کہ کیا تمہیں وہ فرمان نبوی یاد ہے جس میں سرگوشی کا ذکر ہے انھوں نے جواب دیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن مومن بندے کو اپنے قریب کرے گا اور اپنی رحمت کے سایہ میں چھپا کر فرمائے گا، کیا تجھ کو اپنے فلاں فلاں گناہ یاد ہیں، بندہ کہے گا اے رب یاد ہیں۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے تمام گناہوں کا اسی سے اقرار کروالے گا، بندہ گمان کرے گا کہ اب میں ہلاک ہوگیا، اللہ فرمائے گا میں نے دنیا میں تیرے یہ سارے گناہ چھپائے تھے اور آج کے دن تیرے یہ گناہ معاف کر رہا ہوں اس کے بعد نیکیوں کا اعمال نامہ اس کو دیدیا جائے گا اور کافروں اور منافقوں کے بارے میں گواہ کہیں گے کہ یہ وہ ہیں جنھوں نے اپنے رب کو جھٹلایا تھا سن لو ظالموں پر خدا کی پھٹکار ہے۔

میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے:

عن أبی هریرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ لما قضی اللّٰه الخلق کتب فی کتابهٖ فهو عنده فوق العرش ان رحمتی غلبت غضبی۔

(بخاری: کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی قوله تعالیٰ وھو الذی یبدأ الخلق ثم یعید)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کو پیدا فرما دیا تو اس نے اپنی کتاب میں لکھا جو اس کے پاس عرش کے اوپر موجود ہے کہ میری رحمت میرے غضب پر غالب ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ایک دوسری روایت میں الفاظ یہ ہیں:

ان رحمتی سبقت غضبی۔ میری رحمت میرے غضب پر سبقت کرتی ہے۔

(بخاری: کتاب التوحید، باب وکان عرشه علی الماء)

رحمت الٰہی:

عن أبی سعید رضی اللّٰہ تعالٰی عنه عن النبی ﷺ ان رجلاً کان قبلکم رغسه اللّٰہ مالاً فقال لبنیه لما حُضر۔ ای اب کنت لکم؟ قالوا خیر ابٍ، قال فإنی لم اعمل خیراً قط فإذا مت فأحرقونی، ثم اسحقونی، ثم ذرونی فی یوم عاصف، ففعلوا، فجمعه اللّٰہ عز وجل فقال ما حملک؟ قال مخافتک، فتلقاہ برحمته۔

(بخاری: کتاب الانبیاء، باب حدیث الغار)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم سے پہلے کی امتوں میں ایک آدمی تھا جس کو اللہ تعالیٰ نے بہت مال عطا فرمایا تھا۔ جب اس کے مرنے کا وقت آیا تو اس نے اپنے لڑکوں سے کہا میں تمہارے لئے کیسا باپ ثابت ہوا؟ انھوں نے جواب دیا کہ آپ بہت اچھے باپ ہیں۔ اس نے کہا میں نے کبھی کوئی نیکی نہیں کی، جب میں مرجاؤں تو مجھے جلا کر باریک پیس دینا اور پھر میری راکھ تیز آندھی کے دن ہوا میں اڑا دینا۔ لڑکوں نے اس کی وصیت کے مطابق عمل کیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کی راکھ جمع فرما کر دریافت کیا کہ تو نے ایسا کیوں کیا، اس نے جواب دیا کہ تیرے خوف کی وجہ سے، اس جواب پر اللہ کو اس پر رحم آ گیا۔

جس نے مجھے ایک دن بھی یاد کیا ہو اس کو دوزخ سے نکال لو:

عن انس عن النبی ﷺ قال یقول اللّٰہ اخرجوا من النار من ذکرنی یوماًاو خافنی فی مقام۔

(ترمذی:کتاب صفة جهنم، باب ماجاء ان للنار نفسين)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا ہر اس شخص کو دوزخ سے نکال لو جس نے میرا ایک دن بھی ذکر کیا ہو یا مجھ سے کسی جگہ بھی ڈرا ہو۔

کوئی چیز اللّٰہ کے نام کے برابر نہیں:

عن عبد اللّٰہ بن عمرو بن العاص یقول قال رسول اللّٰہ ﷺ ان اللّٰہ سیخلص رجلاً من امتی علی رؤوس الخلائق یوم القیامة، فینشر علیه تسعة و تسعین سجلاًکل سجل مثل مدالبصر، ثم یقول اتنکر من هٰذا شیئاً، اظلمتک کتبتی الحافظون؟ فیقول لایارب، فیقول افلک عذر؟ فیقول لا یارب، فیقول بلٰی إن لک عندنا حسنة، فإنه لاظلم علیک الیوم فتخرج بطاقة فیها اشهد ان لا الٰه إلا اللّٰہ واشهد ان محمداً عبدهٗ ورسوله، فیقول احضر و زنک فیقول یا رب ما هٰذه البطاقة مع هٰذه السجلات؟ فقال انک لا تظلم قال فتوضع السجلات فی کفة و البطاقة فی کفة فطاشت السجلات و ثقلت البطاقة فلا یشغل مع اسم اللّٰہ شئی۔

(ترمذی:کتاب الایمان، باب ماجاء فیمن یموت وهو یشهد ان لا الٰه إلا اللّٰہ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ میری امت میں سے ایک شخص کو چن کر الگ کر لے گا، پھر اس پر ننانوے دفتر کھولے جائیں گے، ہر دفتر اتنا لمبا ہو گا جتنی دور تک نظر جاتی ہے، پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کیا تجھے ان میں سے کسی (گناہ) کا انکار ہے؟ کیا میرے لکھنے والے

حافظوں (کراماً کاتبین) نے تجھ پر ظلم کیا؟ بندہ عرض کرے گا نہیں، میرے رب۔ اللہ ارشاد فرمائے گا کیا تیرے پاس کوئی عذر ہے؟ بندہ کہے گا نہیں میرے رب میرے پاس کوئی عذر نہیں۔ اللہ سبحانہ' فرمائے گا میرے پاس تیری ایک نیکی ہے اور آج تجھ پر کوئی ظلم نہیں کیا جائے گا۔ پھر ایک رقعہ نکالا جائے گا جس میں لکھا ہوگا **اشھدُ ان لا إلٰه إلا اللّٰه واشھد أن محمداً عبده و رسوله** (میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں)۔ اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ اپنے ترازو کے پاس حاضر ہو، وہ بندہ عرض کرے گا اے پروردگار! ان دفتروں کے مقابلہ میں اس رقعہ کی کیا حیثیت ہے؟ اللہ فرمائے گا تجھ پر کوئی ظلم نہیں کیا جائیگا، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا پھر اس کے بعد وہ سارے دفتر ایک پلے میں رکھے جائیں گے اور وہ رقعہ ایک پلے میں رکھا جائے گا، دفتروں والا پلہ ہلکا ہو جائے گا اور رقعہ والا پلہ بھاری ہو جائے گا اور اللہ کے نام کے مقابلہ میں کوئی چیز بھاری نہیں ہوتی۔

اب کبھی میں تم سے ناراض نہ ہوں گا:

عن أبی سعید الخدری رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ ان اللّٰه تبارک و تعالیٰ یقول لأهل الجنة یا اهل الجنة فیقولون لبیک ربنا و سعدیک فیقول هل رضیتم؟ فیقولون و ما لنا لا نرضی وقد اعطیتنا مالم تُعطِ احداً من خلقک فیقول انا اعطیکم افضل من ذلک قالوا یا رب وایّ شیٔ افضل من ذلک فیقول اُحل علیکم رضوانی فلا اسخط علیکم بعده ابداً۔

(بخاری: کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تبارک وتعالیٰ اہل جنت سے فرمائے گا اے جنت والو! وہ عرض کریں گے الٰہی ہم حاضر ہیں، اللہ فرمائے گا کیا تم راضی ہو گئے، وہ عرض کریں گے الٰہی ہم کیسے راضی نہ ہوں جب کہ تو نے ہمیں وہ چیز عطا فرمائی جو اپنی مخلوق میں سے کسی کو نہیں دی، اللہ

ارشاد فرمائے گا میں تم کو اس سے بھی بہتر اور افضل چیز عطا فرماؤں گا وہ عرض کریں گے اے پروردگار اس سے افضل و بہتر اب اور کیا چیز ہو سکتی ہے، اللہ فرمائے گا میں تم پر اپنی خوشنودی اور رضا نازل کرتا ہوں اور اب کبھی تم سے ناراض نہ ہوں گا۔

جا جنت میں داخل ہو جا:

عن عبد اللّٰہ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال النبی ﷺ انی لأعلم آخر اهل النار خروجاً منها و آخر اهل الجنة دخولاً، رجل یخرج من النار کبواً فیقول اللّٰہ اذهب فادخل الجنة فیأ تیها فیخیّل الیه انها ملأی۔ فیرجع فیقول یا رب وجد تها ملأی، فیقول اذهب فادخل الجنة فیأتیها فیخیّل إلیه انها ملأی، فیرجع فیقول یا رب وجدتها ملأی فیقول اذهب فادخل الجنة فإن لک مثل الدنیا و عشرة امثالها او ان لک مثل عشرة امثال الدنیا فیقول تسخر منی او تضحک منی وانت الملک؟ فلقد رأیت رسول اللّٰہ ﷺ ضحک حتی بَدَت نواجذه وکان یقول ذاک ادنی اهل الجنة منزلة۔

(بخاری: کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن مسعود سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ میں اس شخص کو جانتا ہوں جو سب سے آخر میں دوزخ سے نکلے گا اور سب سے آخر میں جنت میں داخل ہوگا۔ وہ شخص گھسٹتا ہوا دوزخ سے نکلے گا، اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا جنت میں داخل ہو جا، وہ جنت کے پاس آئے گا مگر اسے محسوس ہوگا کہ جنت بھری ہوئی ہے وہ لوٹ کر آئے گا اور عرض کرے گا اے پروردگار جنت تو بھری ہوئی معلوم ہوتی ہے۔ اللہ پھر فرمائے گا جا جنت میں چلا جا، وہ پھر جنت کے پاس آئے گا اس کو پھر ایسا لگے گا کہ جنت بھری ہوئی ہے، وہ پھر لوٹ کر آئے گا اور عرض کرے گا اے پروردگار جنت بھری ہوئی ہے، اللہ ارشاد فرمائے گا جا جنت میں داخل ہو جا، تیرے لئے دنیا کے برابر بلکہ اس سے دس حصہ زائد وہاں وسعت ہے، وہ عرض کرے گا اے رب کریم کیا تو مجھ سے مذاق کرتا ہے

حالانکہ تو بادشاہ ہے، حضرت ابن مسعود فرماتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ یہ فرماتے ہوئے حضور اکرم ﷺ نے تبسم فرمایا یہاں تک کہ آپ کے اندر کے دانت ظاہر ہو گئے اور آپ نے فرمایا یہ شخص مرتبہ میں سب سے ادنیٰ جنتی ہوگا۔

میں نے اپنے بندے کو بخش دیا، بخش دیا، بخش دیا:

عن أبی هریرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال سمعت النبی ﷺ قال ان عبداً اصاب ذنباً۔ و ربما قال اذنب ذنباً فقال رب اذنبتُ۔ و ربّما قال اصبت۔ فاغفرلی فقال ربّه اَعَلِم عبدی ان له رباً یغفر الذنوب ویأ خذبہٖ، غفرت لعبدی، ثم مکث ماشاء اللّٰه، ثم اصاب ذنباً۔ فقال رب اذنبت۔ أو اصبت آخر فاغفره فقال اعلم عبدی ان له ربا یغفر الذنوب ویأخذ بہٖ غفرت لعبدی ثم مکث ماشاء اللّٰه ثم اذنب ذنباً و ربّما قال اصاب ذنباً قال قال رب اصبت او قال اذنبت آخر فاغفره لی، فقال اعلم عبدی ان له رباً یغفر الذنب ویأخذ به غفرت لعبدی ثلا ثاً فلیعمل ماشاءَ۔

(بخاری: کتاب التوحید، باب قول اللّٰه تعالیٰ یریدون ان یبدلوا کلام اللّٰه)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ جب بندہ گناہ کرتا ہے اور کہتا ہے اے رب میں نے گناہ کیا ہے مجھے معاف فرما دے۔ اللہ فرماتا ہے کہ میرا بندہ جانتا ہے کہ کوئی اس کا رب ہے جو معاف کرتا ہے اور اس سے مواخذہ کرتا ہے، میں نے اس کو بخش دیا، پھر کچھ دن ٹھہرتا ہے پھر گناہ کرتا ہے اور عرض کرتا ہے اے میرے پروردگار مجھ سے گناہ سرزد ہوا ہے تو اِس کو معاف فرما دے، اللہ ارشاد فرماتا ہے کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہ بخشتا ہے اور گناہ پر مواخذہ کرتا ہے، میں نے اپنے بندہ کو بخش دیا، پھر وہ بندہ کچھ دن ٹھہرتا اور پھر کوئی گناہ کر لیتا ہے پھر اللہ سے عرض کرتا ہے اے پروردگار میں نے گناہ کر لیا ہے تو اس کو معاف فرما دے اللہ ارشاد فرماتا ہے کہ کیا میرا بندہ جانتا ہے کہ اس کا کوئی رب ہے جو گناہوں کو معاف

کرتا ہے اوران پر مواخذہ کرتا ہے میں نے اپنے بندے کوبخش دیا بخش دیا اب وہ جو چاہے کرے۔

یوم عرفہ کی فضیلت:

قالت عائشة إن رسول اللّٰہ ﷺ قال مامن یوم اکثر من ان یعتق اللّٰہ فیه عبداً من النار من یوم عرفة وانه لیدنو ثم یباهی بهم الملا ئکة فیقول ما ارادهؤلاء۔

(مسلم:کتاب الحج، باب فی فضل الحج والعمرۃ ویوم عرفۃ)

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا یوم عرفہ سے زیادہ کسی دن اللہ دوزخ سے بندوں کو آزاد نہیں فرماتا، عرفہ کے دن اللہ کی رحمت بندوں سے قریب ہوجاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرشتوں کے مقابلہ میں بندوں کو بطور فخر پیش فرماتا ہے اور فرماتا ہے یہ بندے کس ارادے سے آئے ہیں۔

میں تجھے اس زمین کی وسعت کے برابر مغفرت عطا فرماؤں گا:

عن انس بن مالک قال سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول قال اللّٰہ تبارک تعالیٰ یا ابن آدم انک مادعوتنی ورجوتنی غفرت لک علی ماکان فیک ولاأبالی، یاابن آدم لو بلغت ذنوبک عنان السماء ثم استغفرتنی غفرت لک ولاأبالی، یا ابن آدم انک لو اتیتنی بقراب الارض خطایا ثم لقیتنی لا تشرک بی شیئاًلاتیتک بضرابها مغفرۃ۔

(ترمذی:کتاب الدعوات، باب فی فضل التوبة والاستغفار)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسولِ خدا ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے اے ابن آدم! جب تک تو مجھے پکارے گا اور مجھ سے امید رکھے گا میں تجھے بخشتا رہوں گا اُس سب (گناہوں اور خطاؤں) کے باوجود جو تیرے اندر ہیں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے، اے ابنِ آدم! اگر تیرے گناہ آسمان

تک بھی پہنچ جائیں اور پھر تو مجھ سے معافی چاہے تو میں تجھے معاف کردوں گا اور میں پرواہ نہیں کرتا، اے ابن آدم اگر تو زمین کے برابر بھی گناہ میرے پاس لائے گا اور مجھ سے اس حال میں ملے گا کہ تو نے میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرایا ہے تو میں تجھے زمین کے برابر مغفرت عطا فرماؤں گا۔

یہ سب تیری لئے ہے اور اس کے علاوہ اتنا ہی اور بھی ہے:

عن أبی هريرة قال قال اناس يا رسول اللّٰه ﷺ هل نریٰ ربنا يوم القيامة؟ فقال هل تضارون فی الشمس ليس دونها سحاب۔ قالوا لا يا رسول اللّٰه، قال هل تضارون فی القمر ليلة البدر ليس دونه سحاب؟ قالوا لا يا رسول اللّٰه قال فإنكم ترونه يوم القيامة، كذالك يجمع اللّٰه الناس، فيقول من كان يعبد شيئاً فليتبعه فيتبع من كان يعبد الشمس، ويتبع من كان يعبد القمر، ويتبع من كان يعبد الطواغيث و تبقى هٰذه الامة فيها منافقوها، فيأتيهم اللّٰه فی غير الصورة التی يعرفون فيقول، انا ربكم فيقولون نعوذ باللّٰه منك، هٰذا مكاننا يأتينا ربنا، فإذا اتانا ربنا عرفناه، فيأتيهم اللّٰه فی الصورة التی يعرفون فيقول انا ربكم، فيقولون انت ربنا فيتبعونه، ويضرب جسر جهنم۔ قال رسول اللّٰه ﷺ فاكون اول من يجيز ودعاء الرسل يومئذٍ اللّٰهم سلّم سلّم وبه كلاليب مثل شوك السعدان، اما رأيتم شوك السعدان؟ قالوا بلٰى يا رسول اللّٰه، قال فإنها مثل شوك السعدان۔ غير انها لا يعلم قدر عظمها إلا اللّٰه فتخطف الناس بأعمالهم منهم الموبق بعمله، ومنهم المحزول، ثم ينجوا حتّٰى إذا فرغ اللّٰه من القضاء بين عباده واراد ان يخرج من النار من اراد ان يخرج من النار ممن كان يشهد ان لا إله الا اللّٰه امر الملائكة ان يخرجوهم فيعرفونهم بعلامة آثار السجود، وحرّم اللّٰه على النار ان تأكل من ابن آدم اثر السجود، فيخرجونهم قد امتحشوا

فیصب علیهم ماء یقال له ماء الحیاة فینبتون نبات الحبة فی حمیل السیل، ویبقی رجل منهم مقبل بوجهه علی النار فیقول یا رب قد قشبنی ریحها، وأحرقنی ذکائها فاصرف وجهی عن النار فلا یزال یدعو اللّٰه، فیقول لعلک ان اعطیتک ان تسألنی غیره؟ فیقول لا وعزتک لا اسئلک غیره، فیصرف وجهه عن النار، ثم یقول بعد ذلک یارب قربنی إلی باب الجنة، فیقول الیس قد زعمت ان لا تسألنی غیرہٗ، ویلک ابن آدم ما اغدرک، فلا یزال یدعوا فیقول، لعلی ان اعطیتک ذلک تسألنی غیره، فیقول لا وعزتک لا اسألک غیرہٗ فیعصی اللّٰه من عهود و میثاق ان لا یسأله غیره فیقربه إلی باب الجنة، فإذا رأی مافیها سکت ماشاء اللّٰه ان یسکت ثم یقول، رب ادخلنی الجنة، ثم یقول، او لیس قد زعمت ان لا تسألنی غیره ویلک یا ابن آدم ما اغدرک، فیقول یارب لا تجعلنی اشقٰی خلقک فلا یزال یدعوا حتی یضحک، فإذا ضحک منه اذن له بالدخول فیها فإذا دخل فیها قیل له تمنّ من کذا فیتمنی، ثم یقال له تمنّ من کذا فیتمنی حتی تنقطع به الامانی فیقول له، هٰذا لک ومثله معه۔

(بخاری: کتاب الرقاق، باب الصراط جسر جہنم)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ کچھ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم قیامت کے دن اپنے رب کا دیدار کریں گے؟ رسول خدا ﷺ نے فرمایا جب سورج پر ابر نہ ہو تو کیا اس کو دیکھنے میں کوئی روک ہوتی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں یا رسول اللہ ﷺ، آپ نے فرمایا: چودھویں رات کے چاند پر اگر ابر نہ ہو تو کیا اس کو دیکھنے میں کچھ رکاوٹ ہوتی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں، حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا تو اسی طرح تم قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کو دیکھو گے، قیامت کے دن اللہ تعالیٰ لوگوں کو جمع کر کے فرمائے گا جو شخص جس چیز کی پرستش کرتا تھا وہ اسی کے ساتھ ہو جائے، یہ سن کر

سورج کی عبادت کرنے والے سورج کے ساتھ، چاند کی عبادت کرنے والے چاند کے ساتھ اور بتوں کی عبادت کرنے والے بتوں کے ساتھ ہو جائیں گے اور یہ امت (یعنی امت اسلامیہ) باقی رہے گی جس میں منافقین بھی ہوں گے، اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے سامنے ایسی صورت میں جلوہ گر ہوگا جو ان کے اعتقاد کے خلاف ہوگی اور فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں، وہ کہیں گے **نعوذ باللہ منک** ہم تجھ سے اللہ کی پناہ چاہتے ہیں۔ ہم اس جگہ اپنے رب کے انتظار میں ہیں تاکہ وہ جلوہ گر ہو اور جب ہمارا رب ہمارے سامنے جلوہ گر ہوگا تو ہم اس کو پہچان لیں گے، پھر اللہ تبارک وتعالیٰ دوسری مرتبہ ان کے سامنے ایسی صورت میں جلوہ فرما ہوگا جس کو وہ اپنے اعتقاد کے مطابق پہچانتے ہوں، اللہ ارشاد فرمائے گا میں تمہارا رب ہوں، یہ دیکھ کر مسلمان کہیں گے کہ ہاں بیشک تو ہمارا رب ہے اور وہ اس کے ساتھ ہو جائیں گے۔ حضور نے فرمایا اس روز جہنم پر پل صراط رکھی جائیگی، میری امت اس کو سب سے پہلے عبور کرے گی، اور اس دن انبیاء ومرسلین (علیہم السلام) کی یہ دعا ہوگی **اللّٰھم سلّم اللّٰھم سلّم** (اے اللہ بچا، اے اللہ بچا) اور جہنم میں پنجے ہوں گے جو سعدان کے کانٹوں کی طرح ہوں گے، حضور علیہ السلام نے صحابہ سے پوچھا کیا تم نے سعدان کے کانٹے دیکھے ہیں؟ انھوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول ﷺ ہم نے دیکھے ہیں، آپ نے فرمایا تو وہ پنجے سعدان کے کانٹوں کی طرح (ٹیڑھے) ہوں گے، ہاں البتہ اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا کہ وہ پنجے کتنے بڑے ہوں گے۔ لوگوں کی بداعمالی کی وجہ سے یہ پنجے لوگوں کو پل صراط کے اوپر سے دوزخ میں کھینچ لیں گے، چنانچہ بعض آدمی تو اپنے اعمال کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں گے اور بعض آدمی بے ہوش ہو جائیں گے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے درمیان فیصلہ سے فارغ ہوگا، اور **لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه** کہنے والے جس شخص کو دوزخ سے نکالنا چاہے گا اس کو نکالنے کا فرشتوں کو حکم دے گا، فرشتے سجدوں کے نشانات دیکھ کر ان بندوں کو پہچان لیں گے، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آگ پر حرام کر دیا ہے کہ آدمی کے نشان سجدہ کو جلائے، چنانچہ فرشتے ان کو نکالیں گے، نکلتے وقت یہ لوگ جلے بھنے

ہوں گے، ان پر آب حیات ڈالا جائے گا، جس کی وجہ سے (از سرنو) ایسے پیدا ہوں گے جیسے سیلاب کے کوڑے میں خود رو دانہ پیدا ہوتا ہے، ایک شخص باقی رہے گا جس کا رخ دوزخ کی طرف ہوگا، وہ عرض کرے گا: اے پروردگار جہنم کی بدبو نے مجھے تنگ کر دیا اور اس کی لپٹ نے مجھے جلا ڈالا تو میرا چہرا جہنم کی طرف سے پھیر دے، وہ بندہ یہی دعا کرتا رہے گا، بالآخر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اگر میں تیری حاجت پوری کر دوں تو کیا پھر کوئی سوال کرے گا؟ وہ بندہ عرض کرے گا نہیں اے پروردگار تیری عزت کی قسم اس کے بعد اور کوئی سوال نہیں کروں گا، اس کا رخ دوزخ کی طرف سے پھیر دیا جائیگا۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ کہے گا، اے رب کریم مجھے جنت کے دروازے کے تھوڑا قریب کر دے، اللہ فرمائیگا کیا تو نے نہیں کہا تھا کہ میں اور کوئی درخواست نہیں کرونگا، اے ابن آدم تو کیسا عہد شکن ہے؟ مگر وہ بندہ برابر یہی دعاء مانگتا رہے گا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اگر میں نے تیرا یہ سوال پورا کر دیا تو ممکن ہے تو کوئی اور سوال کرے، وہ شخص عرض کرے گا نہیں میرے رب تیری عزت کی قسم اس کے علاوہ میں اور کوئی درخواست نہیں کروں گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے اس بات کا عہد و اقرار لے گا کہ اب اور کوئی درخواست نہیں کرے گا اور اس کو جنت کے دروازے کے قریب کر دیا جائیگا، جب وہ جنت کے اندر کی چیزیں دیکھے گا تو جتنی خدا کی مرضی ہوگی اتنی دیر وہ خاموش رہے گا پھر عرض کرے گا الٰہی تو مجھے جنت میں پہنچا دے، اللہ ارشاد فرمائے گا کیا تو نے نہیں کہا تھا کہ مزید سوال نہیں کرے گا، اے انسان تو کس قدر عہد شکن ہے، وہ عرض کرے گا یا الٰہی تو اپنی مخلوق میں مجھے سب سے زیادہ بدنصیب نہ کر اور وہ یہ دعا لگاتار کرتا رہے گا، یہاں تک کہ رب کریم اس سے راضی ہو جائیگا تو اس کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت دے دیگا، جب وہ شخص جنت میں داخل ہو جائے گا تو اس سے کہا جائے گا، کچھ تمنا اور آرزو کر، وہ تمنا کریگا (اس کی تمنا پوری کر دی جائیگی) پھر حکم ہوگا اور کوئی تمنا کر، وہ شخص تمنا کرے گا، وہ بھی پوری کر دی جائیگی یہاں تک کہ اس کے سب ارمان پورے ہو جائیں گے، اس وقت اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا یہ سب تو تیرے لئے ہے ہی اور

اس کے علاوہ اتنا ہی اور بھی ہے۔

جامیری رحمت سے جنت میں داخل ہو جا:

قال ابوھریرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ سمعت رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم یقول کان رجلان فی بنی اسرائیل متواخیین فکان احدھما یذنب والآخر مجتھد فی العبادۃ فکان لا یزال المجتھد یری الآخر علی الذنب فیقول اقصر فوجدہ یوما علی ذنب فقال لہ اقصر فقال خلّنی وربی ابعثت علیّ رقیباً فقال واللّٰہ لا یغفراللّٰہ لک اولا یدخل اللّٰہ الجنۃ فقبض ارواحھما فاجتمعا عند رب العالمین فقال لھٰذا المجتھد کنت بی عالماً اوکنت علی مافی یدی قادراً وقال للمذنب اذھب فادخل الجنۃ رحمتی وقال للآخر اذھبوا بہ إلی النار قال ابوھریرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ والذی نفسی بیدہٖ لتکلم بکلمۃ أوبقت دنیاہ واٰخرتہ۔

(ابوداؤد: کتاب الادب، باب فی النھی عن البغی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ بنی اسرائیل میں دو آدمیوں کے درمیان اخوت ومحبت تھی، ان میں ایک گناہ کیا کرتا تھا اور دوسرا عبادت میں کوشاں رہا کرتا تھا، عبادت کرنے والا آدمی جب دوسرے کو گناہ کرتے ہوئے دیکھتا تو کہتا باز آجاؤ، ایک دن عبادت گزار نے دوسرے کو کسی گناہ میں مبتلا دیکھا تو اس سے کہا باز آجاؤ، گناہگار نے جواب دیا میرا معاملہ میرے رب پر چھوڑ دو، کیا تمہیں اللہ نے میرے اوپر نگرانی کرنے والا بنایا ہے؟ عبادت گزار نے کہا خدا کی قسم اللہ تمہیں معاف نہیں کریگا یا یہ کہا کہ اللہ تمہیں جنت میں داخل نہیں کرے گا، بالآخر ان دونوں کا انتقال ہوا اور دونوں رب العالمین کی بارگاہ میں جمع کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے عبادت گزار شخص سے کہا کیا تو میرے بارے میں جانتا تھا (کہ میں گناہ معاف نہیں کروں گا) یا یہ کہا کہ کیا تو میرے اختیار پر قدرت رکھتا تھا، پھر گناہ گار سے

ارشاد فرمائے گا جا اور میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جا اور دوسرے کے بارے میں حکم ہوگا کہ اس کو دوزخ میں ڈال دو۔ حضرت ابو ہریرہ ارشاد فرماتے ہیں کہ جس ذات کے قبضہ میں میری جان ہے اس کی قسم عبادت گزار شخص نے ایک جملہ ایسا کہہ دیا جس نے اس کی دنیا و آخرت برباد کر کے رکھ دی۔

تجھے ہر گناہ کے بدلے ایک نیکی عطا کی جاتی ہے:

عن أبی ذر قال قال رسول اللّٰہ ﷺ إنی لاعرف آخر اھل النار خروجاً من النار و آخر اھل الجنة دخولاً الجنة یؤتی برجل فیقول سلوا عن صغار ذنوبه واخبئوا کبارھا فیقال له عملت کذا وکذا یوم کذا وکذا و عملت کذا وکذا فی یوم کذا وکذا قال فیقال له فإن فی مکان کل سیئةٍ حسنةٍ قال فیقول یا رب لقد عملت اشیاء ما أراھا ھاھنا قال فلقد رأیت رسول اللّٰہ ﷺ ضحک حتی بدت نواجذہ۔

(ترمذی: کتاب صفة جهنم)

ترجمہ: حضرت ابوذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں جہنم سے نکلنے والے سب سے آخری آدمی کو پہچانتا ہوں اور جنت میں داخل ہونے والے سب سے آخری آدمی کو بھی پہچانتا ہوں۔ (قیامت میں) ایک شخص کو لایا جائے گا اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اس سے اس کے چھوٹے گناہوں کے بارے میں پوچھو اور بڑے گناہوں کو چھپا دو۔ پھر اس سے کہا جائے گا تو نے فلاں دن فلاں کام کیا تھا، فلاں دن فلاں کام کیا تھا؟ حضور ﷺ نے فرمایا پھر اس سے کہا جائے گا جا تجھے تیرے ہر گناہ کے بدلے نیکی عطا کی جاتی ہے، (یہ دیکھ کر) وہ کہے گا اے پروردگار میں نے ان کے علاوہ بھی بہت سے عمل (گناہ) کئے ہیں جن کو میں یہاں نہیں دیکھتا۔ راوی حدیث حضرت ابوذر فرماتے ہیں میں نے دیکھا کہ یہ فرما کر رسول اللہ ﷺ نے تبسم فرمایا یہاں تک کہ آپ کے اندر کے دانت ظاہر ہو گئے۔

رحمت الٰہی کے سو حصے:

عن أبی هریرة قال سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول جعل اللّٰہ الرحمة مائة جزءٍ فأمسک عنده تسعة وتسعین وانزل فی الأرض جزءاً واحداً فمن ذلک الجزء تتراحم الخلائق حتی ترفع الدابة حافرها عن ولدها خشیة أن تصیبه۔

(مسلم: کتاب التوبه، باب فی سعة رحمة اللّٰہ تعالیٰ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے رحمت کے سو حصہ بنائے ۹۹/ اپنے پاس روک لئے اور ایک حصۂ رحمت زمین پر نازل فرمایا (مخلوق میں تقسیم فرمایا) اس ایک حصہ سے ہی تمام مخلوقات (ایک دوسرے پر) رحم کرتی ہے یہاں تک کہ چوپایہ اپنے بچوں سے پیر ہٹا لیتا ہے اس اندیشے سے کہ اس کو ضرر نہ پہنچے۔ (یہ بھی اسی ایک رحمت کی وجہ سے ہے)

قیامت کے دن ۹۹/ رحمتیں:

عن أبی هریرة عن النبی ﷺ قال ان للّٰہ مائة رحمة أنزل منها رحمة واحدة بین الجن والإنس والبهائم والهوام فبها یتعاطفون وبها یتراحمون وبها تعطف الوحش علی ولدها واخر اللّٰہ تسعاو تسعین رحمة یرحم بها عباده یوم القیامة۔

(مسلم: کتاب التوبة، باب فی سعة رحمة اللّٰہ تعالی)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کی سو رحمتیں ہیں ان میں ایک تو جناتوں، انسانوں، مویشیوں اور کیڑے مکوڑوں کے درمیان تقسیم فرمادی جس کی وجہ سے وہ باہم ایک دوسرے پر مہربانی اور رحم کرتے ہیں اور وحشی جانور اپنے بچے کو پیار کرتے ہیں اور ننانوے رحمتیں محفوظ کردی ہیں جن کے ذریعہ وہ قیامت کے دن اپنے بندوں پر رحم فرمائے گا۔

میرے بندوں کو مایوس کیوں کرتے ہو؟:

عن أبی ھریرة رضی اللہ عنہ قال مر رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم علی رھط من اصحابہٖ وھم یضحکون فقال لو تعلمون مااعلم لضحکتم قلیلاً ولبکیتم کثیراً فأتاہ جبریل فقال ان اللّٰہ یقول لک لم تقنط عبادی؟ قال فرجع الیھم فقال سددوا وابشروا۔

(صحیح ابن حبان: کتاب البر والاحسان، ذکر الاخبار یجب علی المرء من لزوم التسدید)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کی ایک جماعت کے پاس سے گزرے وہ لوگ ہنس رہے تھے، آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا جو کچھ میں جانتا ہوں (یعنی اللہ کے قہر وعذاب کے بارے میں) اگر تم بھی جانتے تو بہت کم ہنستے اور بہت زیادہ روتے، تو حضور علیہ السلام کے پاس حضرت جبریل علیہ السلام تشریف لائے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ آپ سے ارشاد فرماتا ہے (اے حبیب) میرے بندوں کو مایوس کیوں کرتے ہیں؟ (یہ سن کر) حضور علیہ السلام ان صحابہ کے پاس واپس تشریف لائے اور ارشاد فرمایا درست راستہ اختیار کئے رہو تمہارے لئے (رحمت و مغفرت اور جنت کی) خوشخبری ہے۔

میری عزت و جلال کی قسم میں ان کو معاف کرتا رہوں گا:

عن ابی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال سمعت رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم یقول ان ابلیس قال لربہٖ بعزتک و جلالک لا ابرح اغوِی بنی آدم ما دامت الارواح فیھم فقال اللّٰہ فبعزتی وجلالی لاابرح اغفرلھم مااستغفرونی۔

(مسند احمد بن حنبل، ج ۳/ص ۲۹)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ ابلیس (شیطان) نے اپنے رب سے کہا مجھے تیری عزت اور جلال کی قسم میں آدم کی اولاد کو بہکاتا رہوں گا جب تک ان کی روحیں ان کے بدن میں ہیں (یعنی جب تک وہ زندہ

ہیں) اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا مجھے میری عزت وجلال کی قسم میں ان کو معاف فرماتا رہوں گا جب تک وہ مجھ سے استغفار کرتے رہیں گے۔

اے حبیب! ملاء اعلیٰ کے فرشتے کس بات پر بحث کر رہے ہیں:

عن ابن عباس قال قال رسول اللّٰہ ﷺ اتانی اللیلة ربی تبارک و تعالٰی فی احسن صورة، قال احسبه قال فی المنام، فقال یا محمد هل تدری فیم یختصم الملاء الاعلٰی قال قلت لا قال فوضع یده بین کتفی حتی وجدت بردها بین ثدئی اوقال فی نحری، فعلمت ما فی السماوات وما فی الارض قال یا محمد هل تدری فیم یختصم الملاءِ الاعلٰی؟ قلت نعم قال فی الکفارات والکفارات المکث فی المساجد بعد الصلاة والمشی علی الاقدام الی الجماعات، واسباغ الوضوء فی المکاره ومن فعل ذلک عاش بخیر ومات بخیرٍ، وکان من خطیئهٖ کیوم ولدته امّه، وقال یا محمد اذا صلیت فقل "اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ فِعْلَ الْخَیْرَاتِ، وَتَرْکَ الْمُنْکَرَاتِ، وَحُبَّ الْمَسَاکِیْنَ، وَاِذَا اَرَدتَّ بِعَبَادِکَ فِتْنَةً فَاقْبِضْنِی اِلَیْکَ غَیْرَ مَفْتُوْن" قال والدرجات افشاء السلام واطعام الطعام والصلاة باللیل والناس نیامٌ۔

(ترمذی: کتاب التفسیر، باب ومن سورة صٓ)

ترجمہ: حضرت ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ رات میرا رب بہترین صورت میں جلوہ گر ہوا (حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ میں گمان کرتا ہوں کہ حضور نے فرمایا تھا کہ خواب میں) اللہ نے فرمایا اے محمد! کیا تم جانتے ہو کہ ملاء اعلیٰ کے فرشتوں میں کس بات پر بحث ہے؟ آپ نے فرمایا نہیں میں نہیں جانتا، تو اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت میرے دونوں کندھوں کے بیچ رکھا (ایک روایت ہے کہ میرے گلے پر رکھا) جس کی ٹھنڈک میں نے اپنے سینے پر محسوس کی، جو کچھ آسمانوں اور زمینوں میں ہے سب میں نے جان لیا۔ اللہ نے فرمایا اے محمد! کیا تم جانتے ہو کہ ملاء اعلیٰ

کے فرشتے کس بات پر بحث کر رہے ہیں؟ میں نے کہا ہاں، فرمایا کفارات کے بارے میں، اور کفارات یہ ہیں مسجدوں میں نمازوں کے بعد ٹھہرنا، جماعت کے لئے پیروں سے چل کر جانا، گراں محسوس ہونے والی حالتوں کے باوجود اچھی طرح وضو کرنا، جو ایسا کریگا وہ بھلائی کے ساتھ زندہ رہے گا اور بھلائی کے ساتھ مرے گا اور اپنے گناہوں سے ایسا پاک ہوگا جیسے اس دن تھا جب اس کی ماں نے جنا تھا۔ اللہ نے فرمایا اے محمد! جب نماز پڑھوتو یہ دعا بھی پڑھا کرو" اے اللہ میں تجھ سے نیکی کرنے، برائیاں چھوڑنے اور مساکین سے محبت کرنے (کی توفیق) مانگتا ہوں اور اگر تو اپنے بندوں کو کسی آزمائش میں ڈالنا چاہے تو مجھے آزمائش میں ڈالے بغیر اپنے پاس اٹھالے"۔

اللہ نے یہ بھی فرمایا کہ درجات کی بلندی کے لئے یہ ہے کہ سلام کیا کرو، کھانا کھلایا کرو اور رات میں اس وقت نماز پڑھو جب لوگ سو رہے ہوں۔

☆☆☆

جنت و دوزخ

جنت میں کھیتی:

عن أبی هريرة رضی اللّٰه تعالٰی عنه ان النبی ﷺ کان یوماً یحدث و عنده رجل من اهل البادية ان رجلاً من اهل الجنة استأذن ربه فی الزرع فقال له، الست فيما شئت؟ قال بلٰی ولکن اُحِبّ ان ازرع قال فبذر فبادر الطرف نباته واستواؤه واستحصاده، فکان امثال الجبال فيقول اللّٰه دونک يا إبن آدم، فإنه لا يشبعک شئی، فقال الاعرابی واللّٰه لا نجده الا قريشياً أو انصارياً فإنهم اصحاب زرع واما نحن فلسنا باصحاب الزرع

(بخاری: کتاب المزارعۃ، باب کراء الارض بالذھب والفضۃ)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم گفتگو فرما رہے تھے اور آپ کی مجلس میں ایک دیہات کا رہنے والا آدمی بھی بیٹھا ہوا تھا، آپ نے بیان فرمایا، ایک جنتی آدمی نے (جنت میں) کھیتی کرنے کی اجازت طلب کی، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ کیا تیری دلی مرادیں پوری نہیں ہوئیں؟ اس نے جواب دیا کہ کیوں نہیں (میری تمام دلی مرادیں پوری ہوگئیں) مگر پھر بھی میں کھیتی کرنا چاہتا ہوں چنانچہ اس نے بیج بویا اور پلک جھپکتے ہی کھیتی تیار ہوگئی اور فصل کٹنے کے قابل ہوگئی اور اس کا ہر دانہ پہاڑ کے برابر ہوا، اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اے ابن آدم یہ لے مگر تجھے کوئی چیز سیر نہیں کرسکتی۔ (یہ سن کر) دیہاتی بولا خدا کی قسم وہ شخص یا تو قریشی ہوگا یا انصاری ہوگا، کیونکہ وہی لوگ کاشتکار ہیں ہم تو کھیتی کرتے نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیہاتی کی یہ بات سن کر مسکرائے۔

جنت میری رحمت ہے دوزخ میرا عذاب ہے:

عن أبی ھریرۃ رضی اللّٰہ عنہ قال قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحاجت الجنۃ والنار فقالت النار أوثرت بالمتکبرین والمتجبرین، وقالت الجنۃ مالی لایدخلنی إلا ضعفاء الناس و سقطھم قال اللّٰہ تبارک و تعالیٰ للجنۃ انت رحمتی ارحم بک من اشاء من عبادی وقال للنار انما انت عذابی اعذب بک من أشاء من عبادی۔ ولکل واحدۃ منھا ملؤھا فأما النار فلا تمتلی حتٰی یضع رجلہ فتقول قط قط، فھنالک تمتلی ویزوی بعضھا إلی بعض، ولا یظلم اللّٰہ عزوجل من خلقہ احداً واما الجنۃ فان اللّٰہ عزوجل ینشئی لھا خلقاً۔

(بخاری: کتاب التفسیر، باب قولہ تعالیٰ وتقول ھل من مزید)

ترجمہ : حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا

جنت اور دوزخ میں باہم تکرار ہوئی۔ دوزخ نے کہا مجھے زبردست اور بڑے بننے والے لوگ دیئے گئے ہیں۔ جنت نے کہا یہ کیا بات ہے کہ میرے اندر مسکین اور کمزور طبقے کے لوگ ہی داخل ہوں گے، اللہ تبارک وتعالیٰ نے جنت سے ارشاد فرمایا تو میری رحمت ہے اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہوں میں تیرے ذریعہ سے رحم کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ نے دوزخ سے فرمایا تو میرا عذاب ہے تیرے ذریعہ سے میں اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہوں عذاب دیتا ہوں۔ جنت و دوزخ کو پوری گنجائش تک بھرا جائے گا دوزخ جب پُر نہ ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنا قدم (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) رکھ دے گا تو وہ کہے گی بس بس، تب وہ بھر جائیگی اور سمٹ جائے گی، اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق میں سے کسی پر ظلم نہیں فرماتا، رہی جنت تو اس کے لئے اللہ تعالیٰ اور مخلوق پیدا فرمادے گا۔

جنت کا حصول اور دوزخ سے نجات بہت مشکل ہے:

عن أبی هريرة ان رسول اللّٰه ﷺ قال لما خلق اللّٰه الجنة قال لجبرئيل اذهب فانظر اليها فذهب فنظر اليها ثم جاء فقال ایّ رب و عزتک لا يسمع بها احدٌ الا دخلها ثم حفها بالمكارِهِ ثم قال يا جبرئيل اذهب فانظر اليها فذهب فنظر اليها ثم جاء فقال ایّ رب و عزتک لقد خشيت ان لا يدخلها احدٌ قال فلما خلق اللّٰه النار قال يا جبرئيل اذهب فانظر اليها فذهب فنظر اليها ثم جاء فقال ایّ رب وعزتک لا يسمع بها احدٌ فيدخلها فحفها بالشهوات ثم قال يا جبرئيل اذهب فانظر اليها فذهب فنظر اليها ثم جاء فقال ایّ رب و عزتک لقد خشيت ان لا يبقى احدٌ الا دخلها۔

(ابوداؤد: کتاب السنة، باب فی خلق الجنة والنار)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے جنت کو تخلیق فرمایا تو جبرئیل علیہ السلام کو حکم دیا کہ جبرئیل جاؤ اور جنت کو دیکھو۔ جبرئیل علیہ السلام گئے اور جنت دیکھی پھر رب کریم کی بارگاہ میں حاضر ہو کر

عرض کیا اے پروردگار تیری عزت کی قسم جو بھی اس کے بارے میں سنے گا وہ اس میں داخل ہو جائے گا، پھر جنت کو بعض مشکل اعمال سے ڈھانپ کر، اللہ نے ارشاد فرمایا اے جبرئیل جاؤ اور جنت کو (دوبارہ) دیکھو۔ جبرئیل علیہ السلام گئے اور (دوبارہ) جنت کو دیکھا پھر رب کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا اے رب تیری عزت کی قسم مجھے اندیشہ ہے کہ اس میں کوئی داخل نہیں ہو پائے گا۔ پھر حضور علیہ السلام نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو تخلیق فرمایا تو جبرئیل (علیہ السلام) سے کہا اے جبرئیل جاؤ اور دوزخ کو دیکھو، جبرئیل علیہ السلام گئے اور دوزخ دیکھی پھر اپنے رب کی بارگاہ میں حاضر ہو کر عرض کیا اے پروردگار تیری عزت کی قسم اس کے بارے میں جو بھی سنے گا وہ ہرگز اس میں داخل نہ ہوگا، پھر اللہ تعالیٰ نے دوزخ کو بعض شہوانی خواہشات سے ڈھانپ کر فرمایا کہ جبرئیل اب جاؤ اور دوزخ کو دیکھو، تو حضرت جبرئیل گئے اور دوزخ دیکھی پھر عرض کیا اے پروردگار تیری عزت کی قسم مجھے اندیشہ ہے کہ کوئی ایسا نہ بچے گا جو اس میں داخل نہ ہو۔

جنت کا بازار:

عن سعید بن المسیب انه لقی اباهریرة فقال ابو هریرة أسأل اللّٰه ان یجمع بینی و بینک فی سوق الجنة فقال سعید افیها سوق قال نعم اخبرنی رسول اللّٰه ﷺ ان اهل الجنة إذا دخلوها نزلوا فیها بفضل اعمالهم ثم یؤذن فی مقدار یوم الجمعة من ایام الدنیا فیزورون ربهم ویبرز لهم عرشه و یتبدی لهم فی روضة من ریاض الجنة فتوضع لهم منابر من نور و منابر من ذهب و منابر من فضة و یجلس أدناهم وما فیهم من دنی علی کثبان المسک والکافور وما یرون ان اصحاب الکراسی بأفضل منهم مجلساً قال ابوهریرة قلت یا رسول اللّٰه وهل نریٰ ربنا قال نعم قال هل تتمارون فی رؤیة الشمس والقمر لیلة البدر قلنا لا قال کذٰلک لا تمارون فی رؤیة ربکم

ولايبقى فى ذلک المجلس رجل إلا حاصره اللّٰه محاصرة حتى يقول للرجل منهم يافلان بن فلان اتذكر يوم كذا وكذا فيذكر ببعض غدراته فى الدنيا فيقول يا رب افلم تغفرلى فيقول بلٰى فسعة مغفرتى بلغت بک منزلتک هٰذه فبيناهم علٰى ذلک غشيتهم سحابة من فوقهم فأمطرت عليهم طيباألم يجدوا مثل ريحه شيئاًقط ويقول ربناتبارک وتعالىٰ قوموا إلى ما اعددت لكم من الكرامة فخذوا ما اشتهيتم فنأتى سوقاًقد حفت به الملائكة فيه مالم تنظر العيون إلى مثله ولم تسمع الآذان ولم تخطر على القلوب، فيحمل لنا ما اشتهينا ليس يباع فيها ولا يشترى فى ذلک السوق يلقى اهل الجنة بعضهم بعضاً قال فيقبل الرجل ذوالمنزلة المرتفعة فيلقى من هو دونه ومافيهم دنّى فيروعه مايرى عليه من اللباس فماينقضى آخر حديثه حتى يتخيل إليه ماهو احسن منه وذلک أنه لا ينبغى لاحدان يحزن فيهاثم ننصرف إلى منازلنا فيتلقانا ازواجنا فيقلن مرحباً واهلاً لقد جئت وان بک من الجمال افضل ممافارقتناعليه فيقول اناجالسنااليوم ربناالجبار وبحقناان ننقلب بمثل ماانقلبنا۔

(ترمذی:کتاب صفة الجنة، باب ماجاءفی سوق الجنة)

(امام ترمذی نے اس حدیث کوغریب کہا ہے)

ترجمہ: حضرت سعید بن مسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان کی ملاقات ہوئی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور تمہیں جنت کے بازار میں ملائے۔ حضرت سعید بن مسیب نے فرمایا کیا جنت میں بھی کوئی بازار ہوگا؟ آپ نے جواب دیا کیوں نہیں، مجھے رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ جب اہل جنت اس میں داخل ہوں گے تو وہ اپنے اعمال کی فضیلت کے مطابق درجہ بدرجہ اس میں جگہ پائیں گے۔ انھیں دنیا کے دنوں میں سے جمعہ

کے دن کی مقدار اجازت دی جائے گی تو وہ اپنے رب کی زیارت کریں گے، اللہ تعالیٰ کا عرش ان کے سامنے ظاہر ہوگا اور جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں اللہ تعالیٰ ان کے سامنے اپنے جلووں کو ظاہر فرمائے گا اور اہل جنت کے لئے نور کے منبر، سونے کے منبر اور چاندی کے منبر آراستہ کئے جائیں گے اور ان میں نسبتاً جو کم درجہ کے ہوں گے، (ان میں کوئی ادنیٰ نہیں ہوگا) وہ مشک و کافور کے ٹیلوں پر بیٹھیں گے اور وہ یہ نہیں سمجھیں گے کہ کرسیوں (منبروں) پر بیٹھنے والے ان سے افضل ہیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم اپنے رب کو دیکھیں گے، رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہاں کیا تم سورج اور چودھویں رات کے چاند کو دیکھنے میں کوئی شک وشبہ کرتے ہو؟ ہم نے عرض کیا نہیں، حضور ﷺ نے فرمایا اسی طرح تم اپنے پروردگار کے دیدار میں کوئی شک وشبہ نہیں کروگے۔ اس مجلس میں حاضر لوگوں میں سے کوئی ایسا نہ ہوگا جس سے رب تعالیٰ بات نہ کرے، یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کسی سے فرمائے گا اے فلاں بن فلاں کیا تجھے فلاں فلاں دن یاد ہے؟ اللہ تعالیٰ اس کو (دنیا میں) اس کی بعض تقصیریں یاد دلائے گا، وہ عرض کرے گا اے میرے پروردگار کیا تو نے مجھے معاف نہیں فرما دیا؟ اللہ ارشاد فرمائے گا کیوں نہیں، میری بخشش کی وسعت ہی نے تجھے اس درجہ تک پہنچایا ہے، ابھی وہ اسی حال میں ہوں گے کہ اتنے میں ایک بادل ان پر چھا جائے گا اور ان پر ایسی خوشبو کی بارش کرے گا کہ ویسی خوشبو انھوں نے کبھی نہ سونگھی ہوگی، اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرمائے گا اٹھو اور دیکھو کہ ہم نے تمہارے لئے کیسی عزت اور انعام و اکرام تیار کر کے رکھا ہے جاؤ اور جو بھی خواہش ہو لے لو، تب ہم ایک بازار میں آئیں گے، جسے فرشتے گھیرے ہوں گے، اس میں جو چیزیں ہوں گی ان جیسی چیزیں نہ کسی آنکھ نے دیکھی ہوں گی نہ کسی کان نے سنی ہوں گی اور نہ کبھی کسی دل میں ان کا خیال آیا ہوگا، ہمیں جس چیز کی خواہش ہوگی وہ ہمیں دی جائے گی، اس بازار میں نہ کوئی چیز خریدی جائیگی نہ بے چی جائیگی، اسی بازار میں اہل جنت ایک دوسرے سے ملاقات کریں گے، آپ (علیہ الصلاۃ

والسلام) نے فرمایا بلند مرتبے والا آدمی آگے بڑھے گا اور اپنے سے کم مرتبہ والے سے ملے گا حالانکہ وہاں کوئی کم مرتبہ والا نہیں ہوگا، بلند مرتبہ والے کا لباس دیکھ کر کم مرتبہ والا مرعوب ہوجائے گا ابھی اس کی گفتگو پوری بھی نہ ہوگی کہ اس کے خیال میں اس کے بدن پر دوسرے سے اچھا اور عمدہ لباس ہوجائے گا، یہ اس وجہ سے کہ وہاں کوئی غمگین نہیں ہوگا۔ پھر ہم وہاں سے اپنے گھروں کو واپس آجائیں گے تو ہماری بیویاں ملیں گی اور کہیں گی خوش آمدید آپ جس وقت ہم سے جدا ہوئے تھے اس کے مقابلہ میں اب آپ کا حسن و جمال کہیں زیادہ ہے، وہ کہیں گے آج ہمیں اپنے جبروت والے (طاقت والے) رب کے ساتھ ہم نشینی کا شرف حاصل ہوا ہے اور یہی اس کا حق تھا کہ ہم اسی طرح لوٹ کر آئیں جس طرح لوٹ کر آئے ہیں۔

اہل دوزخ کی چیخ و پکار:

عن أبی الدرداء قال قال رسول اللّٰہ ﷺ یلقی علی اهل النار الجوع فیعدل ماهم فیه من العذاب فیستغیثون فیغاثون بطعام من ضریع لا یسمن ولا یغنی من جوع فیستغیثون بالطعام فیغاثون بطعام ذی غصةٍ فیذکرون أنهم کانوا یجیزون الغصص فی الدنیا بالشراب فیستغیثون بالشراب فیرفع إلیهم الحمیم بکلالیب الحدید فإذا دنت من وجوههم شوت وجوههم فإذا دخلت بطونهم قطعت ما فی بطونهم فیقولون ادعوا خزنة جهنم فیقولون "الم تک تاتیکم رسلکم بالبینات قالوا بلٰی قالوا فادعوا وما دعاء الکافرین إلا فی ضلال" قال فیقولون ادعوا مالکا فیقولون یا مالک لیقض علینا ربک قال فیجیبهم انکم ماکثون قال الأعمش نبئت ان بین دعائهم وبین اجابة مالک ایاهم الف عام قال فیقولون ادعوا ربکم فلا احد خیر من ربکم فیقولون "ربنا غلبت علینا شقوتنا وکنا قوماً ضالین ربنا اخرجنا منها فإن عدنا فإنا ظالمون"۔ قال فیجیبهم "اخسئو فیها ولا تکلمون" قال

فعند ذلک یئسوا من کل خیر و عند ذلک یأخذون فی الزفیر والحسرة والویل۔

(ترمذی:کتاب صفة جهنم،باب ماجاءفی صفه اهل النار)

ترجمہ: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اہل جہنم پر بھوک مسلط کر دی جائیگی اور بھوک کی شدت اس عذاب کے برابر ہوگی جس میں وہ مبتلا ہوں گے، وہ فریاد کریں گے تو ان کو سوکھی ہوئی خاردار جھاڑی (کی طرح کی چیز) دی جائیگی، اس سے نہ فربہی پیدا ہوگی نہ بھوک مٹے گی، وہ پھر کھانا طلب کریں گے تو ان کو حلق میں اٹکنے والا کھانا دیا جائے گا، تب انھیں یاد آئے گا کہ وہ دنیا میں حلق میں اٹکنے والی چیز کو پانی کے ذریعہ نگل جاتے تھے، چنانچہ وہ پینے کی چیز مانگیں گے، لہٰذا ان کو کھولتا ہوا پانی لوہے کے کانٹوں کے ذریعہ دیا جائے گا، جب یہ کانٹے ان کے چہرے کے قریب ہونگے تو ان کے چہرے کو جھلسادیں گے اور پھر جب وہ پیٹ میں داخل ہوں گے تو جو کچھ پیٹ میں ہوگا (آنتیں وغیرہ) اس کو کاٹ کر ٹکڑے کر دیں گے، وہ ایک دوسرے سے کہیں گے کہ جہنم کے محافظوں کو پکارو۔ جہنم کے محافظ کہیں گے کیا تمہارے پاس تمہارے رسول روشن اور واضح نشانیاں لے کر نہیں آئے تھے، وہ جواب دیں گے کیوں نہیں، محافظ کہیں گے تو تم پکارتے رہو اور کافروں کی پکار رائیگاں ہی جاتی ہے، حضور علیہ الصلاۃ والسلام فرماتے ہیں تب وہ کہیں گے (داروغۂ دوزخ) مالک کو پکارو، وہ مالک کو پکار کر کہیں گے اے مالک اب چاہیے کہ تیرا رب ہمارا فیصلہ کر دے (یعنی ہمیں موت دیدے) مالک جواب دیں گے کہ تم اسی حال میں رہنے والے ہو۔ حدیث کے ایک راوی اعمش کہتے ہیں کہ مجھے بتایا گیا ہے کہ ان کے پکارنے اور مالک کے جواب دینے کے درمیان ایک ہزار سال کا وقفہ ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ پھر وہ کہیں گے اپنے رب کو پکارو، تمہارے رب سے بہتر کوئی نہیں، وہ عرض کریں گے اے ہمارے رب ہم پر ہماری بدبختی غالب آ گئی، ہم گمراہ لوگ تھے، اے ہمارے رب ہمیں اس

(مصیبت) سے نکال اگر دوبارہ ہم گمراہی کی طرف لوٹیں تو ہم ظالموں میں سے ہونگے۔ اللہ انھیں جواب دے گا اسی میں چپ چاپ پڑے رہو اس سے نکلنے کی بات نہ کرو، حضور علیہ السلام فرماتے ہیں اب وہ ہر قسم کی بھلائی سے مایوس ہو جائیں گے اور چیخ پکار اور حسرت و بربادی کا اظہار شروع کردیں گے۔

جنت کی راحت اور دوزخ کا عذاب:

عن انس بن مالک قال قال رسول اللّٰہ ﷺ یؤتی بأنعم أهل الدنیا من اهل النار یوم القیامة فیصبغ فی النار صبغة ثم یقال یا ابن آدم هل رأیت خیراً قط هل مربک نعیم قط فیقول لا واللّٰہ یارب ویؤتی بأشد الناس بؤساً فی الدنیا من اهل الجنة فیصبغ صبغة فی الجنة فیقال له یاابن آدم هل رأیت بؤساً قط هل مربک شدة قط فیقول لا واللّٰہ یا رب ما مربی بؤس قط ولا رأیت شدة قط۔

(مسلم: کتاب صفة القیامة والجنة والنار، باب صبغ انعم اهل الدنیا فی النار وصبغ اشدهم بؤساً فی الجنة)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا ﷺ نے ارشاد فرمایا دنیا والوں میں جو (دنیا میں) سب سے زیادہ عیش و راحت میں ہوگا اس کو دوزخ کی آگ میں ایک غوطہ دے کر پوچھا جائے گا اے ابن آدم کیا تو نے کبھی کوئی خیر اور بھلائی دیکھی ہے کیا کبھی تو نے کوئی راحت و آرام دیکھا ہے، وہ کہے گا اے پروردگار تیری قسم ہے کبھی نہیں، پھر اہل جنت میں اس آدمی کو لایا جائے گا جو دنیا میں سب سے زیادہ تکلیف میں تھا، اس کو جنت میں ایک غوطہ دے کر پوچھا جائے گا اے ابن آدم کبھی تو نے کوئی تکلیف اٹھائی ہے کبھی تجھ پر کوئی سختی گزری ہے؟ وہ عرض کرے گا اے پروردگار تیری قسم ہے میں نے کوئی تکلیف نہیں دیکھی اور نہ کبھی مجھ پر کوئی سختی گزری ہے۔

☆☆☆

عظمت مصطفٰی ﷺ

توریت میں حضور علیہ السلام کی صفت:

عَنْ عَطَاءِ بْنِ یَسَارٍ قَالَ لَقِیْتُ عَبْدَ اللّٰہِ بْنِ عَمْرِو بْن الْعَاصِ رَضِیَ اللّٰہُ تعالٰی عنہما قُلْتُ اَخْبِرْنِیْ عَنْ صِفَۃِ رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فِی التَّوْرَاۃِ قَالَ اَجَلْ وَاللّٰہِ اِنَّہٗ لَمَوْصُوْفٌ فِی التَّوْرَاۃِ بِبَعْضِ صِفَتِہٖ فِی الْقُرْآنِ یَا اَیُّھَا النَّبِیُّ اِنَّا اَرْسَلْنٰکَ شَاھِداً وَ مُبَشِّراً وَنَذِیْراً وَ حِرْزاً لِلْاُمِّیِّیْنَ، اَنْتَ عَبْدِیْ وَ رَسُوْلِیْ، سَمَّیْتُکَ الْمُتَوَکِّلَ لَیْسَ بِفَظٍّ وَلَا غَلِیْظٍ، وَلاَ سَخَابٍ فِی الْاَسْوَاقِ، وَلاَ یَدْفَعُ بِالسَّیِّئَۃِ السَیِّئَۃَ وَلٰکِنْ یَعْفُوْ وَیَغْفِرُ، وَلَنْ یَّقْبِضَہُ اللّٰہُ حَتّٰی یُقِیْمُ بِہٖ الْمِلَّۃَ الْعَوْجَاءَ بِاَنْ یَّقُوْلُوا لاَ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، وَیَفْتَحُ بِھَا اَعْیُناً عُمْیاً وَآذَاناً صُمّاً وَ قُلُوْباً غُلْفاً۔

(بخاری: کتاب البیوع، باب کراھیۃ السخب فی السوق)

ترجمہ: حضرت عطا بن یسار کہتے ہیں میری ملاقات حضرت عبداللہ بن عمرو بن عاص سے ہوئی میں نے ان سے کہا، آپ مجھے حضور اکرم ﷺ کے وہ اوصاف بیان کریں جو توریت میں لکھے ہیں، انھوں نے فرمایا، ہاں توریت میں حضور کے بعض اوصاف تو وہی ہیں جو قرآن میں مذکور ہیں، توریت میں ہے اے نبی ہم نے آپ کو گواہی دینے والا، خوشخبری سنانے والا، ڈرانے والا اور امیوں کے لئے پناہ بنا کر بھیجا ہے۔ تم میرے بندے اور رسول ہو، میں نے تمہارا نام متوکل رکھا ہے، تم بداخلاق اور سخت دل نہیں ہو، تم بازاروں میں شور وغل کرنے والے بھی نہیں ہو، تم برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے بلکہ درگزر کرتے ہو اور معاف کرتے ہو، جب تک تمہارے ذریعہ سے کجرو قوم (ملّت ابراہیمی) راہ راست پر نہ آجائے، اس طرح کہ وہ لا الہ الا اللّٰہ کہنے لگیں اور اس کے ذریعہ نابینا آنکھیں، بہرے کان اور (جہالت وگمراہی کے) پردوں میں لپٹے ہوئے دل کھل نہ جائیں اس وقت تک اللہ آپ کو واپس اپنے پاس نہیں بلائے گا (یعنی اس وقت تک اللہ آپ کی روح قبض نہ کرے گا)۔

اے حبیب ہم تمہیں راضی کر لیں گے:

عن عبد اللّٰہ بن عمرو بن العاص ان النبی ﷺ تلا قول اللّٰہ عزوجل فی ابراھیم "رب انھن اضللن کثیرا من الناس فمن تبعنی فإنه منی" وقال عیسٰی علیه السلام "ان تعذبھم فإنھم عبادک وان تغفرلھم فإنک انت العزیز الحکیم" فرفع یدیه وقال اللھم امتی امتی وبکٰی، فقال اللّٰہ عزوجل یا جبرئیل اذھب إلی محمد، وربک اعلم فسئله ما یبکیک؟ فأتاہ جبرئیل علیه السلام فسأله فاخبرہ رسول اللّٰہ ﷺ بما قال وھو اعلم فقال اللّٰہ یا جبرئیل اذھب إلی محمدٍ فقل انا سنرضیک فی امتک ولا نسوٴک۔

(مسلم: کتاب الایمان، باب دعاء الخیر لامته)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ آیت کریمہ

تلاوت فرمائی (جس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ قول مذکور ہے) ''اے میرے رب ان بتوں نے بہت لوگوں کو گمراہ کیا تو جو میری اتباع کرے وہ مجھ سے ہے'' اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ''اے پروردگار اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے ہی بندے ہیں اور اگر تو ان کو بخش دے تو بے شک تو عزت والا اور حکمت والا ہے''، یہ آیتیں تلاوت فرما کر حضور علیہ السلام نے اپنے ہاتھ (دعا کے لئے) بلند فرمائے اور فرمایا اے رب میری امت میری امت اور آپ نے گریہ فرمایا، اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے جبرئیل محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ حالانکہ تمہارا رب زیادہ جانتا ہے مگر ان سے پوچھو آپ کو کس چیز نے رلایا، حضرت جبرئیل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس تشریف لائے اور ان سے پوچھا حضور علیہ السلام نے ان کو بتایا، پھر حضرت جبرئیل نے جا کر اللہ کو سب ماجرا بتایا حالانکہ اللہ زیادہ جانتا ہے تو اللہ نے ارشاد فرمایا اے جبرئیل محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ اور ان سے کہہ دو کہ ہم تمہاری امت کے معاملہ میں تمھیں راضی کر لیں گے، اور تمہیں رنجیدہ نہیں کریں گے۔

درود پاک کی فضیلت:

عن عبداللّٰہ بن ابی طلحة عن ابیه ان رسول اللّٰہ ﷺ جاء ذات یوم والبشریٰ فی وجھه فقلنا إنا لنری البشریٰ فی وجھک فقال إنه اتانی الملک فقال یا محمد ان ربک یقول اما یرضیک أنه لا یصلی علیک احد إلا صلیت علیه عشراً و لا یسلم علیک احد إلا سلمت علیه عشراً۔

(نسائی: کتاب الصلاۃ، باب فضل التسلیم علی النبی ﷺ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن ابی طلحہ اپنے والد حضرت ابوطلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک روز تشریف لائے اور آپ کے رخ زیبا پر فرحت و انبساط کے آثار نمایاں تھے، ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم آپ کے روئے مبارک پر شادمانی کے آثار دیکھ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا میرے پاس فرشتہ آیا اور

اس نے کہا اے محمد (ﷺ) آپ کا رب ارشاد فرماتا ہے کہ کیا یہ بات آپ کو خوش کرنے والی نہیں کہ جو شخص آپ پر ایک بار درود بھیجے میں اس پر دس رحمتیں نازل کروں اور جو شخص آپ پر ایک مرتبہ سلام بھیجے تو میں اس پر دس سلامتیاں نازل فرماؤں۔

☆☆☆

انبیاء و مرسلین

آدم کی تخلیق:

عن ابی موسیٰ قال سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول ان اللّٰہ خلق اٰدم من قبضة قبضها من جمیع الارض فجاء بنو اٰدم علی قدر الارض منهم الاحمر والابیض والاسود و بین ذلک والسهل والحزن والخبیث والطیب۔

(ابوداؤد: کتاب السنة، باب فی القدر)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ایک مٹھی مٹی سے پیدا کیا جو تمام روئے زمین سے لی گئی تھی لہٰذا اولاد آدم زمین کی (صفت) کے بقدر پیدا ہوئی ان میں سرخ و سفید، کالے اور درمیانے ہیں (نیز) ان میں سخت، نرم، بدخصلت اور نیک خصلت ہیں۔

حضرت آدم کا نسیان:

عن أبی هریرة قال قال رسول اللّٰہ ﷺ لما خلق اللّٰہ آدم و نفخ فیه الروح عَطَس فقال، الحمد للّٰہ، فحمداللّٰہ بإذنہٖ، فقال له ربه، یرحمک اللّٰہ یاآدم اذهب إلی اولئک الملائکة إلی ملاء منهم جلوس۔ فقل السلام علیکم، قالوا و علیک السلام ورحمة اللّٰہ۔ ثم رجع إلی ربه فقال ان هٰذه تحیتک و تحیة بنیک بینهم۔ فقال اللّٰہ له۔ ویداه مقبوضتان۔ اختر ایهما شئت۔ قال اخترت یمین ربی، وکلتا یدی ربی یمین مبارکة ثم بسطها فإذا فیها آدم و ذریته۔ فقال ایٔ رب ما هٰؤلاءِ؟ فقال هٰؤلا ذریتک، فإذا کل انسان مکتوب عمره بین عینیه، فإذا فیهم رجل اضوؤهم أومن اضوئهم۔ قال یا رب من هٰذا؟ قال هٰذا ابنک داؤد قد کتبت له عمر اربعین سنة قال یا رب زده فی عمره، قال ذاک الذی کتبت له، قال ای رب فإنی قد جعلت له من عمری ستین سنة قال انت و ذاک، قال ثم اسکن الجنة ماشاء اللّٰہ ثم أُهبط منها فکان آدم یعُد لنفسہٖ قال فإتاه ملک الموت فقال له آدم قد عجلت قد کتب لی الف سنة، قال بلٰی ولکنک جعلت لا بنک داؤد ستین سنة، فجحد، فجحدت ذریته، و نسِی و نسیت ذریته، قال فمن یو مئذ اُمِرَ بالکتاب والشهود۔

(ترمذی:کتاب التفسیر)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے آدم (علیہ السلام) کو پیدا فرمایا اوران میں روح پھونکی، تو ان کو چھینک آئی، انھوں نے کہا الحمد للہ، انھوں نے اپنے پروردگار کے حکم سے اس کی حمد بیان کی تو اللہ نے فرمایا یرحمک اللہ۔ اے آدم فرشتوں کے پاس جاؤ، فرشتوں کی ایک جماعت بیٹھی تھی اللہ نے فرمایا ان کے پاس جاؤ اور کہو السلام علیکم۔ فرشتوں نے کہا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ، پھر وہ اپنے رب کے پاس آئے اللہ نے فرمایا یہ تمہارا اسلام ہے اور آپس میں تمہاری اولاد کا

سلام ہے، پھر اللہ نے ارشاد فرمایا کہ ان دونوں میں سے جس کو چاہو اختیار کر لو اور اس وقت اللہ نے اپنی دونوں مٹھیاں (جیسا کہ اس کی شان کے لائق ہے) بند کر لی تھیں، (حضرت) آدم نے فرمایا میں اپنے رب کا داہنا دست قدرت اختیار کرتا ہوں اور میرے رب کے دونوں دست قدرت داہنے ہی ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنا دست قدرت کھولا تو اس میں آدم تھے اور ان کی اولاد تھی، عرض کیا اے پروردگار یہ لوگ کون ہیں؟ اللہ نے فرمایا یہ تیری اولاد ہے، آپ نے دیکھا ہر انسان کی آنکھوں کے درمیان اس کی عمر لکھی ہے۔ ان میں ایک سب سے روشن آدمی دیکھا یا سب سے روشن آدمیوں میں سے ایک دیکھا، (حضرت) آدم نے عرض کیا اے رب! یہ کون ہے؟ ارشاد ہوا یہ تمہارا بیٹا داؤد ہے میں نے اس کی عمر چالیس سال لکھی ہے۔ (حضرت) آدم نے عرض کی اے الٰہی تو اس کی عمر میں اضافہ فرما دے، ارشاد ہوا یہی میں نے اس کے لئے لکھی ہے۔ عرض کیا اے پروردگار میں نے اپنی عمر میں سے ساٹھ سال اس کو دیدیئے۔ اللہ نے فرمایا ٹھیک ہے یہ تمہارے اور اس کے درمیان کا معاملہ ہے۔ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا پھر جب تک اللہ نے چاہا (حضرت) آدم کو جنت میں رکھا پھر وہاں سے زمین پر اتارا، آدم (علیہ السلام) اپنی عمر گنتے تھے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں پھر (حضرت) آدم علیہ السلام کے پاس ملک الموت آئے، ان سے (حضرت) آدم نے کہا تم نے آنے میں جلدی کی ہے میری عمر ایک ہزار سال لکھی گئی ہے۔ ملک الموت نے جواب دیا ہاں مگر تم نے اپنے بیٹے داؤد کے لئے ساٹھ سال دے دیئے تھے۔ (حضرت) آدم نے انکار کیا تو ان کی اولاد نے بھی انکار کیا۔ (حضرت) آدم بھول گئے تو ان کی اولاد بھی بھول گئی۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا اسی دن سے لکھنے کا اور گواہوں کا حکم ہوا ہے۔

میں نے کافروں پر جنت حرام کر دی:

عن أبی ہریرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ عن النبی ﷺ قال یلقی ابراھیم أباہ آزر یوم القیامۃ، وعلٰی وجہ آزر قترۃ وغبرۃ فیقول لہ ابراھیم الم اقل

لک لا تعص، فیقول ابوہ فالیوم لا اعصیک فیقول ابراھیم یا رب انک وعدتنی ان لا تخزینی یوم یبعثون، فأیّ خزی اخزیٰ من ابی الأبعد، فیقول اللّٰہ تعالیٰ، انی حرمت الجنۃ علی الکافرین ثم یقال یا ابراھیم ماتحت رجلیک؟ فینظر فاذاھو بذیخ ملتطخ، فیؤخذ بقوائمہٖ فیلقی فی النار۔

(بخاری: کتاب الانبیاءؑ، باب قول اللّٰہ تعالیٰ، واتخذ اللّٰہ ابراھیم خلیلاً)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے دن حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملاقات اپنے چچا آزر سے ہوگی، آزر کا چہرہ اس وقت سیاہ اور غبار آلود ہوگا، حضرت ابراہیم اس سے کہیں گے کیا میں نے تجھ سے نہ کہا تھا کہ تو میری نافرمانی نہ کر۔ آزر جواب دے گا کہ آج میں آپ کی نافرمانی نہیں کروں گا، حضرت ابراہیم رب کریم کی بارگاہ میں عرض کریں گے اے رب! تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا تھا کہ جس دن لوگوں کا حشر ہوگا اس روز تو مجھے رسوا نہ کرے گا۔ اب اس سے بڑی رسوائی اور کیا ہوگی کہ میرا چچا آج مجھ سے دور ہے۔ اللہ ارشاد فرمائے گا کہ میں نے کافروں پر جنت حرام کر دی ہے، پھر ارشاد ہوگا اے ابراہیم! اپنے پیروں کے نیچے دیکھو کیا ہے؟ حضرت ابراہیم (علیہ السلام) اپنے پیروں کے نیچے دیکھیں گے تو ایک بالوں والا بجو خاک و خون میں لتھڑا ہوا نظر آئیگا۔ اس کو پیروں سے پکڑ کر جہنم میں ڈال دیا جائیگا۔

اللہ کی برکت سے بے نیازی نہیں:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ بَیْنَا اَیُّوْبُ یَغْتَسِلُ عُرْیَاناً فَخَرَّ عَلَیْهِ جَرَادٌ مِنْ ذَهَبٍ فَجَعَلَ اَیُّوْبُ یَحْتَشِیْ فِیْ ثَوْبِهٖ فَنَادَاهُ رَبُّهٗ، یَا اَیُّوْبُ! اَلَمْ اَکُنْ اَغْنَیْتُکَ عَمَّا تَرٰی؟ قَالَ بَلٰی وَعِزَّتِکَ وَلٰکِنْ لَا غِنٰی بِیْ عَنْ عِزَّتِکَ۔

(بخاری، کتاب الغسل، باب من اغتسل عریانا وحدہ فی الخلوۃ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا کہ ایک مرتبہ (سیدنا) ایوب (علیہ السلام) (تنہائی میں) کپڑے اتار کر نہار ہے

تھے تو ان پر سونے کی ٹڈیاں گرنے لگیں۔ (حضرت) ایوب (علیہ السلام) نے ان کو اپنے کپڑے میں بھرنا شروع کر دیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ کی جانب سے فوراً ندا آئی کہ اے ایوب! کیا ہم نے تمہیں (مالدار کر کے) ان سے بے نیاز نہیں کر دیا ہے؟ آپ نے جواب دیا کیوں نہیں؟ تیری عزت کی قسم، لیکن میں تیری برکت سے تو بے نیاز نہیں ہوں۔

☆☆☆

شفاعت

اے محمد! شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی:

عن انس رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال یجتمع المؤمن یوم القیامة فیقولون لواستشفعنا إلی ربنا۔ فیأتون آدم فیقولون انت ابو الناس خلقک اللّٰہ بیدہٖ، واسجد لک ملائکتہٗ، وعلمک اسماء کل شیٔ، فاشفع لنا عند ربک حتی یریحنا من مکاننا ھٰذا، فیقول، لست ھناکم، ویذکر ذنبہٗ فیستحیی۔ ائتونوحاً فإنہ اول رسول بعثہ اللّٰہ إلی اھل الارض۔ فیأتونہ فیقول، لست ھناکم ویذکر سوالہ ربہ مالیس لہ بہٖ علم فیستحیی، فیقول ائتوا خلیل الرحمن، فیأتونہ، فیقول لست ھنا کم، ائتواموسٰی عبداً کلمہ اللّٰہ واعطاہ التوراۃ۔ فیأتونہ فیقول لست ھناکم ویذکر قتل النفس بغیر نفس فیستحیی من ربہ، فیقول ائتوا عیسٰی عبد اللّٰہ ورسولہ وکلمة اللّٰہ وروحہٗ، فیقول لست ھناکم ائتوامحمدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبداً غفر اللّٰہ لہ ما تقدم من ذنبہٖ وما تأخر، فیأتونی فانطلق حتی استاذن علی

ربی فیؤذن لی، فإذا رأیت ربی وقعت ساجداً۔ فیدعنی ماشاء اللّٰہ، ثم یقال ارفع رأسک۔ وسل تعط۔ وقُل یسمع واشفع تشفع، فارفع رأسی فاحمدہٗ بتحمید یعلمنیہ، ثم اشفع فیحدُّلی حداً، فأدخلھم الجنۃ ثم اعود الیہ، فإذا رایت ربی مثلہ، ثم اشفع فیحدُّلی حداً فادخلھم الجنۃ، ثم اعود الرابعۃ، فاقول مابقی فی النار إلا من حبسہ القران، ووجب علیہ الخلود۔ قال ابو عبداللّٰہ الا من حبسہ القران یعنی قول اللّٰہ تعالیٰ خالدین فیھا۔

(بخاری: کتاب التفسیر، باب قول اللہ "وعلّم آدم الاسماء کلھا")

ترجمہ : حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا قیامت کے دن مومنین جمع ہوں گے، وہ کہیں گے کیوں نہ ہم اپنے رب کی بارگاہ میں کسی کو اپنا شفیع بنائیں، تو وہ (حضرت) آدم (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے، اور کہیں گے اے آدم، آپ تمام انسانوں کے باپ ہیں، اللہ نے آپ کو اپنے خاص دست قدرت سے بنایا تھا اور فرشتوں سے آپ کو سجدہ کروایا تھا اور آپ کو تمام چیزوں کے نام تعلیم فرمائے تھے، آپ اللہ کی بارگاہ میں ہماری شفاعت کیجئے تا کہ اللہ ہمیں اس جگہ سے رہائی عطا فرمائے۔ حضرت آدم فرمائیں گے میں اس مقام کے لائق نہیں (میں تمہارے اس کام کا نہیں) وہ اپنی لغزش یاد کریں گے اور حیا فرمائیں گے، پھر فرمائیں گے کہ نوح کے پاس جاؤ کیونکہ وہ سب سے پہلے رسول ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کے لئے بھیجا تھا، تو لوگ (حضرت) نوح (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے، وہ فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں، وہ اپنے اس سوال کو یاد کریں گے جس کا انھیں علم نہیں تھا اور حیا فرمائیں گے، تب (حضرت) نوح (علیہ السلام) فرمائیں گے کہ خلیل الرحمن (ابراہیم علیہ السلام) کے پاس جاؤ، لوگ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے، آپ بھی یہی فرمائیں گے کہ میں تمہارے اس کام کا نہیں، تم (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ وہ ایسے بندے ہیں جن سے اللہ نے کلام فرمایا اور ان کو توریت عطا فرمائی

تھی، چنانچہ لوگ (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے، وہ بھی یہی فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں، وہ ایک انسان کو بغیر کسی جان کے بدلے میں قتل کرنے کے اپنے فعل کو یاد کریں گے اور حیا فرمائیں گے، پھر (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) فرمائیں گے (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ وہ اللہ کے بندے، رسول، کلمہ اور روح ہیں، چنانچہ لوگ ان کے پاس آئیں گے، (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) فرمائیں گے میں تمہارے اس کام کا نہیں، (حضرت) محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ وہ ایسے بندے ہیں کہ ان کے اگلے پچھلے تمام ذنب (خلاف اولیٰ کام) اللہ نے معاف کر دیئے ہیں چنانچہ وہ لوگ میرے پاس آئیں گے، میں جا کر اپنے رب سے باریابی کی اجازت لوں گا، مجھے اجازت دی جائیگی، جب میں اپنے رب کو دیکھوں گا تو سجدے میں چلا جاؤں گا اور جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا میں اسی حال میں رہوں گا، پھر کہا جائے گا سر اُٹھایئے، اور طلب کیجئے جو کچھ آپ طلب کریں گے عطا کیا جائے گا، آپ شفاعت کیجئے آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی، پھر میں اپنا سر اٹھاؤں گا اور اللہ تعالیٰ کی ایسی حمد بیان کروں گا جو اللہ تعالیٰ مجھے سکھائے گا پھر میں شفاعت کروں گا میرے لئے ایک حد مقرر کی جائے گی اسی کے مطابق میں لوگوں کو جنت میں داخل کرونگا۔ پھر دوبارہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں لوٹوں گا اور جب اللہ کا دیدار کروں گا تو پھر ویسے ہی کروں گا جو پہلی بار کیا تھا، پھر شفاعت کروں گا۔ اللہ تعالیٰ پھر میرے لئے حد مقرر فرمادے گا اور میں اتنے ہی آدمیوں کو جنت میں داخل کر دوں گا، بالآخر چوتھی مرتبہ ایسا کرنے کے بعد میں عرض کروں گا کہ اب تو دوزخ میں ان لوگوں کے علاوہ اور کوئی باقی نہیں بچا جن کو قران کریم نے روک رکھا ہے اور ان کے لئے دوزخ میں ہمیشہ رہنا لازم ہو چکا ہے۔

امام بخاری فرماتے ہیں کہ "جن کو قران کریم نے روک رکھا ہے" کا مطلب اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے کہ **خالدین فیھا** یعنی وہ جہنم میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے رہنے والے ہیں۔

اپنی امت کو بغیر حساب و کتاب جنت میں داخل کر دو:

عن أبی ہریرۃ رضی اللّٰہ تعالیٰ عنہ ان رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم أتی بلحم فرفع الیہ الذراع وکانت تعجبہ، فنهش منها نهشة ثم قال انا سید الناس یوم القیامة، وھل تدرون مِمَّ ذلکَ؟ یجمع اللّٰہ الناس الاولین والآخرین فی صعید واحدٍ، یسمعهم الداعی، وینفذهم البصر، وتدنوا الشمس، فیبلغ الناس من الغم والکرب مالا یطیقون ولا یحتملون، فیقول الناس، الا ترون ماقد بلغکم؟ الا تنظرون من یشفع لکم إلی ربکم؟ فیقول بعض الناس لبعضٍ علیکم بآدم فیأتون آدم علیه السلام فیقولون له، انت ابو البشر، خلقک اللّٰہ بیدہ، ونفسخ فیک من روحهٖ وامر الملائکة فسجدوا لک، اشفع لنا إلی ربک، الاتری إلی مانحن فیه؟ الا تریٰ إلی ماقد بلغنا؟ فیقول آدم ان ربی قد غضب الیوم غضباً لم یغضب قبله مثله، ولن یغضب بعده مثله، وانه قد نهانی عن الشجرة فعصیته، نفسی، نفسی، نفسی، اذهبوا إلی غیری، اذهبوا إلی نوح، فیأتون نوحاً فیقولون یانوح انک انت اول الرسل إلی اهل الارض وقد سمّاک اللّٰہ عبداً شکوراً، اشفع لنا إلی ربک، الا تریٰ إلی مانحن فیه؟ فیقول ان ربی عزوجل قد غضب الیوم غضباً لم یغضب قبله مثلهٗ ولن یغضب بعده مثله وانه قد کانت لی دعوة دعوتها علی قومی، نفسی، نفسی، نفسی، اذهبوا إلی غیری، اذهبوا إلی ابراهیم فیأتون ابراهیم، فیقولون یا ابراهیم، انت نبی اللّٰہ و خلیلهٗ من اهل الأرض، اشفع لنا إلی ربک الا تریٰ إلی مانحن فیه؟ فیقول لهم، ان ربی قد غضب الیوم غضباً لم یغضب قبله مثله ولن یغضب بعده مثله، وانی قد کذبت ثلاث کذبات۔ فذکرهن ابوحیان فی الحدیث – نفسی، نفسی، نفسی اذهبوا إلی غیری اذهبوا إلی موسٰی، فیأتون موسٰی فیقولون، یا موسٰی انت رسول اللّٰہ فضلک اللّٰہ برسالتهٖ وبکلامهٖ علی الناس۔ اشفع لنا إلی ربک، الاتریٰ

إلى مانحن فيه؟ فيقول ان ربى قد غضب اليوم غضباً لم يغضب قبله مثله، ولن يغضب بعده مثله، وانى قد قتلت نفساً لم أومر بقتلها، نفسى نفسى نفسى، اذهبوا إلى غيرى، اذهبوا إلى عيسٰى ابن مريم، فيأتون عيسٰى فيقولون يا عيسٰى انت رسول اللّٰه وكلمته القاها إلى مريم، و روح منه، وكلمت الناس فى المهد صبِياً، اشفع لنا إلى ربك، الا ترىٰ إلى مانحن فيه، فيقول عيسٰى ان ربى قد غضب اليوم غضباً لم يغضب قبله مثله قط ولن يغضب بعده مثله، ولم يذكر ذنباً، نفسى، نفسى، نفسى، اذهبوا إلى غيرى اذهبوا إلى محمد فيأتون محمداً فيقولون يا محمد انت رسول اللّٰه، وخاتم الانبياء وقد غفر اللّٰه لك ما تقدم من ذنبك وماتأخر، اشفع لنا إلى ربك، الا ترىٰ إلى مانحن فيه؟ فأنطلق فاتى تحت العرش، فأقع ساجداً لربى عزو جل، ثم يفتح اللّٰه علىّ من محامدهٖ وحسن الثناء عليه شيئًا لم يَفْتَحه على احدٍ قبلى ثم يقال يا محمد ارفع راسک، سل تعطهٖ، واشفع تشفع، فارفع رأسى فأقول امتى يارب، امتى يارب، امتى يارب، فيقال يا محمد ادخل من امتك من لا حساب عليهم من الباب الايمن من ابواب الجنة وهم شركاء والناس فيما سوىٰ ذلك من الابواب، ثم قال والذى نفسى بيدهٖ ان ما بين المصراعين من مصاريع الجنة كما بين مكة و حمير اوكما بين مكة و بصرىٰ۔

(بخاری:کتاب التفسیر، باب ذریۃ من حملنا مع نوح)

ترجمه: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں گوشت پیش کیا گیا، اور بازو کا گوشت اٹھا کر آپ کو دیا گیا، اور بازو کا گوشت آپ کو بہت پسند تھا، اس میں سے کچھ آپ نے تناول فرمایا، پھر فرمایا، میں قیامت کے دن تمام لوگوں کا سردار ہوں گا، کیا تم جانتے ہو کہ میرے سردار ہونے کی کیا وجہ ہے، اللہ تعالیٰ

تمام اولین و آخرین کو ایک میدان میں جمع کرے گا، ایک پکارنے والا پکارے گا اور آنکھیں دوسری طرف دیکھنے کے قابل ہوں گی، اور سورج قریب آ جائیگا اور لوگوں پر ناقابل برداشت غم واندوہ کا ہجوم ہوگا، تو لوگ کہیں گے، کیا تم نہیں دیکھتے کہ تم کس حالت کو پہنچ گئے ہو، کوئی ایسا آدمی تلاش کرو جو تمہارے رب کی بارگاہ میں تمہاری سفارش کر سکے، تو بعض لوگ بعض سے کہیں گے (حضرت) آدم (علیہ السلام) کے پاس جاؤ، لوگ (حضرت) آدم (علیہ السلام) کے پاس پہنچ کر کہیں گے آپ تمام انسانوں کے باپ ہیں، اللہ نے آپ کو اپنے خاص دست قدرت سے بنایا ہے اور آپ کے اندر اپنی جانب سے روح پھونکی اور فرشتوں کو آپ کے سامنے سربسجدہ ہونے کا حکم دیا، اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری سفارش فرمائیے، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کس مصیبت میں ہیں، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہماری کیا حالت ہوگئی ہے، (حضرت) آدم (علیہ السلام) فرمائیں گے آج میرا رب اس قدر غضب میں ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی ایسے غضب میں ہوا اور نہ اس کے بعد کبھی ایسا غضبناک ہوگا، مجھے اس نے ایک درخت کے کھانے کی ممانعت فرمائی تھی مگر میں نے اس کی نافرمانی کی، نفسی نفسی تم میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، تم لوگ (حضرت) نوح (علیہ السلام) کے پاس جاؤ۔ وہ سب لوگ (حضرت) نوح (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے (حضرت) نوح (علیہ السلام) آپ زمین والوں کے لئے سب سے پہلے رسول ہیں، اللہ نے آپ کا نام شکر گزار بندہ رکھا ہے، اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری سفارش فرمائیے، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کس مصیبت میں مبتلا ہیں؟ (حضرت) نوح (علیہ السلام) فرمائیں گے میرا رب آج ایسا غضبناک ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنا غضب میں تھا اور نہ بعد میں ہوگا، میرے لئے ایک دعا تھی وہ میں نے اپنی قوم کی ہلاکت کے لئے کرلی نفسی نفسی، تم لوگ میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ تم لوگ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس جاؤ، وہ سب لوگ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) آپ اللہ کے نبی ہیں اور زمین والوں میں اس کے خلیل

ہیں، اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمایئے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کس مصیبت میں گرفتار ہیں۔ (حضرت) ابراہیم (علیہ السلام) فرمائیں گے میرا رب آج ایسا غضبناک ہے کہ نہ آج سے پہلے کبھی ایسا غضبناک ہوا اور نہ آج کے بعد کبھی ایسا غضبناک ہوگا، میں نے (دنیا میں) تین خلاف واقعہ باتیں کہی تھیں نفسی نفسی، تم لوگ میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، تم لوگ (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ۔ پھر وہ لوگ (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ نے آپ کو اپنی پیغامبری اور اپنی ہم کلامی کے ذریعہ لوگوں پر فضیلت دی ہے، اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری سفارش فرما دیجئے کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کس آفت میں مبتلا ہیں؟ (حضرت) موسیٰ (علیہ السلام) فرمائیں گے آج میرا رب ایسا غضبناک ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی ایسا غضبناک ہوا اور نہ آج کے بعد کبھی ایسا غضبناک ہوگا۔ مجھ سے (دنیا میں) ایک قتل سرزد ہو گیا تھا جس کا مجھے حکم نہیں دیا گیا تھا، نفسی نفسی، تم کسی اور کے پاس جاؤ تم لوگ (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس جاؤ۔ وہ لوگ (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) کے پاس آئیں گے اور کہیں گے اے (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) آپ اللہ کے رسول ہیں اور اس کا کلمہ ہیں جو مریم میں ڈالا گیا اور آپ روح اللہ ہیں، آپ نے اس وقت لوگوں سے کلام کیا تھا جب آپ چھوٹے سے پالنے میں تھے، آپ اپنے رب کی بارگاہ میں ہماری شفاعت فرمایئے، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کس آفت میں گرفتار ہیں؟ (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) فرمائیں گے میرا رب آج ایسا غضبناک ہے کہ اس سے پہلے کبھی ایسا غضبناک نہ ہوا نہ کبھی ایسا غضبناک ہوگا۔ (حضرت) عیسیٰ (علیہ السلام) اپنا کوئی قصور ذکر نہیں کریں گے، فرمائیں گے نفسی نفسی، میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ، تم لوگ (حضرت) محمد (ﷺ) کے پاس جاؤ۔ لوگ (حضرت) محمد (ﷺ) کے پاس جا کر عرض کریں گے، یا محمد (ﷺ) آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ خاتم الانبیاء ہیں، اللہ نے آپ کے تمام اگلے پچھلے ذنب (خلاف اولیٰ کام) معاف فرما دیئے ہیں۔ آپ اپنے رب کی

بارگاہ میں ہماری سفارش فرمائیں، کیا آپ نہیں دیکھتے کہ ہم کس پریشانی میں مبتلا ہیں؟ میں فوراً عرشِ الٰہی کے نیچے آؤں گا اور اپنے رب کے سامنے سربسجود ہو جاؤں گا، اللہ تعالیٰ میری زبان پر اپنی ایسی عمدہ حمد وثنا جاری فرمادے گا جو مجھ سے پہلے کسی کی زبان پر جاری نہ کرائی گئی ہوگی، پھر کہا جائے گا اے محمد! اپنا سر اُٹھاؤ، طلب کرو تمہیں عطا کیا جائیگا، شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ (یہ سن کر) میں سجدہ سے سر اُٹھاؤں گا اور کہوں گا اے رب میری امت، اے رب میری امت، اے رب میری امت، مجھ سے کہا جائیگا اے محمد اپنی امت میں سے بے حساب وکتاب جنت کے داہنے دروازے سے جنت میں داخل کرو اور جنت کے دیگر دروازوں میں بھی یہ لوگ دوسروں کے ساتھ شریک ہیں، پھر حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے جنت کے دروازے کے دو پٹوں کے درمیان اتنی ہی مسافت ہے جتنی مکہ اور حمیر کے درمیان ہے یا مکہ اور بصرہ کے درمیان ہے۔

گناہگاروں کی شفاعت کے لئے اہل ایمان کا مباحثہ :

عن أبی سعید الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ما مجادلة احدکم فی الحق یکون له فی الدنیا باشد مجادلة من المؤمنین لربهم فی اخوانهم الذین اُدخلوا النار قال یقولون ربنا اخواننا کانوا یصلون معنا ویصومون معنا ویحجون معنا فادخلتهم النار قال فیقول اذهبوا فاخرجوا من عرفتم منهم قال فیأتونهم فیعرفونهم بصورهم فمنهم من اخذته النار إلی انصاف ساقیه ومنهم من اخذته إلی کعبیه فیخرجونهم فیقولون ربنا قد اخرجنا من امرتنا قال و یقول اخرجوا من کان فی قلبه وزن دینار من الایمان ثم قال من کان فی قلبه وزن نصف دینار حتی یقول من کان فی قلبه وزن ذرة۔

(النسائی: کتاب الایمان وشرائع، باب زیادۃ الایمان)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم میں سے کسی کا اپنے حق کے لئے بحث ومباحثہ کرنا اتنا شدید نہیں ہے جتنا بحث ومباحثہ مومنین اپنے رب سے کریں گے اپنے ان بھائیوں کے لئے جو دوزخ میں داخل کر دیئے گئے ہوں گے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ کہیں گے اے ہمارے رب! ہمارے وہ بھائی جو ہمارے ساتھ نماز پڑھتے تھے، ہمارے ساتھ روزے رکھتے تھے، ہمارے ساتھ حج کرتے تھے تو نے ان کو جہنم میں داخل کر دیا؟ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا جاؤ اوران میں سے تم جن کو پہچانتے ہوان کو دوزخ سے نکال لاؤ، حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر وہ (مومنین) ان (دوزخیوں) کے پاس آئیں گے تو ان کو ان کی صورتوں سے پہچان لیں گے، ان (دوزخیوں) میں بعض ایسے ہوں گے جن کی آدھی پنڈلیوں تک آگ ہوگی اور بعض ایسے ہوں گے جن کے ٹخنوں تک آگ ہوگی، پھر وہ (مومنین) عرض کریں گے اے پروردگار تو نے ہمیں جن (کو نکالنے) کا حکم دیا تھا ہم نے ان کو دوزخ سے نکال لیا، حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کہ جس کے دل میں دینار کے برابر بھی ایمان ہواس کو بھی دوزخ سے نکال لو، پھر ارشاد فرمائے گا جس کے دل میں آدھے دینار کے برابر بھی ایمان ہواس کو بھی نکال لو یہاں تک کہ اللہ فرمائے گا کہ جس کے دل میں ایک ذرہ کے برابر بھی ایمان ہو (اس کو بھی دوزخ سے نکال لو)۔

بچوں کی شفاعت والدین کے حق میں:

عن بعض اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انہ سمع النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول یقال للوالدان یوم القیامۃ ادخلوا الجنۃ قال فیقولون یارب حتی یدخل آباؤنا و امهاتنا قال فیأتون قال فیقول اللّٰہ عز وجل مالی أراھم مُحبنطئین ادخلوا الجنۃ قال فیقولون یا رب آباء نا و امھاتنا قال فیقول ادخلوا الجنۃ انتم و اباءکم۔

(مسند احمد بن حنبل: ج ۴/ص ۱۰۵)

ترجمہ: بعض صحابہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا قیامت کے دن چھوٹے بچوں سے کہا جائے گا جنت میں داخل ہو جاؤ وہ کہیں گے اے پروردگار (ہم اس وقت تک جنت میں نہیں جائیں گے) جب تک ہمارے والدین جنت میں نہ چلے جائیں، حضور علیہ السلام نے فرمایا پھر وہ آئیں گے، تو اللہ ارشاد فرمائے گا کیا بات ہے میں ان لوگوں کو تذبذب کا شکار دیکھ رہا ہوں، جاؤ جنت میں داخل ہو جاؤ، حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ بچے کہیں گے ہمارے والدین، تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا تم اور تمہارے والدین سب جنت میں داخل ہو جاؤ۔

امت محمدیہ کی فضیلت

امت محمدیہ کا اجر:

عَنْ سَالِمِ بِن عَبْدِ اللّٰهِ عَن اَبِيْهِ اَنَّهٗ اَخْبَرَهٗ اَنَّهٗ سَمِعَ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ يَقُوْلُ اِنَّمَا بَقَاؤُكُمْ فِيْمَا سَلَفَ قَبْلَكُمْ مِنَ الْاُمَمِ كَمَا بَيْنَ صَلَاةِ الْعَصْرِ اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ اُوْتِیَ اَهْلُ التَّوْرَاةِ التَّوْرَاةَ فَعَمِلُوْا حَتّٰى اِذَا انْتَصَفَ النَّهَارُ عَجَزُوْا، فَأُعْطُوْا قِيْرَاطاً قِيْرَاطاً، ثُمَّ اُوْتِیَ اَهْلُ الْاِنْجِيْلِ الْاِنْجِيْلَ فَعَمِلُوْا اِلٰى صَلَاةِ الْعَصْرِ ثُمَّ عَجَزُوْا فَأُعْطُوْا قِيْرَاطاً قِيْرَاطاً، ثُمَّ اُوْتِيْنَا الْقُرآنَ فَعَمِلْنَا اِلٰى غُرُوْبِ الشَّمْسِ فَأُعْطِيْنَا قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ، فَقَالَ اَهْلُ الْكِتَابَيْنِ، اَیْ رَبَّنَا اَعْطَيْتَ هٰؤُلَاءِ قِيْرَاطَيْنِ قِيْرَاطَيْنِ وَاَعْطَيْتَنَا قِيْرَاطاً قِيْرَاطاً وَنَحْنُ كُنَّا اَكْثَرَ عَمَلاً؟ قَالَ قَالَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ هَلْ ظَلَمْتُكُمْ مِنْ اَجْرِكُمْ مِنْ شَیْءٍ؟ قَالُوا لَا قَالَ فَهُوَ فَضْلِیْ اُوْتِيْهِ مَنْ أَشَاءُ۔

(بخاری: کتاب مواقیت الصلاۃ، باب من ادرک رکعۃ من العصر قبل الغروب)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ السلام سے سنا ہے آپ نے ارشاد فرمایا کہ گزشتہ قوموں کے مقابلہ میں تمہاری مدت حیات اتنی ہے جتنا وقت نماز عصر

اور غروب آفتاب کے درمیان ہوتا ہے۔ اہل توریت (یعنی یہود) کو توریت عطا کی گئی تو انھوں نے اس پر دوپہر تک عمل کیا اس کے بعد وہ عاجز ہوگئے لہٰذا ان کو (اس عمل کے بدلے میں) ایک قیراط اجر دیا گیا، پھر اہل انجیل کو انجیل دی گئی تو انھوں نے اس پر عصر تک عمل کیا پھر وہ بھی تھک گئے، لہٰذا ان کو بھی ایک ایک قیراط اجر وثواب دیا گیا۔ پھر ہمیں قرآن کریم عطا فرمایا گیا اور ہم نے اس کے مطابق غروب آفتاب تک عمل کیا، تو ہمیں دو قیراط ثواب دیا گیا، (یہ دیکھ کر) یہود و نصاریٰ نے عرض کیا اے رب! تو نے ان لوگوں کو دو دو قیراط ثواب عطا کیا ہے اور ہمیں ایک ایک قیراط، حالانکہ ہم نے ان سے زیادہ کام کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ کیا میں نے تمہارے اجر وثواب میں سے کچھ کم کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا کچھ نہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ یہ تو میرا فضل ہے جس کو چاہتا ہوں دیتا ہوں۔

(قیراط ایک متعین وزن ہے گرام اور تولہ کی طرح، اس سے سونا چاندی کو تولا جاتا تھا۔)

نصف اہل جنت امت محمدیہ سے ہوں گے:

عن أبی سعید الخدری عن النبی صلى الله عليه وآله وسلم قال یقول اللّٰہ تعالیٰ یا آدم، فیقول لبیک وسعدیک والخیر فی یدیک، فیقول اخرج بعث النار، قال وما بعث النار؟ قال من کل الف تسع مائة وتسعة و تسعین، فعندہ یشیب الصغیر، و تضع کل ذات حمل حملها وتری الناس سکاریٰ وماھم بسکاریٰ ولکن عذاب اللّٰہ شدید قالوا یا رسول اللّٰہ، واینا ذلک الواحد قال ابشروا فان منکم رجلاً ومن یاجوج ومأجوج الفاً، ثم قال والذی نفسی بیدہٖ إنی أرجو ان تکونوا ربع اهل الجنة فکبرنا فقال ارجوا ان تکونوا ثلث اهل الجنة فکبرنا فقال أرجو ان تکونوا نصف اهل الجنة فکبرنا، فقال ما انتم فی الناس إلا کالشعرة السوداء فی جلد ثور ابیض، او کشعرة بیضاء فی جلد ثور اسود۔

(بخاری: کتاب الانبیاء، باب قصة یاجوج ومأجوج)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلى الله عليه وسلم

نے فرمایا کہ (قیامت کے دن) اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرمائے گا، اے آدم! (حضرت) آدم (علیہ السلام) عرض کریں گے حاضر ہوں اور تمام اچھائیاں تیرے ہی قبضۂ قدرت میں ہیں، اللہ تعالیٰ فرمائے گا دوزخیوں کو چھانٹ کر الگ کرو، (حضرت) آدم (علیہ السلام) عرض کریں گے کہ کون کون دوزخی ہے؟ اللہ فرمائے گا، ہر ہزار میں سے نو سو ننیانوے دوزخی ہیں۔ اس وقت (خوف ودہشت کی وجہ سے) بچے بوڑھے ہوجائیں گے اور (اضطراب کی وجہ سے) حمل والی عورت کا حمل گر جائے گا، لوگ مدہوش نظر آئیں گے حالانکہ وہ نشے میں نہیں ہوں گے بلکہ خدا تعالیٰ کا عذاب ہی اتنا شدید ہوگا۔ صحابہ نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ وہ ایک جنتی ہم میں سے کون سا شخص ہوگا؟ آپ علیہ السلام نے فرمایا تم لوگ خاطر جمع رکھو تم میں سے تو ایک آدمی جنتی ہوگا بھی مگر یاجوج ماجوج تو ہزار کے ہزار دوزخی ہوں گے۔ اس کے بعد آپ نے ارشاد فرمایا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے میں امید کرتا ہوں کہ تم لوگ (یعنی امت محمدیہ) تمام جنتیوں کا ایک چوتھائی ہوگے، ہم نے یہ سن کر نعرۂ تکبیر بلند کیا، پھر آپ نے فرمایا مجھے تو یہ امید ہے کہ تم تمام اہل جنت کا ایک تہائی حصہ ہوگے، یہ سن کر ہم نے پھر نعرۂ تکبیر بلند کیا، حضور نے پھر فرمایا مجھے تو یہ امید ہے کہ تم اہل جنت کا نصف ہوگے، ہم نے پھر نعرہ لگایا، حضور نے ارشاد فرمایا دنیا کے تمام لوگوں کی بنسبت تمہاری تعداد ایسی ہی ہے جیسے سفید بیل کی کھال میں ایک کالا بال ہو یا کالے بیل کی کھال میں ایک سفید بال ہو۔

امت محمدیہ قحط عام میں ہلاک نہیں ہوگی:

عن ثوبان قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ان اللّٰہ زَوَی لی الأرض فرأیت مشارقھا ومغاربھا وان امتی سیبلغ ملکھا مازُوِیَ لی منھا، واعطیت الکنزین الاحمر والابیض، وانی سألت ربی لأمتی ان لا یھلکھا بسنۃ عامۃ، وان لا یسلط علیھم عدواً من سویٰ انفسھم فیستبیح بیضتھم، وان ربی قال یا محمد انی قضیت قضاء فانہ لایُرد وانی اعطیتک لامتک ان لا أھلکھم بسنۃ عامۃ، وان لا اسلط علیھم عدواً من سویٰ انفسھم یستبیح بیضتھم، ولو

اجتمع علیهم من باقطارها أو قال من بین اقطارها حتی یکون بعضهم یهلک بعضاً، ویسبی بعضهم بعضاً۔

(مسلم: کتاب الفتن، باب ھلاک ھٰذہ الامۃ بعضھم ببعض)

ترجمہ: حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے میرے لئے زمین کو سمیٹ دیا اور جمع کر دیا تو میں نے زمین کے مشارق و مغارب کا مشاہدہ کیا اور عنقریب میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچ جائیگی جو میرے لئے سمیٹ دی گئی تھی اور مجھے دو خزانے عطا کئے گئے ایک لال اور ایک سفید اور میں نے اپنے پروردگار سے اپنی امت کے لئے سوال کیا کہ اس کو عالم گیر قحط سے نہ ہلاک کرے اور ان کے علاوہ ان پر کوئی دشمن نہ مسلط کیا جائے، جو ان کی جانوں کو مباح کرے۔ میرے رب نے ارشاد فرمایا اے محمد جب میں کوئی فیصلہ کر لیتا ہوں تو وہ ردّ نہیں کیا جاتا اور میں نے آپ کو آپ کی امت کے لئے یہ دیا کہ میں اس کو عالمگیر قحط میں ہلاک نہ کروں گا اور نہ ان پر ایسا دشمن مسلط کروں گا جو ان میں سے نہ ہو جو ان کی جانوں کو مباح کرے۔ اگر چہ ان کے خلاف زمین کی ہر طرف کے لوگ جمع ہو جائیں، ہاں البتہ اس امت ہی کے بعض لوگ بعض کو ہلاک کریں گے اور بعض بعض کو قید کریں گے۔

امت محمدیہ میں تین قسم کے جنتی:

عن أبی موسیٰ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ تحشر ھٰذہ الامۃ علٰی ثلاثۃ اصناف صنف یدخلون الجنۃ بغیر حساب و صنف یحاسبون حسابا یسیراً ثم یدخلون الجنۃ وصنف یجیئون علی ظھورھم امثال الجبال الراسیات ذنوباً فیسأل اللّٰہ عنھم وھو اعلم بھم فیقول ماھٰؤلاء فیقولون ھٰؤلاء عبید من عبادک فیقول حطوھا عنھم وجعلوھا علی الیھود والنصاریٰ وادخلوھم برحمتی الجنۃ۔

(مستدرک للحاکم: کتاب الایمان، ج:۱/ص:۱۲٦)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اس امت کا حشر تین قسم کا ہوگا، ایک گروہ وہ ہوگا جو جنت میں بغیر حساب و کتاب کے داخل کر دیا جائے گا، ایک گروہ وہ ہوگا جس سے بہت آسان اور سہل حساب لیا جائے گا، ایک گروہ ان لوگوں کا ہوگا جو اس حال میں آئیں گے کہ ان کی پیٹھ پر بلند و بالا پہاڑوں کے برابر گناہوں کا بوجھ ہوگا، تو اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں پوچھے گا حالانکہ وہ ان کے حال کو بخوبی جانتا ہے۔ اللہ پوچھے گا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ فرشتے عرض کریں گے یہ تیرے بندوں میں سے چند بندے ہیں، اللہ ارشاد فرمائے گا یہ بوجھ ان کے اوپر سے ہٹا دو اور اس کو یہود و نصاریٰ کے اوپر لاد دو اور ان کو میری رحمت سے جنت میں داخل کر دو۔

اولیاء وصالحین کا مرتبہ

جب اللّٰہ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو۔۔۔۔۔:

عن أبی هريرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه عن النبی ﷺ قال اذا احب اللّٰه العبد نادیٰ جبرئيل ان اللّٰه يحب فلاناً فاحببه، فيحبه جبرئيل، فينادی جبرئيل فی اهل السماء ان اللّٰه يحب فلانًا فأحبوه فيحبه اهل السماء ثم يوضع له القبول فی الأرض۔

(بخاری: کتاب بدء الخلق، باب ذکر الملائکة)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے محبت کرتا ہے تو جبرئیل علیہ السلام سے فرماتا ہے اے جبرئیل اللہ فلاں بندہ سے محبت کرتا ہے تو بھی اس سے محبت کر، تو جبرئیل علیہ السلام بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں، پھر جبرئیل علیہ السلام آسمان والوں سے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں بندہ سے محبت کرتا ہے تم سب بھی اس سے محبت کرو لہٰذا آسمان کے فرشتے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں۔ پھر اس کے بعد زمین میں اس بندے کو مقبول بنا

دیا جاتا ہے (اور زمین والے بھی اس سے محبت کرنے لگتے ہیں)۔

نیک بندوں کے لئے انعام:

عن أبی هريرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ قال اللّٰه أعددت لعبادی الصالحين مالا عين رأت ولا أذن سمعت، ولا خطر علی قلب بشر، فأقرء وا ان شئتم "فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعين"۔

(بخاری: کتاب بدء الخلق، باب ماجاء فی صفة الجنة وانها مخلوقة)

ترجمہ:- حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں کے لئے ایسی چیزیں تیار کر کے رکھیں ہیں جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا، نہ کسی کان نے سنا، نہ کسی دل میں ان کا خیال گزرا۔ پھر حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اگر چاہو تو یہ آیت پڑھو:- **فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قرة اعين**۔ (ترجمہ: تو کوئی نہیں جانتا کہ میں نے ان (نیک لوگوں) کے لئے کیا (انعام) چھپا کر رکھا ہے، آنکھوں کی ٹھنڈک میں سے)۔

ان کے پاس بیٹھنے والا بھی محروم نہیں ہوتا:

عن أبی هريرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ ان للّٰه ملائكةً يطوفون فی الطرق يلتمسون اهل الذكر، فإذا وجدوا قوماً يذكرون اللّٰه تنادوا اهلموا إلیٰ حاجتكم قالوا فيحفونهم بأجنحتهم إلی السماء الدنيا، قال فيسألهم ربهم وهو اعلم منهم، مايقول عبادی؟ قال يقولون يسبحونك ويكبرونك ويحمدونك ويمجدونك، قال فيقول هل رأونی، قال فيقول لا واللّٰه مارأوك قال فيقول وكيف لورأونی قال يقولون لورأوك كانوا اشد لك عبادة واشد لك تمجيداً وتحميداً و اكثر لك تسبيحاً قال فيقول فما يسئلونی قال يقولون يسألونك الجنة، قال يقول وهل رأوها قال يقولون لا واللّٰه يا رب مارأوها قال يقول فكيف لو انهم رأوها قال يقولون لوانهم

رأوها كانوا اشد عليها حرماً واشد لها طلباً واعظم فيها رغبة، قال فمِمَّ يتعوذون؟ قال يقولون من النار قال يقول وهل رأوها؟ قال يقولون لا واللّٰه يا رب مارأوها قال يقول فكيف لورأوها قال يقولون لورأوها كانوا اشد منهافراراً واشدلها مخافة قال فيقول: فاشهدكم أني قدغفرت لهم قال يقول ملك من الملائكة، فيهم فلان ليس منهم انما جاء لحاجة قال هم الجلساء لا يشقى بهم جليسهم۔

(بخاری: کتاب الدعوات، باب الدعاء نصف اللیل)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ کے کچھ مخصوص فرشتے ہیں جو راستوں میں گھومتے ہیں اور اللہ کا ذکر کرنے والے بندوں کو تلاش کرتے ہیں، اگر کسی گروہ کو اللہ کا ذکر کرتا ہوا پاتے ہیں تو باہم ایک دوسرے کو پکارتے ہیں کہ آؤ مدعا مل گیا۔ پھر ان کو اپنے پروں سے ڈھانپ لیتے ہیں دنیا کے آسمان تک، پھر ان کا رب ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ ان سے زیادہ جانتا ہے اے فرشتو میرے بندے کیا کہہ رہے تھے، فرشتے عرض کرتے ہیں وہ تیری تسبیح، تیری تکبیر، تیری حمد اور تمجید بیان کرر ہے تھے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا انھوں نے مجھے دیکھا ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں خدا کی قسم انھوں نے تجھے نہیں دیکھا ہے۔ اللہ ارشاد فرماتا ہے اگر وہ مجھے دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہوگا، فرشتے عرض کرتے ہیں اگر وہ تجھے دیکھ لیں تو وہ اور زیادہ تیری عبادت کریں گے تیری بزرگی اور پاکی اور زیادہ بیان کریں گے، اللہ ارشاد فرماتا ہے وہ مجھ سے کیا چیز طلب کرر ہے تھے، فرشتے عرض کرتے ہیں وہ تجھ سے جنت کے طالب تھے اللہ ارشاد فرماتا ہے کیا انھوں نے جنت دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں، اے پروردگار انھوں نے جنت نہیں دیکھی۔ اللہ ارشاد فرماتا ہے اگر وہ جنت دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہوگا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اگر وہ جنت دیکھ لیں تو ان کی طلب میں اور اضافہ ہوگا ان کی رغبت اور زیادہ ہوگی اور وہ اور زیادہ اس کے خواہش مند ہوں گے۔ اللہ فرماتا ہے

میرے بندے کس چیز سے پناہ چاہتے تھے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں وہ جہنم سے پناہ چاہتے تھے، اللہ فرماتا ہے کیا انھوں نے دوزخ دیکھی ہے؟ فرشتے عرض کرتے ہیں نہیں، خدا کی قسم انھوں نے دوزخ نہیں دیکھی، اللہ فرماتا ہے اگر وہ دوزخ دیکھ لیں تو ان کا کیا حال ہوگا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں اگر وہ دوزخ دیکھ لیں تو اس سے اور زیادہ بھاگیں گے اور اس سے اور زیادہ ڈریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں تم سب کو گواہ بنا کر اعلان کرتا ہوں کہ میں نے ان کو بخش دیا۔ ان فرشتوں میں سے ایک فرشتہ کہتا ہے کہ فلاں آدمی تو ان (اہل ذکر بندوں) میں سے نہیں تھا وہ تو کسی ضرورت سے ان کے پاس آیا تھا۔ اللہ فرماتا ہے یہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والے بھی محروم اور ناکام نہیں ہوتا۔

دشمن اولیاء سے میری جنگ کا اعلان ہے:

عن أبی هریرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ ان اللّٰه تعالیٰ قال من عادی لی ولیاً فقد آذنته بالحرب وما تقرب إلیّ عبدی بشی احبّ إلیّ مما افترضت علیه، وما یزال عبدی یتقرب إلیّ بالنوافل حتی أحبّه، فإذا احببتهٗ کنت سمعه الذی یسمع به، وبصره الذی یبصر بهٖ، ویده التی یبطش بها، ورجله التی یمشی بها، وان سألنی لاعطینه، ولئن استعاذ نی لأعیذنّه وما ترددت عن شئ انا فاعله تردّدی عن نفس المؤمن یکره الموت، وانا اکره مسائتهٗ۔

(بخاری: کتاب الرقاق، باب التواضع)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے جو شخص میرے کسی ولی سے عداوت کرے تو میں اس کے خلاف جنگ کا اعلان کرتا ہوں اور جن چیزوں کے ذریعہ میرا بندہ مجھ سے قرب حاصل کرتا ہے اُن میں مجھے سب سے زیادہ محبوب وہ چیزیں ہیں جو میں نے اُس پر فرض کی ہیں (یعنی میرا قرب صرف ادائے فریضہ سے حاصل ہوتا ہے) میرا بندہ نوافل کے ذریعہ میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اس سے

محبت کرنے لگتا ہوں تو میں اس کا کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے، میں اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے، میں اس کا ہاتھ ہو جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے، میں اس کا پیر ہو جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے۔

اگر وہ مجھ سے مانگتا ہے تو میں اس کو ضرور دیتا ہوں، اگر وہ مجھ سے پناہ چاہتا ہے تو میں اس کو پناہ ضرور دیتا ہوں اور جو کام میں کرتا ہوں اس میں مجھے اتنا تردد کسی میں نہیں ہوتا جتنا تردد مومن بندے کی روح قبض کرنے میں ہوتا ہے، (کیوں کہ) وہ موت کو پسند نہیں کرتا اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ اس کو ملول کروں۔

☆☆☆

شہداء کا مرتبہ اور جہاد کی فضیلت

شہید زندہ ہیں:

عن مسروق قال سألنا عبد اللّٰہ عن ھٰذہ الآیۃ " ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ امواتاً بل احیاء عند ربھم یرزقون " قال امّا اِنا قد سألنا عن ذلک فقال ارواحھم فی جوف طیرٍ خضر، لھا قنادیل معلقۃ بالعرش تسرح من الجنۃ حیث شأت ثم تأوی الی تلک القنادیل فاطلع الیھم ربھم اطلاعۃ فقال ھل تشتھون شیئاً؟ قالوا ایّ شیءٍ نشتھی و نحن نسرح من الجنۃ حیث شئنا۔ ففعل ذلک بھم ثلاث مرات۔ فلما رأوا انھم لن یترکوا من ان یسألوا، قالوا یارب نرید ان ترد ارواحنا فی اجسادنا حتی نقتل فی سبیلک مرۃ اخرٰی، فلمارای ان لیس لھم حاجۃ ترکوا۔

(مسلم: کتاب الامارۃ، باب بیان ارواح الشھداء فی الجنۃ)

ترجمہ: حضرت مسروق فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت عبداللہ ابن مسعود سے اس آیت کریمہ کے بارے میں دریافت کیا " لاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ امواتاً

بل احیاء عند ربھم یرزقون ''(جولوگ اللہ کی راہ میں شہد کئے جائیں ان کو مردہ گمان مت کرو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس رزق دیئے جاتے ہیں)۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہم نے بھی اس آیت کے بارے میں رسول کریم ﷺ سے دریافت کیا تھا تو آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ شہداء کی ارواح سبز پرندوں کے بطن میں ہوتی ہیں ان پرندوں کے لئے کچھ قندیلیں عرش پر آویزاں ہیں، جنت کے اندر یہ پرندے جہاں چاہتے ہیں سیر کرتے ہیں، پھر لوٹ کر ان قندیلوں میں آ جاتے ہیں، پروردگار ان کی طرف نظر کرم فرماتا ہے اور ارشاد فرماتا ہے کیا تمہیں کسی چیز کی خواہش ہے؟ وہ ارواح جواب دیتی ہیں اب ہمیں کس چیز کی خواہش ہوگی جبکہ ہم جنت میں جہاں چاہتے ہیں سیر وتفریح کرتے ہیں، یہ سوال وجواب تین مرتبہ ہوتا ہے، جب ارواح یہ دیکھتی ہیں کہ بغیر خواہش کا اظہار کئے چارۂ کار نہیں تو عرض کرتی ہیں، اے پروردگار ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں ایک بار پھر ہمارے جسموں میں لوٹا دے تاکہ دوسری مرتبہ ہم تیری راہ میں شہید کئے جائیں، جب اللہ یہ ملاحظہ فرماتا ہے کہ ان کی اب کوئی حاجت اور خواہش نہیں ہے تو ان کو اسی حال میں رہنے دیا جاتا ہے۔

میرے عذاب کے خوف اور ثواب کی امید میں میرے بندے نے اپنا خون بہادیا:

عن عبداللہ بن مسعود قال قال رسول اللہ ﷺ عجب ربنا عزوجل من رجلٍ غزا فی سبیل اللہ فانھزم یعنی اصحابہ فعلم ما علیہ فرجع حتیٰ اھریق دمُہ فیقول اللہ تعالیٰ لملائکتہٖ انظروا إلی عبدی رجع رغبۃ فیما عندی وشفقۃً مما عندی حتی اھریق دمہ۔

(ابوداؤد: کتاب الجهاد، باب فی الرجل یشری نفسه)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہمارا رب اس شخص سے خوش ہوتا ہے جو راہ خدا میں جہاد کے لیے گیا تو اس کے ساتھی

(میدان جہاد) سے بھاگ گئے وہ خوف خدا کے باعث لوٹ آیا اور شہید ہو گیا تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فرماتا ہے میرے بندے کو دیکھو کہ میرے عذاب کے خوف اور ثواب کی امید میں (میدان میں) واپس آ گیا حتی کہ اس کا خون بہا دیا گیا۔

طاعون میں مرنے والا شہید ہے:

عن العرباض بن سارية ان رسول الله ﷺ قال يختصم الشهداء والمتوفون على فرشهم إلى ربنا فى الذين يتوفون من الطاعون فيقول الشهداء اخواننا قتلوا كما قتلنا ويقول المتوفون على فرشهم اخواننا ماتوا على فرشهم كما متنا فيقول ربنا انظروا إلى جراحهم فإن اشبه جراحهم جراح المقتولين فإنهم منهم ومعهم فإذا جراحهم قد اشبهت جراحهم۔

(سنن النسائی: کتاب الجہاد، باب مسألة الشهادة)

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پروردگار کی بارگاہ میں طاعون کی وبا میں مرنے والوں کے بارے میں شہداء اور اپنے بستروں پر مرنے والے تنازعہ پیش کریں گے، شہداء عرض کریں گے کہ یہ طاعون میں مرنے والے ہمارے بھائی ہیں، یہ ایسے ہلاک ہوئے جیسے ہم قتل کئے گئے تھے، اور اپنے بستروں پر مرنے والے عرض کریں گے کہ یہ ہمارے بھائی ہیں انھوں نے اسی طرح وفات پائی جس طرح ہم نے وفات پائی تھی، رب کریم ارشاد فرمائے گا ان کے زخم دیکھو اگر ان کے زخم شہداء کے زخم کے مشابہ ہیں تو یہ انھیں میں سے ہیں اور انھیں کے ساتھ ہیں۔ چنانچہ جب ان کے زخم دیکھے گئے تو وہ شہداء کے زخم کے مشابہ نکلے۔

شہداء کی زندگی:

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال قال رسول الله ﷺ لما اصيب اخوانكم باحد جعل الله ارواحهم فى جوف طير خضر ترد النهار الجنة تاكل من ثمارها و تأوى إلى قناديل من ذهب معلقة فى ظل العرش فلما وجدوا طيب مأكلهم

ومشربهم و مقیلهم قالوا من یبلّغ اخواننا عنا انّا احیاء فی الجنة نرزق لئلا یزهدوا فی الجهاد ولا ینکلوا عندالحرب؟ فقال اللّٰہ سبحانہ انا ابلغهم عنکم قال فأنزل اللّٰہ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ اموات بل احیاء عندربهم یرزقون۔

(ابوداؤد:کتاب الجهاد، باب فی فضل الشهادة)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشادفرمایا جب تمہارے بھائی جنگ احد میں شہید ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو سبز پرندوں کے پیٹ میں داخل فرما دیا، یہ پرندے جنت کی نہروں پر اڑتے پھرتے ہیں، جنت کا میوہ کھاتے ہیں اور عرش کے سایہ میں لٹکی ہوئی سونے کی قندیلوں میں بسیرا کرتے ہیں، جب انھیں کھانے، پینے اور سونے کا لطف حاصل ہوا تو کہنے لگے کہ ہماری یہ خبر ہمارے بھائیوں تک کون پہنچائے گا کہ ہم زندہ ہیں اور ہمیں رزق دیا جاتا ہے، تاکہ (یہ سن کر) ہمارے بھائی جہاد سے بے رغبتی اور جنگ میں سستی سے کام نہ لیں؟ تو اللہ عزوجل نے ارشادفرمایا ان کو تمہاری یہ خبر میں پہنچاؤں گا، پھر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی (ترجمہ آیت) جو اللہ کی راہ میں شہید کئے گئے ان کو ہرگز مردہ گمان مت کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے۔

☆☆☆

اعمال صالحہ کی فضیلت

فجر اور عصر کی اہمیت:

عَن أَبِیْ هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تعالیٰ عنه اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صلی اللّٰه علیه وسلم قَالَ یَتَعَاقَبُوْنَ فِیْکُمْ مَلاَئِکَةٌ بِاللَّیْلِ وَمَلاَئِکَةٌ بِالنَّهَارِ، وَیَجْتَمِعُوْنَ فِیْ صَلاَةِ الْفَجْرِ وَ صَلاَةِ الْعَصْرِ ثُمَّ یَعْرُجُ الَّذِیْنَ بَاتُوا فِیْکُمْ فَیَسْأَلُهُمْ۔ وَهُوَ اَعْلَمُ بِهِمْ۔ کَیْفَ تَرَکْتُمْ عِبَادِیْ؟ فَیَقُوْلُوْن تَرَکْنَاهُمْ وَهُمْ یُصَلُّوْنَ وَاَتَیْنَاهُم وَهُمْ یُصَلُّوْن۔

(بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب فضل صلاۃ العصر)

ترجمہ: حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے درمیان کچھ فرشتے رات کو اور کچھ فرشتے دن کو یکے بعد دیگرے آتے رہتے ہیں اور فجر وعصر کی نمازوں میں سب اکٹھا ہوتے ہیں، پھر وہ فرشتے جنھوں نے تمہارے درمیان رات گزاری ہوتی ہے وہ اوپر چلے جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ پوچھتا ہے (حالانکہ وہ ان سے زیادہ جاننے والا ہے) کہ تم نے میرے بندوں کو کس حال میں چھوڑا؟ فرشتے جواب دیتے ہیں کہ جب ہم نے انھیں چھوڑا تو وہ نماز پڑھ رہے تھے اور جب ہم ان کے پاس گئے تھے تو بھی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

روزہ خالص میرے لئے ہے:

عَنْ أَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قَالَ اللّٰہُ کُلُّ عَمَلِ ابْنِ آدَمَ لَہٗ إِلَّا الصِّیَامِ فَأَنَّہٗ لِیْ وَأَنَا أَجْزِیْ بِہٖ، وَالصِّیَامُ جُنَّۃٌ وَإِذَا کَانَ یَوْمُ صَوْمِ اَحَدِکُمْ فَلاَ یَرْفَثْ وَلاَ یَصْخَبْ، فَإِنْ سَابَّہٗ اَحَدٌ أَوْ قَاتَلَہٗ فَلْیَقُلْ إِنِّی امْرُؤٌ صَائِمٌ وَالَّذِیْ نَفْسُ مُحَمَّدٌ بِیَدِہٖ لَخَلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْیَبُ عِنْدَ اللّٰہِ مِنْ رِیْحِ الْمِسْکِ، لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ یَفْرَحُھُمَا اِذَا اَفْطَرَ فَرِحَ وَاِذَا لَقِیَ رَبَّہٗ فَرِحَ بِصَوْمِہٖ۔

(بخاری: کتاب الصوم، باب ھل یقول إنی صائم اذا شُتِم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ آدمی کا ہر عمل اس کے لئے ہے سوائے روزہ کے کیوں کہ روزہ میرے لئے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا، روزے (جہنم سے بچانے کے لئے) ڈھال ہیں، تم میں سے کوئی جب روزہ سے ہو تو اس دن نہ تو فحش بکے نہ (عورت کے ساتھ) بے لباس ہو نہ شور و غل کرے، اگر کوئی اسے گالی دے یا اس سے لڑنا چاہے تو اس سے کہہ دے میں آج روزے سے ہوں۔ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی جان ہے روزہ دار کے منہ کی بو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے بہتر اور اچھی ہے، روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں، ایک خوشی تو اس وقت حاصل ہوتی ہے جب وہ روزہ کھولتا ہے اور دوسری خوشی اس وقت حاصل ہوگی جب وہ اپنے رب سے ملے گا۔

جو تجھے توڑے گا میں اس سے قطع تعلق کر لوں گا:

عن أبی هریرة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال خلق اللّٰہ الخلق فلمّا فرَغَ منه قامت الرحم فأخذت بحقو الرحمن فقال له مه قالت هٰذا مقام العائذ بک من القطیعة، قال الا ترضین ان اصل من وصلک واقطع من قطعک، قالت: بلی یا رب قال فذاک قال ابوهریرة اقرؤا إن شئتم فهل عسیتم ان تولیتم ان تفسدوا فی الأرض وتقطعوا ارحامکم۔

(بخاری: کتاب التفسیر، باب وتقطعوا ارحامکم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ

نے مخلوق کو پیدا فرمایا، جب اللہ فارغ ہوا تو (لوگوں کی باہمی) قرابت ورشتہ داری کھڑی ہوئی اور اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑ لیا، اللہ نے فرمایا چھوڑ۔ قرابت نے کہا اس جگہ میں قطع تعلق اور رشتہ توڑنے سے تیری پناہ چاہتی ہوں، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کیا تو اس بات سے راضی نہیں ہے کہ جو شخص تجھے جوڑے گا میں بھی اسے جوڑوں گا اور جو تجھے توڑے گا میں بھی اس سے قطع تعلق کرلوں گا۔ قرابت (رشتہ داری) نے عرض کیا میں اس پر راضی ہوں، اللہ نے ارشاد فرمایا پھر یہی ہوگا۔ حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ اگر اس کا ثبوت چاہتے ہو تو یہ آیت پڑھو **فهل عسيتم ان توليتم ان تفسدوا في الارض وتقطعوا ارحامكم۔** (ترجمہ: تو کیا تم سے یہی امید کرنا چاہیے کہ اگر تمہیں حکومت مل جائے تو تم زمین میں فساد پھیلاؤ اور رشتہ داریاں توڑ دو)۔

میں اپنے بندے کی آزمائش کرتا ہوں:

عن انس بن مالک رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال سمعت النبی ﷺ یقول ان اللّٰہ تعالیٰ قال اذا بحبیبتیه ابتلیت عبدی، فصبر عوضته منها الجنة یرید عینیه۔

(بخاری: کتاب المرضیٰ، باب فضل من ذهب بصره)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ جب میں اپنے بندے کو اس کی دو پیاری چیزوں کے ذریعہ آزمائش میں مبتلا کرتا ہوں اور وہ صبر کرتا ہے تو میں ان دو پیاری چیزوں کے عوض اس کو جنت دیتا ہوں، دو پیاری چیزوں سے مراد دونوں آنکھیں ہیں۔

میری عبادت کر میں تیری محتاجی دور کردوں گا:

عن أبی هریرة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه عن النبی ﷺ قال ان اللّٰہ تعالیٰ یقول یا ابن آدم تَفَرّغ لعبادتی املأ صدرک غنی وأسُدَّ فقرک وإلا تفعل ملأت یدیک شغلاً ولم أسُدّ فقرک۔

(ترمذی: کتاب صفة القیامة)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور اکرم علیہ السلام نے

فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے اے ابن آدم تو میری عبادت کے لئے (سب کام چھوڑ کر) فارغ ہوجا میں تیرا سینہ بے نیازی سے بھر دوں گا اور تیری محتاجی کو روک دوں گا اور اگر تو یہ نہیں کرتا تو میں تیرے دونوں ہاتھ مشغلوں میں باندھ دوں گا اور تیری (طرف آنے والی) محتاجی کو نہیں روکوں گا۔

اولاد کی وفات پر صبر کا ثواب:

عن أبی هريرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه ان رسول اللّٰه صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم قال يقول اللّٰه تعالیٰ ما لعبدی المؤمن عندی جزاء اذا قبضت صفيه من اهل الدنيا ثم احتسبه الا الجنة۔

(بخاری: کتاب الرقاق، باب العمل الذی مبتغی به وجه اللّٰه)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ میرے اس مومن بندے کی جزاء سوائے جنت کے اور کچھ نہیں ہے جس سے میں کوئی دنیاوی پیارا (اولاد وغیرہ) لے لیتا ہوں اور وہ اس پر ثواب کی اُمید میں صبر کرتا ہے۔

ایک نیکی کا سات سو گنا ثواب:

عن ابن عباس رضی اللّٰه تعالیٰ عنهما عن النبی صلی اللّٰہ علیہ وآلہ وسلم فيما يروی عن ربه عز وجل قال قال ان اللّٰه كتب الحسنات والسيئات ثم بين ذلك، فمن هم بحسنة فلم يعملها كتبها اللّٰه له عنده حسنة كاملة، فان هو هم بها فعملها كتبها اللّٰه له عنده عشر حسنات إلى سبع مائة ضعف إلى اضعاف كثيرة ومن هم بسيّئة فلم يعملها كتبها اللّٰه له عنده حسنة كاملة۔ فان هو هم بها فعملها كتبها اللّٰه له سيّئة واحدة۔

(بخاری: کتاب الرقاق، باب من هم بحسنة أو سيئة)

ترجمہ: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام نے

ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام نیکیاں اور گناہ لکھ دیئے پھر ان کو بیان کر دیا تو جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرے اور اس کو نہ کر سکے تو اللہ تعالیٰ اپنے پاس اس کے لئے ایک پوری نیکی کا ثواب لکھتا ہے اور جو شخص کسی نیکی کا ارادہ کرتا ہے اور اس کو کرتا بھی ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے دس نیکیوں سے لے کر سات سو گنا بلکہ اور کئی گنا ثواب لکھتا ہے اور جو شخص کسی گناہ کا ارادہ کرتا ہے اور اس کو کرتا نہیں ہے تو اللہ اس کے لئے ایک نیکی لکھتا اور جو شخص کسی گناہ کا ارادہ کرے اور پھر اس کو کر بھی لے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے صرف ایک گناہ لکھتا ہے۔

میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں:

عن أبی هريرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال قال النبی ﷺ يقول اللّٰه تعالیٰ انا عند ظن عبدی بی، وانا معهٗ اذا ذكرنی، فإن ذكرنی فی نفسهٖ ذكرته فی نفسی وان ذكرنی فی ملإٍ ذكرته فی ملإٍ خير منهم وان تقرب إلیّ بشبرٍ تقربت إليه ذراعاً وان تقرب إلی ذراعاً تقربت إليه باعاً وان أتانی يمشی اتيتهٗ هرولة۔

(بخاری: کتاب التوحید، باب قول اللّٰه تعالیٰ ويحذركم اللّٰه نفسهٗ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے گمان کے ساتھ ہوں اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوں، اگر وہ مجھے اپنے دل میں یاد کرتا ہے تو میں بھی ویسے ہی اس کا ذکر کرتا ہوں اور اگر وہ میرا ذکر مجمع میں کرتا ہے تو میں اس کا ذکر اس سے بہتر مجمع میں کرتا ہوں، اگر وہ مجھ سے ایک بالشت قریب آتا ہے تو میں اس سے ایک گز قریب ہوتا ہوں، اگر وہ میری طرف ایک گز آتا ہے تو میں اس کی طرف دو گز آتا ہوں، اگر وہ میری طرف چلتا ہوا آتا ہے تو میں اس کی طرف دوڑتا ہوا آتا ہوں۔

اے فرشتو! اس سے درگزر کرو:

عن حذيفة قال قال رسول اللّٰه ﷺ تلقت الملائكة روح رجل ممن

كان قبلكم، فقالوا اعملت من الخير شيئا؟ قال لا، قالوا تذكر، قال كنت أداين الناس فآمر فتياني ان ينظروا المعسر، ويتجوزوا عن المؤسر، قال قال اللّٰہ عز وجل تجوزوا عنه۔

(مسلم: کتاب المساقاۃ، باب فضل انظار المعسر)

ترجمہ: حضرت حذیفہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، فرشتوں نے ایک ایسے شخص کی روح قبض کی جو گزشتہ امتوں میں سے تھا۔ فرشتوں نے پوچھا کیا تو نے کوئی نیکی کی ہے؟ اس نے جواب دیا نہیں، انھوں نے پھر کہا یاد کر، اس نے کہا میں لوگوں کو قرض دیا کرتا تھا اور اپنے نوکروں سے کہا کرتا تھا کہ مالداروں کو قرض کی واپسی میں مہلت دیا کرو اور غریبوں سے درگزر کیا کرو۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے فرشتو اس سے درگزر کرو۔

آج میرے سایۂ رحمت کے علاوہ کوئی سایہ نہیں:

عن أبی هريرة قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ان اللّٰہ يقول يوم القيامة اين المتحابون بجلالی؟ اليوم اظلهم فی ظلی يوم لا ظل إلا ظلی۔

(مسلم: کتاب البر والصلة، باب فی فضل الحب فی اللّٰہ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا قیامت کے دن اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرمائے گا، میری عظمت کے لئے باہم محبت کرنے والے کہاں ہیں؟ آج جب کہ میرے سایۂ رحمت کے علاوہ کوئی سایہ نہیں ہے میں ان پر اپنی رحمتوں کا سایہ کروں گا۔

تو نے میری عیادت بھی نہ کی:

عن أبی هريرة قال قال رسول اللّٰہ ﷺ ان اللّٰہ عز و جل يقول يوم القيامة يا ابن آدم مرضت فلم تعدنی قال يا رب كيف اعودك وانت رب العالمين؟ قال اما علمت ان عبدی فلاناً مرض فلم تعدهٔ؟ اما علمت انك لو وعدته لوجدتنی عنده؟ يا ابن آدم استطعمتك فلم تطعمنی، قال يا رب و

کیف اطعمک وانت رب العالمین؟ قال اما علمت انه استطعمک عبدی فلان فلم تطعمه؟ اما علمت انک لواطعمته لوجدت ذلک عندی۔ یا ابن آدم استسقیتک فلم تسقنی۔ قال یا رب کیف اسقیک وانت رب العالمین؟ قال استسقاک عبدی فلان فلم تسقیہ۔ اما انک لو سقیته وجدت ذلک عندی۔

(مسلم:کتاب البر والصلة، باب فضل عیادة المریض)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کل قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا اے ابن آدم میں بیمار ہوا تو میری عیادت کو نہیں آیا۔ بندہ عرض کرے گا اے پروردگار میں تیری عیادت کیسے کرتا حالانکہ تو تمام جہانوں کا رب ہے۔ اللہ فرمائے گا کیا تجھے یاد نہیں کہ میرا فلاں بندہ بیمار ہوا تھا اور تو نے اس کی عیادت بھی نہ کی۔ کیا تجھے معلوم نہیں کہ اگر تو اس کی عیادت کو جاتا تو مجھے اسی کے پاس پاتا۔ اے ابن آدم میں نے تجھ سے کھانا مانگا تو نے مجھے کھانا نہیں کھلایا، بندہ عرض کرے گا اے پروردگار میں تجھے کیسے کھلاتا جبکہ تو رب العالمین ہے۔ اللہ ارشاد فرمائے گا کیا تجھے یاد نہیں کہ تجھ سے میرے فلاں بندے نے کھانا طلب کیا تھا تو نے اسے کھانا نہیں دیا، کیا تجھے معلوم نہیں کہ اگر تو اس کو کھانا کھلاتا تو اس (کھانے) کو آج میرے پاس پاتا۔ اے ابن آدم میں نے تجھ سے پانی مانگا تو نے مجھے پانی نہیں پلایا، بندہ عرض کرے گا اے پروردگار میں تجھے کیسے پانی پلاتا حالانکہ تو سارے جہانوں کا رب ہے۔ اللہ ارشاد فرمائے گا میرے فلاں بندے نے تجھ سے پانی طلب کیا تو نے اسے پانی نہیں پلایا اگر تو اس کو پانی پلا دیتا تو آج اس (پانی) کو میرے پاس پاتا۔

میں نے اپنے بندے کو بخش دیا اور جنت میں داخل کیا:

عن عقبة بن عامر قال سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول: یعجب ربکم من راعی غنم فی رأس شظیّة بجبل یؤذن بالصلاة ویصلی فیقول اللّٰہ عزوجل انظروا إلی عبدی ھٰذا یؤذن و یقیم الصلاة یخاف منی قد غفرت لعبدی

وادخلته الجنة

(ابوداؤد: کتاب الصلاۃ، باب الاذان فی السفر)

ترجمہ: حضرت عقبہ بن عامر فرماتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ اس چرواہے سے بہت خوش ہوتا ہے جو پہاڑ کی چوٹی پر نماز کے لئے اذان دیتا ہے اور نماز قائم کرتا ہے مجھ سے ڈرتا ہے، میں نے اپنے اس بندے کو بخش دیا اور اس کو جنت میں داخل کر دیا۔

کاروبار میں خیانت:

عن أبی هريرة رفعه قال ان اللّٰه يقول انا ثالث الشريكين مالم يخن احدهماصاحبه فإذا خانه خرجتُ من بينهما۔

(ابوداؤد: کتاب البیوع، باب فی الشرکۃ)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے کہ (کاروبار میں) دو شریکوں کے درمیان میں تیسرا ہوتا ہوں جب تک ایک شریک اپنے دوسرے ساتھی کے ساتھ خیانت نہیں کرتا، جب ایک دوسرے کے ساتھ خیانت کرتا ہے تو میں ان دونوں کے درمیان سے جدا ہو جاتا ہوں۔

افطار میں جلدی کرنے والے مجھے بہت پسند ہیں:

عن أبی هريرة قال قال رسول اللّٰه ﷺ قال اللّٰه عز وجل احب عبادی الیّ اعجلهم فطراً۔

(ترمذی: کتاب الصوم، باب ماجاء فی تعجیل الافطار)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے مجھے اپنے بندوں میں وہ بندے سب سے زیادہ محبوب ہیں جو افطار میں جلدی کرنے والے ہیں۔

میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بنادو:

عن أبی موسیٰ الأشعری ان رسول اللّٰه ﷺ قال اذا مات ولد العبد قال

اللّٰہ لملائکتہ، قبضتم ولد عبدی فیقولون نعم، فیقول قبضتم ثمرۃ فؤادہ، فیقولون نعم، فیقول ماذا قال عبدی فیقولون حمدک واسترجع فیقول اللّٰہ ابنوا العبدی بیتاً فی الجنۃ، وسموہ بیت الحمد۔

(ترمذی:کتاب الجنائز، باب فضل المصیبۃ اذا احتسب)

ترجمہ: حضرت ابوموسیٰ اشعری سے روایت ہے کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا جب کسی بندے کا بیٹا مرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فرماتا ہے تم نے میرے بندے کے بیٹے کی روح قبض کی؟ فرشتے عرض کرتے ہیں ہاں، اللہ ارشاد فرماتا ہے تم نے اس کے دل کے پھل کو واپس لے لیا، فرشتے عرض کرتے ہیں ہاں، پھر فرماتا ہے میرے بندے نے کیا کہا؟ فرشتے عرض کرتے ہیں کہ تیرے بندے نے تیری حمد بیان کی اور کہا **اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن** ۔اس پر اللہ فرماتا ہے کہ میرے بندے کے لئے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس گھر کا نام ''بیت الحمد'' رکھو(حمد و شکر کا گھر)

اعمال میں اخلاص:

عن أبی هریرۃ قال حدثنی رسول اللّٰہ ﷺ ان اللّٰہ تبارک و تعالیٰ اذا کان یوم القیامۃ ینزل إلی العباد لیقضی بینهم وکل اِمۃ جاثیۃ، فإول من یدعوا بہ رجل جمع القران ورجل یقتتل فی سبیل اللّٰہ ورجل کثیر المال، فیقول اللّٰہ للقاری الم اُعلمک ما انزلت علی رسولی؟ قال بلٰی یارب، قال فماذا عملت فیما علمت، قال کنت اقوم بہ آناء اللیل و آناء النهار، فیقول اللّٰہ لہ کذبت و تقول لہ الملائکۃ، کذبت ویقول اللّٰہ بل اردت ان یقال إن فلا ناً قاریٌ فقد قیل ذلک، ویوتی بصاحب المال فیقول اللّٰہ لہ الم اُوَسِّع علیک حتی لم ادعک تحتاج إلی احدٍ؟ قال بلٰی یارب قال فماذا عملت فیما آتیتک قال کنت اصل الرحم و اتصدق فیقول اللّٰہ لہ کذبت، و تقول لہ الملائکۃ کذبت، و یقول اللّٰہ تعالٰی بل اردت ان یقال فلانٌ جواد، فقد قیل ذلک۔

ویؤتی بالذی قتل فی سبیل اللّٰہ، فیقول اللّٰہ لہ، فی ماذا قتلت، فیقول

أُمرت بالجهاد فی سبیلک فقاتلت حتی قُتلتُ، فیقول اللّٰہ تعالٰی له کذبت وتقول له الملائکة کذبت ویقول اللّٰہ بل اردت ان یقال فلان جرئٌ، فقد قیل ذلک، ثم ضرب رسول اللّٰہ ﷺ علی رکبتی فقال یا ابا هریرة اولئک الثلاثة اوّل خلق اللّٰہ تُسَعَّر بهم النار یوم القیامة۔

(ترمذی: کتاب الزهد، باب ماجاء فی الریا)

ترجمه: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ قیامت کے دن بندوں کی طرف نزول فرمائے گا تا کہ ان کے درمیان فیصلہ کرے اور ہر امت پنجوں کے بل کھڑی ہوگی یا گھٹنوں کے بل بیٹھی ہوگی، تو سب سے پہلے جس کو بلایا جائے گا وہ ایک ایسا شخص ہوگا جس نے قرآن یاد کیا ہوگا اور ایک ایسا شخص ہوگا جو اللہ کی راہ میں قتال کرتا تھا اور ایک شخص ہوگا جس کے پاس بہت مال تھا، اللہ تبارک وتعالیٰ قرآن کے قاری سے ارشاد فرمائے گا کیا میں نے تجھے وہ نہیں سکھایا تھا جو میں نے اپنے رسول پر نازل کیا تھا؟ وہ عرض کرے گا ہاں کیوں نہیں۔ اللہ فرمائے گا پھر تو نے اپنے علم میں کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں رات دن اس کو پڑھتا تھا۔ اللہ فرمائے گا تو جھوٹا ہے اور فرشتے بھی اس سے کہیں گے کہ تو جھوٹا ہے۔ اللہ فرمائے گا بلکہ تیری غرض یہ تھی کہ لوگ کہیں کہ فلاں قاریٔ قرآن ہے تو (دنیا میں) ایسا کہا جاچکا۔

پھر دولت مند کو لایا جائے گا، اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائے گا کیا میں نے تجھے فراخ دستی عطا نہیں کی تھی، یہاں تک کہ میں نے تجھے کسی کا محتاج نہیں کیا تھا، وہ عرض کرے گا اے رب کیوں نہیں۔ اللہ ارشاد فرمائے گا پھر تو نے میری دی ہوئی دولت میں کیا عمل کیا؟ وہ کہے گا میں قرابت داروں سے اچھا سلوک کرتا تھا اور خیرات کرتا تھا، اللہ تعالیٰ اس سے ارشاد فرمائیگا تو جھوٹا ہے، فرشتے بھی کہیں گے تو جھوٹا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا بلکہ تو نے یہ چاہا تھا کہ لوگ کہیں فلاں بڑا سخی ہے، تو یہ (دنیا میں) کہا جاچکا۔

پھر اس کو لایا جائے گا جو اللہ کے راستہ میں قتل کیا گیا تھا، اللہ تعالیٰ اس سے پوچھے گا تو کس

لئے قتل کیا گیا تھا؟ وہ کہے گا مجھے تیری راہ میں جہاد کا حکم دیا گیا تھا تو میں نے جہاد کیا یہاں تک کہ میں قتل کر دیا گیا، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائیگا تو جھوٹا ہے اور فرشتے بھی کہیں گے کہ تو جھوٹا ہے۔ اللہ ارشاد فرمائیگا بلکہ تو نے یہ چاہا تھا کہ لوگ کہیں کہ فلاں بڑا بہادر ہے تو یہ کہا جا چکا، (حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ) رسول اللہ ﷺ نے میرے گھٹنے پر ہاتھ مار کر فرمایا کہ اللہ کی مخلوقات میں سب سے پہلے انھیں تینوں سے جہنم کو بھڑکایا جائے گا۔

کون ہے جو قسم کھارہا ہے کہ میں مغفرت نہیں کروں گا:

عن جندب ان رسول اللّٰہ ﷺ حدث ان رجلاً قال واللّٰہ لا یغفر اللّٰہ لفلان وإن اللّٰہ تعالیٰ قال من ذالذی یتالی علیّ ان لا اغفر لفلان فإنی قد غفرت لفلان واحبطت عملک اوکما قال۔

(مسلم:کتاب البر والصلۃ، باب النھی عن تقنیط الانسان من رحمۃ اللّٰہ تعالیٰ)

ترجمہ: حضرت جندب روایت کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی نے یہ کہہ دیا کہ اللہ تعالیٰ کی قسم، اللہ تبارک وتعالیٰ فلاں شخص کی مغفرت نہیں فرمائے گا، اللہ تعالیٰ نے فرمایا کون ہے جو میرے بارے میں قسم کھارہا ہے کہ میں فلاں کی مغفرت نہیں فرماؤں گا، سن لے میں نے اس شخص کو بخش دیا اور تیرے (قسم کھانے والے کے) اعمال رائیگاں کر دیئے۔

اس تسبیح کا ثواب میں خود عطا فرماؤں گا:

عن عبداللّٰہ ابن عمر ان رسول اللّٰہ ﷺ حدّثھم ان عبداً من عباد اللّٰہ قال "یَارَبِّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا یَنْبَغِیْ لِجَلَالِ وَجْھِکَ وَلِعَظِیْمِ سُلْطَانِکَ" فعضلت بالملکین فلم یدریا کیف یکتبانھا فصعدا إلی السماء وقالا یا ربنا ان عبدک قد قال مقالۃ لا ندری کیف نکتبھا قال اللّٰہ عز وجل وھو اعلم بما قال عبدہ ماذا قال عبدی قالا یا رب انہ قال یا رب لک الحمد کما ینبغی لجلال وجھک وعظیم سلطانک فقال اللّٰہ عز وجل لھما اکتباھا کما قال عبدی حتی یلقانی

فأجزيه بها۔

(ابن ماجہ: کتاب الادب، باب فضل الحامدين)

ترجمہ: حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ کے بندوں میں سے ایک بندے نے یہ تسبیح پڑھی **یَارب لک الحمدکما ینبغی لجلال وجهک، ولعظیم سلطانک** (اے رب تیرے لئے حمد وثنا ہے جیسی کہ تیرے جلال و کبریائی کے لائق ہے اور جیسی کہ تیری عظیم بادشاہت کے لائق ہے) دونوں فرشتے (کراماً کاتبین) دشواری میں پڑ گئے کہ اس تسبیح (کے ثواب) کو کیسے لکھیں، تو وہ دونوں آسمان کی طرف گئے اور بارگاہ الٰہی میں عرض کیا، اے ہمارے پروردگار تیرے ایک بندے نے ایک ایسی تسبیح پڑھی ہے کہ ہماری سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ اس کو کیسے لکھیں؟ اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا (حالانکہ وہ اپنے بندے کی تسبیح کو فرشتوں سے زیادہ جانتا ہے) میرے بندے نے کون سی تسبیح پڑھی ہے؟ ان دونوں فرشتوں نے عرض کیا اے رب اس نے یہ تسبیح پڑھی ہے: "**یَارب لک الحمدکما ینبغی لجلال وجهک، ولعظیم سلطانک**"۔ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا اے فرشتوں! جیسا میرے بندے نے پڑھا ہے اس کو ویسے ہی لکھ دو یہاں تک کہ جب (قیامت کے دن) وہ مجھ سے ملے گا تو اس تسبیح کا ثواب میں اس کو خود ہی دوں گا۔

نوافل کی اہمیت:

عن أبی هریرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه ان النبی ﷺ قال ان اول ما یحاسب به العبد یوم القیامة صلاتهٗ فإن وجدت تامة کتبت تامة وان کان انتقص منها شیئ قال انظروا هل تجدون له من تطوع یکمل له ما ضیع من فریضة من تطوعه ثم سائر الاعمال تجری علی حسب ذلک۔

(النسائی: کتاب الصلاۃ، باب المحاسبة علی الصلاۃ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے اس کی نمازوں کا حساب لیا

جائے گا اگر وہ پوری پائی گئیں تو پوری لکھ لی جائیں گی اور اگر ان میں کچھ کمی پائی گئی تو اللہ ارشاد فرمائیگا دیکھو کیا اس کے پاس کچھ نوافل بھی ہیں؟ چنانچہ فرض نمازوں کی کمی نوافل سے پوری کی جائیگی، اسی طرح سارے اعمال کے بارے میں ہوگا۔

مصیبت پر صبر کا انعام:

عن أبی امامۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال یقول اللّٰہ سبحانہ ابن آدم ان صبرت واحتسبت عند الصدمۃ الاولٰی لم ارض ثواباً إلا الجنۃ۔

(ابن ماجہ: کتاب الجنائز، باب ماجاء فی الصبر علی المصیبۃ)

ترجمہ: حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا اللہ سبحانہٗ فرماتا ہے اے ابن آدم! اگر تو نے پہلے جھٹکے میں صبر اور احتساب (ثواب کی نیت) سے کام لیا تو تیرے لئے جنت کے علاوہ کوئی دوسرا ثواب مجھے پسند نہیں۔

نماز کا انتظار کرنے والوں کا مرتبہ:

عن عبداللّٰہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال صلینا مع رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم المغرب فرجع من رجع و عقّب من عقّب فجاء رسول اللّٰہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسرعاً قد حفزہ النفس وقد حسر عن رکبتیہ فقال ابشروا ھٰذا ربکم قد فتح باباً من ابواب السماء یباھی بکم الملائکۃ یقول انظروا إلی عبادی قد قضوا فریضۃ وھم ینتظرون اخریٰ۔

(ابن ماجہ: کتاب المساجد والجماعات، باب لزوم المساجد وانتظار الصلاۃ)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ہم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مغرب کی نماز ادا کی، (نماز کے بعد) کچھ لوگ واپس چلے گئے اور کچھ وہیں رہ گئے، تب حضور علیہ السلام تیزی سے چلتے ہوئے تشریف لائے (تیز چلنے کی وجہ سے) آپ کی سانس تیز ہوگئی تھی، اور (کپڑے کا کنارہ) گھٹنے تک اٹھ گیا تھا، آپ نے فرمایا تمہیں خوشخبری ہو، تمہارے رب نے آسمان کے دروازوں میں سے ایک دروازہ کھول

دیا ہے اور وہ فرشتوں کے سامنے تمہاری وجہ سے فخر ومباہات کا اظہار فرما رہا ہے اور ارشاد فرما رہا ہے کہ میرے بندوں کو دیکھو وہ ایک فرض ادا کر چکے اور دوسرے کا انتظار کر رہے ہیں۔

گناہوں کا انجام

کیا لوگ مجھ سے دغابازی کرتے ہیں:

عن ابن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال ان اللّٰہ تعالیٰ قال لقد خلقت خلقاً السنتھم احلٰی من العسل و قلوبھم امرّ من الصبر فبی حلفت لأتیحنھم فتنۃً تدع الحلیم منھم حیرانا فبی یغترون أم علیّ یجترئون۔

(جامع الترمذی: کتاب الزھد، باب ماجاء فی ذھاب البصر)

ترجمہ: حضرت ابن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں نے ایک ایسی مخلوق بھی پیدا کی ہے جس کی زبان شہد سے زیادہ میٹھی ہے مگر ان کے دل ایلوے سے زیادہ کڑوے ہیں تو مجھے اپنی ہی قسم ہے کہ ان کے لئے ایسا فتنہ مقدر کروں گا جو ان میں کے حلیم اور بردبار شخص کو بھی حیران کر کے چھوڑے گا۔ کیا یہ لوگ مجھ سے دغابازی کرتے ہیں یا مجھ سے جرأت کرتے ہیں۔

قیامت میں مَیں تین لوگوں کا دشمن ہوں گا:

عن أبی ھریرۃ رضی اللّٰہ تعالٰی عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال قال اللّٰہ ثلاثۃ

أنا خصمهم يوم القيامة رجل اعطى بى ثم غدر، ورجل باع حراً فأكل ثمنه ورجل استأجره اجيراً فاستوفیٰ منه ولم يعط اجره۔

(بخاری:کتاب البیوع، باب اثم من باع حرا)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے کہ قیامت کے دن میں تین آدمیوں کا دشمن ہوں گا، ایک وہ شخص جس نے مجھ سے عہد کیا اور پھر اپنے عہد کو توڑ دیا اور بدعہدی کی، دوسرا وہ شخص جس نے کسی آزاد آدمی کو فروخت کر دیا اور اس کی قیمت کھالی، تیسرا وہ شخص جس نے مزدور سے کام تو پورا پورا لے لیا مگر مزدور کو مزدوری ادا نہیں کی۔

جیسے تو نے مجھے چھوڑا میں بھی تجھے چھوڑ دوں گا:

عن أبی هريرة رضی اللّٰه تعالیٰ عنه وعن ابی سعيد رضی اللّٰه تعالیٰ عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ يؤتی بالعبد يوم القيامة فيقول اللّٰه له الم اجعل لک سمعاً وبصراً ومالا وولداً؟ وسخرت لک الانعام والحرث و تركتک ترأس و تربع فكنت تظن انک ملاقی يومک هٰذا؟ قال فيقول لا فيقول له اليوم انساک كما نسيتنی۔

(ترمذی:کتاب صفة القیامة، باب منه)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ کل قیامت کے دن ایک بندے کو لایا جائے گا اللہ تعالیٰ اس سے فرمائے گا کہ کیا میں نے تجھے کان آنکھ مال اور اولاد عطا نہیں فرمائی تھی؟ اور کیا تیرے لئے چوپائے اور کھیتیاں مسخر نہ کر دی تھیں اور کیا میں نے تجھے سرداری اور آرام کی حالت میں نہ چھوڑا تھا؟ تو کیا تجھے گمان تھا کہ تو اس دن مجھ سے ملنے والا ہے؟ وہ کہے گا نہیں، اللہ ارشاد فرمائے گا پس جیسے تو مجھے بھول گیا تھا ویسے ہی آج میں تجھے (عذاب میں) چھوڑ دوں گا۔

خودکشی کا انجام:

عن جندب بن عبد اللّٰہ قال قال رسول اللّٰہ ﷺ کان فیمن کان قبلکم رجل به جرح فجزع فأخذ سکیناً فحزّ بها یده فما رقأ الدم حتی مات، قال اللّٰہ تعالیٰ بادرنی عبدی بنفسه حرمت علیه الجنة۔

(بخاری: کتاب الانبیاء، باب ماذکر عن بنی اسرائیل)

ترجمہ: حضرت جندب بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ گزشتہ امتوں میں ایک آدمی تھا جس کے ایک زخم لگ گیا، وہ خوفزدہ ہو گیا (زخم کی تکلیف کو برداشت نہ کر سکا) اور چھری سے اپنے ہاتھ کو چیر ڈالا، خون اتنا بہا کہ وہ ہلاک ہو گیا۔ اللہ نے ارشاد فرمایا میرے بندے نے جان دینے میں جلدی کی میں نے اس پر بہشت حرام کردی۔

زکاۃ نہ دینے کا انجام:

عن جابر بن عبداللّٰہ الانصاری رضی اللہ عنہ یقول سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول مامن صاحب ابل لا یفعل فیها حقها إلا جاءت یوم القیامة اکثر ماکانت قط وقعد لها بقاع قر قرتستن علیه بقوائمها واخفافها ولا صاحب بقر لایفعل فیها حقها إلا جاء ت یوم القیامة اکثر ماکانت وقعد لها بقاع قرقر تنطحه بقرونها وتطئوه باظلافها ولا صاحب غنم لا یفعل فیها حقها إلا جاء ت یوم القیامة اکثر ماکانت وقعد لها بقاع قرقرٍ تنطحه بقرونها وتطئوه باظلافها لیس فیها جماء ولا منکسرٌ قرنها ولا صاحب کنز لا یفعل فیه حقهٗ إلا جاء کنزه یوم القیامة شجاعاً اقرع یتبعه فاتحاً فاه فاذا اتاهٗ فرمنه فینادیه خذکنزک الذی خبّأته فانا عنه غنی فاذا رای ان لا بد منه سلک یدهٗ فی فیه فیقضمها قضم الفحل۔

(مسلم: کتاب الزکاۃ، باب اثم مانع الزکاۃ)

ترجمہ: حضرت جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جو اونٹوں والا (زکوٰۃ کے ذریعے) اونٹوں کا حق ادا نہیں کرے گا،

قیامت کے دن اس کے اونٹ اصل تعداد سے بڑھ کر آئیں گے اور ان کے مالک کو ان کے سامنے ایک چٹیل میدان میں بٹھا دیا جائیگا اور وہ اس کو ٹانگوں اور کھروں سے روندیں گے، اور جو گائے والا (زکوٰۃ کے ذریعہ) گائیوں کا حق ادا نہیں کرے گا قیامت کے دن وہ گائیں اصل تعداد سے بڑھ کر آئیں گی اور ان کے سامنے چٹیل میدان میں مالک کو بٹھا دیا جائے گا، وہ اس کو سینگوں سے ماریں گی اور پیروں سے کچلیں گی اور جو بکریوں والا (زکوٰۃ کے ذریعہ) بکریوں کا حق ادا نہیں کرے گا، قیامت کے دن وہ اصل تعداد سے بڑھ کر آئیں گی، اور مالک کو ان کے سامنے چٹیل میدان میں بٹھا دیا جائے گا، اور وہ اس کو سینگوں سے ماریں گی اور پیروں سے کچلیں گی، اس روز کوئی بکری نہ بغیر سینگ کی ہوگی اور نہ سینگ ٹوٹی ہوئی ہوگی، جو خزانے کا مالک (زکوٰۃ کے ذریعہ) خزانے کا حق ادا نہیں کرے گا تو قیامت کے دن اس کا خزانہ گنجے سانپ کی شکل میں منہ پھاڑے اس کے پیچھے دوڑے گا۔ جب خزانہ اس کے پاس آئے گا تو وہ بندہ اس سے بھاگے گا، اس وقت (اللہ کی جانب سے) ندا کی جائیگی کہ اے بندے اپنا خزانہ لے لے جس کو تو نے چھپا کر رکھا تھا، میں اس سے بے نیاز ہوں، جب خزانہ کے مالک کو کوئی چارۂ کار نظر نہیں آئے گا تو وہ (بدحواسی میں) سانپ نما خزانے کے منہ میں اپنا ہاتھ ڈال دے گا اور وہ اس کو اونٹ کی طرح چبا ڈالے گا۔

منافق کا انجام:

عن أبی هريرة قال قالوا يا رسول اللّٰه هل نرىٰ ربنا يوم القيامة قال هل تضارون فی رؤية الشمس فی الظهيرة ليست فی سحابة قالوا لا قال فهل تضارون فی رؤية القمر ليلة البدر ليس فی سحابة قالوا لا قال فوالذی نفسی بيدهٖ لا تضارون فی رؤية ربكم الا كما تضارون فی رؤية احدهما قال فيلقى العبد فيقول اَیْ فل الم اكرمک واسوّدک وازوّجک واسخّرلک الخيل والابل واذرک ترأس و تربع فيقول بلٰى قال فيقول افظننت انک ملاقیّ فيقول لا فيقول فإنی انساک كما نسيتنی ثم يلقى الثانی فيقول اَی

فل الم اکرمک واسوّدک وازوّجک واسخرلک الخیل والابل واذرک ترأس وتربع فیقول بلٰی اَیْ رب فیقول افظننت انک ملاقیّ فیقول لا فیقول فإنی انساک کما نستینی ثم یلقی الثالث فیقول له مثل ذلک فیقول یا رب امنت بک وبکتابک و برسلک وصلیت وصمت وتصدقت و یثنی بخیرما استطاع فیقول ھٰھنا اذاً قال ثم یقال له الآن نبعث شاھدنا علیک ویتفکر فی نفسہٖ من ذالذی یشھد علیّ فیختم علی فیه ویقال لفخذه ولحمہٖ وعظامہٖ انطقی فتنطق فخذه ولحمه وعظامه بعلمہٖ وذلک لیعذر من نفسہٖ وذلک المنافق وذلک الذی یسخط اللّٰہ علیه۔

(مسلم: کتاب الزھدوالرقائق)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ صحابۂ کرام نے عرض کیا؛ یارسول اللہ ﷺ کیا قیامت کے دن ہم اپنے رب کا دیدار کریں گے؟ آپ نے فرمایا کیا دوپہر کے وقت جب بادل نہ ہوں تو سورج کو دیکھنے میں تمہیں کوئی تکلیف ہوتی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں، آپ نے فرمایا چودھویں رات میں جب بادل نہ ہوں تو کیا چاند کو دیکھنے سے تمہیں کوئی تکلیف ہوتی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا نہیں، تو آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے تمہیں اپنے رب کے دیدار میں صرف اتنی ہی تکلیف ہوگی جتنی سورج یا چاند کو دیکھنے سے ہوتی ہے، آپ نے فرمایا پھر اللہ تعالیٰ بندے سے ملاقات کرے گا اور اس سے فرمائے گا، اے فلاں! کیا میں نے تجھے عزت اور سرداری نہیں دی؟ کیا میں نے تیری شادی نہ کرائی؟ اور کیا تیرے لئے گھوڑے اور اونٹ مسخر نہ کر دیئے؟ اور کیا میں نے تجھے ریاست اور آرام کی حالت میں نہیں چھوڑا؟ وہ بندہ کہے گا کیوں نہیں، اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کیا تو یہ گمان کرتا تھا کہ تو مجھ سے ملنے والا ہے؟ بندہ کہے گا ''نہیں'' تو اللہ ارشاد فرمائے گا آج میں تجھے ایسے ہی چھوڑ دوں گا جیسے تو نے میرا خیال چھوڑ دیا تھا، پھر اللہ تعالیٰ دوسرے بندے سے ملاقات کرے گا اور ارشاد

فرمائے گا کہ اے فلاں! کیا میں نے تجھے عزت اور سرداری نہیں دی؟ کیا میں نے تجھے بیوی عطا نہ فرمائی؟ کیا تیرے لئے گھوڑے اور اونٹ مسخر نہ کر دیئے؟ اور کیا میں نے تجھے سرداری اور آرام کی حالت میں نہ چھوڑا؟ بندہ کہے گا اے پروردگار کیوں نہیں، پھر اللہ تعالیٰ ارشاد فرمائے گا کیا تو یہ گمان کرتا تھا کہ تو مجھ سے ملنے والا ہے؟ بندہ کہے گا ''نہیں'' اللہ ارشاد فرمائے گا آج میں تجھے ایسے ہی چھوڑ دوں گا جیسے تو نے میرا خیال چھوڑ دیا تھا، پھر اللہ تعالیٰ تیسرے بندے سے ملاقات کرے گا اور اس سے وہی سب باتیں فرمائے گا، بندہ عرض کرے گا اے پروردگار! میں تجھ پر ایمان لایا، تیری کتاب پر ایمان لایا، تیرے رسولوں پر ایمان لایا، میں نے نماز پڑھی، روزہ رکھا، صدقہ کیا اور بندہ اپنی استطاعت کے مطابق اپنی نیکیاں بیان کرے گا، اللہ ارشاد فرمائے گا کہ ابھی ظاہر ہو جاتا ہے، پھر اس بندے سے کہا جائے گا کہ ہم ابھی تیرے خلاف گواہ بھیجتے ہیں، وہ بندہ اپنے دل میں سوچے گا کہ میرے خلاف کون گواہی دے گا؟ پھر اس کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کی ران، اس کا گوشت اور اس کی ہڈیوں سے کہا جائے گا کہ تم بولو، پھر اس کی ران، ہڈیاں اور گوشت اس کے اعمال بیان کریں گے، یہ اس لئے کیا جائے گا کہ خود اس کی ذات میں اس کے خلاف گواہ اور دلیل ہو، یہ وہ منافق ہو گا جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو گا۔

☆☆☆

متفرقات

اے رب! کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہ دی:

عن انس بن مالک قال کنا عند رسول اللّٰہ ﷺ فضحک فقال هل تدرون مِمَّ اضحک قال قلنا اللّٰہ ورسوله اعلم قال من مخاطبة العبد ربّه يقول يارب الم تُجِرْنی من الظلم قال يقول بلٰی قال فيقول فإنی لا اجيز علی نفسی إلا شاهداً منی قال فيقول کفی بنفسک اليوم عليک شهيداً وبالکرام الکاتبين شهوداً قال فيختم علی فيه فيقال لارکانه انطقی قال فتنطق باعماله قال ثم يُخلّی بينه وبين الکلام قال فيقول بعداً لکن وسُحقاً فعنکن کنت أُناضل۔

(مسلم: کتاب الزهد والرقائق)

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ حضور مسکرائے پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم جانتے ہو میں کس بات پر مسکرایا، ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول زیادہ جاننے والا ہے۔ آپ نے فرمایا بندہ کے اپنے رب سے گفتگو

کرنے سے (میں مسکرایا) بندہ کہتا ہے اے میرے رب کیا تو نے مجھے ظلم سے پناہ نہیں دی (یعنی یہ نہیں فرمایا کہ میں کسی بندہ پر کوئی ظلم نہیں کروں گا) باری تعالیٰ نے فرمایا کیوں نہیں تو وہ بندہ کہے گا کہ میں اپنے خلاف اور کسی کی گواہی جائز قرار نہیں دیتا تو اللہ فرمائے گا آج تمہارے خلاف تمہاری اپنی گواہی اور کراماً کاتبین کی گواہی کافی ہے پھر اس بندہ کے منہ پر مہر لگا دی جائے گی اور اس کے اعضاء سے کہا جائے گا تم بولو تو اس کے اعضاء اس کے اعمال کے بارے میں بولیں گے پھر اس کے اور اس کے کلام کے درمیان تخلیہ کر دیا جائے گا تو وہ اپنے اعضاء سے کہے گا دور ہو میں تمہاری طرف سے ہی بحث کر رہا تھا۔

بیٹے کی دعا کا اثر:

عن أبی هریرة رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال رسول اللّٰہ ﷺ ان الرجل لترفع درجتهٗ فی الجنة فیقول انّی هٰذا فیقال باستغفار ولدک لک۔

(ابن ماجہ: کتاب الادب، باب بر الوالدین)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ آدمی کا مرتبہ جنت میں بلند ہوتا جائیگا، تو وہ کہے گا ایسا کیسے ہو رہا ہے؟ اس سے کہا جائیگا کہ تمہارے لئے تمہارے لڑکے کی دعاء سے ایسا ہو رہا ہے۔

قیامت میں موت کو ذبح کر دیا جائے گا:

عن أبی هریرة قال قال رسول اللّٰہ یوتی بالموت یوم القیامة فیوقف علی الصراط فیقال یا اهل الجنة فیطلعون خائفین و جلین ان یخرجوا من مکانهم الذین هم فیه ثم یقال یا اهل النار فیطلعون مستبشرین فرحین ان یخرجوا من مکانهم الذین هم فیه فیقال هل تعرفون هٰذا قالوا نعم هٰذا الموت قال فیؤمر بهٖ فیذبح علی الصراط ثم یقال للفریقین کلا هما خلود فیما تجدون لا موت فیها ابداً۔

(ابن ماجہ: کتاب الزهد، باب صفة النار، ح: ۴۴۵۳)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن موت کو لایا جائے گا اور پل صراط پر کھڑا کر دیا جائے گا، پھر کہا جائے گا اے اہل جنت! وہ ڈرتے ہوئے لرزتے ہوئے اپنے ٹھکانوں سے باہر جھانکیں گے اس اندیشے سے کہ کہیں ان کو ان کے جنتی ٹھکانوں سے باہر نہ نکال دیا جائے، پھر کہا جائے گا، اے دوزخ والو! وہ خوش وخرم باہر جھانکیں گے اس خوش فہمی میں کہ اب ان کو اس دوزخ سے نکالنے کا حکم ہوگا، پھر ان سب سے کہا جائے گا تم اس (موت) کو پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے ہاں یہ موت ہے، حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ پھر حکم دیا جائے گا کہ موت کو پل صراط پر ذبح کر دو پھر اہل جنت اور دوزخیوں سے کہا جائے گا کہ تم نے جو ٹھکانہ پایا ہے اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہو گے اس میں اب ہرگز موت نہیں ہے۔

☆ **عن ابی سعید الخدری رضی اللّٰہ تعالیٰ عنه قال قال رسول اللّٰہ ﷺ يؤتى بالموت كهيئة كبش املح فينادى مناد يا اهل الجنة فيشرئبون و ينظرون فيقول هل تعرفون هٰذا فيقولون نعم هٰذا الموت وكلهم قد رأه، ثم ينادى يا اهل النار فيشرئبون و ينظرون فيقول هل تعرفون هٰذا فيقولون نعم هٰذا الموت وكلهم قد رأه فيذبح ثم يقول يا اهل الجنة خلود فلا موت و يا اهل النار خلود فلا موت ثم قرأ "وانذرهم يوم الحسرة إذ قضى الأمر وهم فى غفلة" وهٰؤلا فى غفلة اهل الدنيا "وهم لا يؤمنون"۔**

(بخاری: کتاب التفسیر، باب وانذرهم یوم الحسرة)

ترجمہ: حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن چتکبرے مینڈھے کی صورت میں موت لائی جائیگی، ایک منادی ندا کرے گا، اے جنت والو! دیکھو، جنت والے گردن اٹھا کر دیکھیں گے، ندا کرنے والا کہے گا کیا تم اس کو پہچانتے ہو؟ وہ کہیں گے ہاں یہ موت ہے، سب نے اس کو دیکھا ہے، پھر منادی آواز لگائے گا، اہل دوزخ دیکھو، دوزخ والے بھی گردن اٹھا اٹھا کر

دیکھیں گے، منادی کہے گا کیا تم اس کو پہچانتے ہو، دوزخی جواب دیں گے، ہاں ہم اس کو پہچانتے ہیں، سب نے اس کو دیکھا ہے، اس کے بعد موت کو ذبح کر دیا جائے گا، پھر منادی کہے گا اے جنتیوتم جنت میں ہمیشہ رہو گے اب موت نہیں آئے گی اور اے دوزخیوں تم دوزخ میں ہمیشہ رہو گے اب تمہیں موت نہیں آئے گی، (یہ فرمانے کے بعد) حضور نے یہ آیت کریمہ تلاوت فرمائی ''**وانذرهم يوم الحسرة اذقضى الامر وهم فى غفلة**'' (ان کو حسرت والے دن سے ڈراؤ جب فیصلہ کیا جائے گا یہ لوگ غفلت میں ہیں)۔

بخار کے مریض کے لئے خوشخبری:

عن أبى هريرة عن النبى ﷺ انه عاد مريضاً و معه ابوهريرة من وعک کان به فقال رسول الله ﷺ أبشر فان الله يقول هى نارى أسلطها على عبدى المؤمن فى الدنيا لتكون حظه من النار فى الآخرة۔

(ابن ماجہ: كتاب الطب، باب الحمى)

ترجمه: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ ایک مریض کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے آپ کے ساتھ حضرت ابوہریرہ بھی تھے اس مریض کو بخار کی شکایت تھی، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خوشخبری ہو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ یہ (بخار) میری آگ ہے اس کو میں اپنے مومن بندہ پر دنیا میں اس لئے مسلط کرتا ہوں تا کہ آخرت میں اس کے حصہ کی آگ کا بدل ہو جائے۔

بندہ مجھ سے ملنا پسند کرتا ہے میں بھی اس سے ملاقات پسند کرتا ہوں:

عن أبى هريرة رضی اللہ عنہ ان رسول الله ﷺ قال قال الله اذا احب عبدى لقائى احببت لقائهٗ، واذا كره لقائى كرهت لقائهٗ۔

(بخاری: كتاب التوحيد، باب قول الله تعالىٰ يريدون ان يبدلوا كلام الله)

ترجمه: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے جب بندہ مجھ سے ملاقات کو پسند کرتا ہے تو میں بھی اس سے ملنا پسند کرتا

ہوں اور اگر بندہ مجھ سے ملاقات ناپسند کرتا ہے تو میں بھی اس سے ملاقات کو ناپسند کرتا ہوں۔

سب سے پہلے کس نعمت کا حساب ہوگا؟:

عن أبی هریرة رضی اللّٰه عنه قال قال رسول اللّٰه ﷺ ان اول مایسأل عنه یوم القیامة یعنی العبد من النعیم ان یقال له الم نصح لک جسمک و نرویک من الماء البارد۔

(ترمذی: کتاب التفسیر، باب ومن سورة التکاثر)

ترجمہ: حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے بندے سے جس نعمت کے بارے میں سوال ہوگا وہ یہ کہ اس سے کہا جائے گا کہ کیا ہم نے تیرے جسم کو صحت عطا نہ فرمائی تھی، اور کیا ہم نے ٹھنڈے پانی سے تجھے سیراب نہ کیا تھا۔

تین لوگ جنتی ہیں اور پانچ لوگ دوزخی ہیں:

عن عیاض بن حمار المُجاشعی ان رسول اللّٰه ﷺ قال ذات یوم فی خطبته ألا ان ربی امرنی ان اعلمکم ما جهلتم ممّا علمنی یومی هٰذا کل مالٍ نحلته عبداً حلال، و انی خلقت عبادی حنفاء کلهم و انهم اتتهم الشیاطین فاجتالتهم عن دینهم و حرمت علیهم ما احللت لهم و امرتهم ان یشرکوا بی مالم انزل به سلطاناً وان اللّٰه نظر إلی اهل الارض فمقتهم عربهم وعجمهم إلا بقایا من اهل الکتاب وقال انما بعثک لا بتلیک وابتلی بک و انزلت علیک کتاباً لا یغسله الماء تقرؤه نائماً ویقضان، وان اللّٰه امرنی ان احرق قریشاً فقلت یا رب اذاً یثلغوا رأسی فیدعوهُ خبزة قال استخرجهم کما استخرجوک واغزهم نغزک و انفق فستنفق علیک وابعث جیشاً نبعث خمسة مثلهُ وقاتل بمن اطاعک من عصاک قال واهل الجنة ثلاثة ذو سلطان مقسط متصدق موفّق و رجل رحیم رقیق القلب لکل ذی قربٰی ومسلم و

عفیف متعفف ذو عیال قال واهل النار خمسة الضعیف الذی لا زبر له الذین هم فیکم تبعاً لا یتبعون اهلا ولا مالاً، والخائن الذی لا یخفی له طمع وان دق الا خانه ورجل لا یصبح ولا یمسی إلا وهو یخادعک عن اهلک ومالک وذکر البخل او الکذب والشنظیر الفحاش۔

(مسلم: کتاب الجنه وصفة نعیمها، باب صفات التی یعرف بها فی الدنیا اهل الجنة واهل النار)

ترجمہ: حضرت عیاض بن حمار المجاشعی روایت کرتے ہیں کہ ایک دن اپنے خطبہ میں رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا، غور سے سنو میرے رب نے مجھے حکم فرمایا ہے کہ میں تمہیں ان چیزوں کی تعلیم دوں جو تم نہیں جانتے اور مجھے آج ہی ان باتوں کا علم دیا گیا ہے (وہ باتیں یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا) میں نے اپنے بندے کو جو کچھ مال عطا فرمایا ہے وہ سب حلال ہے، میں نے اپنے تمام بندوں کو اس حال میں پیدا فرمایا کہ وہ باطل سے دور رہنے والے تھے، مگر ان کے پاس شیاطین آئے اور ان کو ان کے دین سے پھیر دیا اور جو چیزیں میں نے ان پر حلال کی تھیں شیطانوں نے ان کو حرام کر دیا، اور شیاطین نے ان کو حکم دیا کہ وہ میرے ساتھ شریک ٹھہرائیں جب کہ میں نے شرک پر کوئی دلیل نہیں اتاری، اللہ تبارک وتعالیٰ نے زمین والوں کی طرف دیکھا اور اہل کتاب کے چند باقی ماندہ لوگوں کے علاوہ تمام عرب وعجم کے لوگوں سے ناراض ہوا اور (حضور علیہ السلام سے) اللہ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں آزمائش کے لئے بھیجا ہے اور تمہارے سبب سے دوسروں کی آزمائش ہے، میں نے تم پر ایسی کتاب نازل کی جس کو پانی نہیں دھوسکتا، تم اس کو نیند اور بیداری میں پڑھوگے، (پھر حضور نے ارشاد فرمایا کہ) اللہ نے مجھے قریش کو جلانے کا حکم دیا، میں نے عرض کیا اے پروردگار وہ تو میرا سر پھاڑ دیں گے اور اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے چھوڑیں گے، اللہ نے فرمایا ان کو اس طرح نکال دو جس طرح انھوں نے تمہیں نکالا ہے۔ تم ان سے جہاد کرو ہم تمہاری مدد کریں گے، تم خرچ کرو ہم تمہیں عطا فرمائیں گے، تم ایک لشکر بھیجو ہم اس جیسے پانچ لشکر بھیج دیں گے، ان لوگوں کو ساتھ لے کر جو تمہاری اطاعت کرتے ہیں ان لوگوں سے جہاد کرو جو تمہاری نافرمانی کرتے ہیں (حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ) اور اللہ نے ارشاد

فرمایا کہ تین قسم کے لوگ جنتی ہیں (۱) وہ عادل بادشاہ جس کو (نیکی کی) توفیق دی گئی اور وہ صدقہ کرنے والا ہو، (۲) وہ آدمی جو رحم دل ہو اور اپنے تمام رشتہ داروں اور مسلمانوں کے لئے رقیق القلب (نرم دل) ہو، (۳) وہ پاک دامن شخص جو اہل وعیال ہونے کے باوجود سوال کرنے سے بچتا ہو، اور پانچ قسم کے لوگ دوزخی ہیں (۱) وہ ضعیف لوگ جن کے پاس عقل نہ ہو جو تمہارے ماتحت ہوں اور اپنے اہل و مال کے لئے کوئی سعی نہ کریں، (۲) وہ خیانت کرنے والا جس کی لالچ ظاہر ہو جو معمولی سی چیز میں بھی خیانت کرے، (۳) وہ دھوکہ باز جو ہر صبح وشام تمہارے ساتھ، تمہارے اہل اور تمہارے مال کے ساتھ دھوکہ کرے، اور اللہ تعالیٰ نے بخل یا جھوٹ، بدخلق اور فحش کلام کرنے والے کا بھی ذکر کیا تھا۔

☆☆☆

مؤلف ایک نظر میں

نام: اسید الحق محمد عاصم قادری

پیدائش: مولوی محلہ بدایوں (یوپی)، ۲۳ ربیع الثانی ۱۳۹۵ھ/ ۶ مئی ۱۹۷۵ء

والد گرامی: حضرت شیخ عبد الحمید محمد سالم قادری

جد محترم: حضرت مولانا عبد القدیر قادری بدایونی ابن تاج الفحول مولانا عبد القادر قادری بدایونی ابن مولانا شاہ فضل رسول قادری بدایونی

تعلیم:
(۱) حفظ قرآن
(۲) فاضل درس نظامی
(۳) فاضل دینیات الہ آباد بورڈ، اتر پردیش
(۴) فاضل ادب عربی الہ آباد بورڈ، اتر پردیش
(۵) الاجازۃ العالیۃ، شعبۂ تفسیر وعلوم قرآن، جامعۃ الازہر الشریف مصر
(۶) تخصص فی الافتاء، دار الافتاء المصریۃ قاہرہ مصر
(۷) ایم۔اے۔علوم اسلامیہ، جامعہ ملیہ اسلامیہ، دہلی

مشغلہ: تدریس، تبلیغ، تحقیق، تصنیف

خادم التدریس مدرسہ عالیہ قادریہ بدایوں

ڈائرکٹر الازہر انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز بدایوں

بانی رکن دی نیو ایج میڈیا اینڈ ریسرچ سینٹر دہلی

☆☆☆

قلمی خدمات

مقالات و مضامین: تقریباً پچاس مقالات و مضامین ہند و پاک کے مختلف رسائل و جرائد میں شائع ہو چکے ہیں:-

تصنیف:
(۱) حدیث افتراق امت تحقیقی مطالعہ کی روشنی میں (مطبوعہ)
(۲) قرآن کریم کی سائنسی تفسیر ایک تنقیدی مطالعہ (مطبوعہ)
(۳) احادیث قدسیہ (مطبوعہ)
(۴) اسلام، جہاد اور دہشت گردی (زیر طبع)
(۵) اسلام اور خدمت خلق (زیر طبع)
(۶) جدید عربی محاورات و تعبیرات (زیر طبع)
(۷) تحفظ توحید کے نام پر کتب اسلاف میں تحریف (زیر ترتیب)
(۸) مسائل تقلید و اجتہاد (زیر طبع)
(۹) خامہ تلاشی (تنقیدی مضامین کا مجموعہ)

ترتیب و تقدیم:
(۱) تذکرۂ ماجد (مطبوعہ)
(۲) خطبات صدارت مولانا مفتی عبد القدیر قادری بدایونی (مطبوعہ)
(۳) مثنوی غوثیہ مولانا مفتی عبد القدیر قادری بدایونی (مطبوعہ)
(۴) علوم حدیث (مطبوعہ)
(۵) ملت اسلامیہ کا ماضی، حال، مستقبل مولانا حکیم عبد القیوم قادری بدایونی (مطبوعہ)

ترجمہ، تخریج، تسہیل، تحقیق:
(۱) احقاق حق (فارسی) مولانا فضل رسول بدایونی (مطبوعہ)
(۲) عقیدۂ شفاعت مولانا فضل رسول بدایونی (مطبوعہ)
(۳) مناصحۃ فی تحقیق مسائل المصافحۃ (عربی) مولانا عبد القادر بدایونی (مطبوعہ)
(۴) الکلام السدید فی تحریر الاسانید (عربی) مولانا عبد القادر بدایونی (مطبوعہ)
(۵) تحفۂ فیض (فارسی) مولانا عبد القادر بدایونی (زیر طبع)
(۶) طوالع الانوار (تذکرۂ فضل رسول) مولانا انوار الحق عثمانی بدایونی (مطبوعہ)
(۷) اکمال فی بحث شد الرحال (فارسی) مولانا فضل رسول بدایونی (زیر طبع)
(۸) مکاتیب فضل رسول (فارسی) مولانا فضل رسول بدایونی (زیر طبع)

مولانا اسید الحق قادری کی عنقریب منظر عام پر آنے والی کتابیں

★ شرح احادیث قدسیه

★ مسائل تقلید واجتهاد

★ جدید عربی محاورات وتعبیرات

★ خامه تلاشی

(تنقیدی مضامین کا مجموعہ)

تقسیم کار : مکتبہ جام نور، ۴۲۲ مٹیا محل جامع مسجد دہلی

مطبوعات تاج الفحول اکیڈمی بدایوں

۱۔ **احقاق حق** (فارسی) - سیف اللہ المسلول سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی
ترجمہ وتخریج، تحقیق: مولانا اسید الحق قادری، صفحات - ۱۵۶، قیمت - ۶۰/روپے

۲۔ **عقیدۂ شفاعت** کتاب وسنت کی روشنی میں -
سیف اللہ المسلول سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی
تسہیل وتخریج: مولانا اسید الحق قادری، صفحات - ۱۲۲، قیمت - ۴۰/روپے

۳۔ **مناصحة فی تحقیق مسائل المصافحة** (عربی) -
تاج الفحول مولانا شاہ عبد القادر قادری بدایونی
ترجمہ وتخریج: مولانا اسید الحق قادری صفحات - ۶۴، قیمت - ۲۰/روپے

۴۔ **طوالع الانوار** (تذکرۂ فضل رسول) - مولانا انوار الحق عثمانی بدایونی،
تسہیل وترتیب: مولانا اسید الحق قادری صفحات - ۱۰۴، قیمت - ۳۵/روپے

۵۔ **البناء المتین فی احکام قبور المسلمین** - مفتی محمد ابراہیم قادری بدایونی،
تخریج وتحقیق: مولانا دلشاد احمد قادری صفحات - ۴۰، قیمت - ۱۵/روپے

۶۔ **تذکار محبوب** (تذکرۂ عاشق الرسول مولانا عبد القدیر قادری بدایونی) -
مولانا عبد الرحیم قادری بدایونی صفحات - ۶۴، قیمت - ۲۰/روپے

۷۔ **مدینے میں** (مجموعۂ کلام) - تاجدار اہل سنت حضرت شیخ عبد الحمید محمد سالم قادری بدایونی
صفحات - ۶۸، قیمت - ۲۰/روپے

۸۔ **مولانا فیض احمد بدایونی** - پروفیسر محمد ایوب قادری،
تقدیم وترتیب: مولانا اسید الحق قادری، صفحات - ۶۴، قیمت - ۲۰/روپے

۹۔ **قرآن کریم کی سائنسی تفسیر** ایک تنقیدی مطالعہ - مولانا اسید الحق قادری
صفحات - ۶۴، قیمت - ۲۰/روپے

۱۰۔ مولانا فیض احمد بدایونی اور جنگ آزادی ۱۸۵۷ء (ہندی) - محمد تنویر خان قادری بدایونی
صفحات - ۴۰، قیمت - ۲۰/روپے

۱۱۔ **سیرت مصطفیٰ** (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) **کی جھلکیاں** (ہندی) - محمد تنویر خان قادری بدایونی
صفحات - ۴۴، قیمت - ۲۰/روپے